182

100 yrs old Book

بہ عون خالق کون و مکان فضل رازق انس و جان عزّ اسمہٗ

نظم متین سحر بیان اشعار رنگین متضمن بر دو دیوان کلام دلچسپ دلنشین ناسخ یعنی جلد اول

دیوان ناسخ

کہ پیشتر ایک دیوان متن مین اور دوسرا حاشیہ پر مطبوع ہوا تھا اب علحدہ ہر ایک نے بطرز زیبا لیست

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور مین طبع ہو کر رونق پائی

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست اسکی ہر ایک شائق کو چھاپے خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادی ہین کتب کلیات ودواوین اردو کلیات ودواوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کلیات و دواوین اُردو

کلیات انشاء اللہ خان - یہ نتیجہ طبع شاعر نامی بذلہ سنج میر انشاء اللہ خان انشا تخلص کا ہے عہد نواب سعادت علی خان مین بڑے حاضر جواب مقرب تھے۔

کلیات ناسخ - عمدہ کلیات جسمین نادر رسائل شامل ہین۔

۱۔ شاہد عشرت ۲۔ سخن شعرا ۳۔ اشعار الناسخ ۴۔ مرغوب دل ۵۔ دفتر بےمثال ۶۔ گنج تواریخ ۷۔ چشمہ فیض ۸۔ قند پارسی ۹۔ زبان ریختہ ۱۰۔ قطعۂ منتخب

از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان بہادر۔

کلیات سودا - قصائد ومثنویات ودواوین ورباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا مستند الکلام۔

کلیات نظیر اکبرآبادی۔

کلیات تراب - مجموعہ جسمین چند کتاب ہین۔

۱۔ دیوان ۲۔ مثنوی عاشق صنم ۳۔ ٹھہریان ۴۔ شجرۂ قادریہ۔

کلیات صنعت - کلام شاعر مستند میان کریم الدین صنعت۔

کلیات نظام - سخنور خوش فکر نواب محمد مردان علیخان بہادر

کلیات تسلیم - جسکا نام تاریخی نظم ارجمند نتیجہ خوش فکری زبان آور بلند خیا منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد نسیم دہلوی

کلیات میر تقی - استاد مستند مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر ثانی مکرر چھپا۔

کلیات ظفر - کلام الملک ملک الکلام چار جلد ہین۔

۱۔ جلد اول ودوم یکجائی

۲۔ جلد سوم وچہارم یکجائی۔

کلیات مومن - جدید الطبع۔

بہارستان سخن - اسمین تین استادونکا کلام ہے ہمطرح ومقافیہ شیخ امام بخش ناسخ ۲۔ خواجہ حیدر علی آتش ۳۔ مہدی حسین خان آباد بڑے معرکہ کا مجموعہ ہے ہر ایک استاد نے زور طبع دکھایا ہے ہمہ گیر شخ صحیح بلا حرج کتنا زیبا ہے۔

دیوان گویا - از طبعزاد رسالدار فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر تخلص وزیر استاد نازک خیال

دیوان رند مسمی بہ گلدستۂ عشق کلام سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔

دیوان فدا - از موج خیزی طبع وقاد مولوی فدا حسین وکیل عدالت دیوانی

بعون خالق کون و مکان فضل رازق انس و جان

نظم متین سحر بیان اشعار رنگین متضمن بر دو دیوان کلام دلچسپ و دلنشین ناسخ یعنی جلد اول

دیوان ناسخ

که پیشتر ایک دیوان متن مین اور دوسرا حاشیه پر مطبوع ہوا تھا اب علحدہ ہر ایک نے بطرز رسالہ

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور مین طبع ہوکر رونق پائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلبل ہون بوستان جناب امیر کا
روح القدس ہی نام مری ہمصفیر کا

بیعت خدا سے مجھکو ہے بواسطہ نصیب
دست خدا ہے نام مرے دستگیر کا

تن پروروں کی تیغ زبان سے نتھی پناہ
گو درعہ تھا دراعہ نقوش حصیر کا

ایثار دیکھنا کہ عیان ہل اتی مین ہے
مسکین کے بعد ذکر یتیم و اسیر کا

کیون جو فروش کرتی تھے گندم نمایان
خود ذوق تھا جناب کو نان شعیر کا

انگشتر اپنی دے کے سلیمان کردیا
طاعت مین بھی سوال سنا گر فقیر کا

گر سلسلہ ہے گیسوئے مشکین مصطفیٰ
بے سایہ سرو شجرہ ہوا میرے پیر کا

خدا تیرا معرف ہی ملک تیری ہو صفحہ مین
نہ سوی جاہ دنیا منہ کیا ای شاہ دین تو نے
گراتے رکن دین یاجوج و ماجوج آکے دنیا مین
نماز و نہین مسیحا سا پیمبر مقتدی ہوگا
بھرا تجھ مین یہ حق نے علم رطب و یابس عالم
جو کندی ناتراشیدہ ہین انکو فیض صحبت کیا
بنا ای مہرتابان قصر یاقوت اپنی جاہ کو ہی
معانی قل ہو اللہ احد کے ہین عیان ناسخ
مرا سینہ ہی مشرق آفتاب داغ ہجران کا
ازل سی دشمنی طاؤس مار آپس مین رکھتی ہین
کسی خورشید رو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے
شگفتہ مثل گل ہر فصل گل مین داغ ہوتی ہین
شفق سمجھا ہے اسکو ایک عالم وای بیدردی
سیہ خانہ مرا روشن ہوا ویران ہونے سے
وہ شوخ فتنہ انگیز اپنی نظرون مین سمایا ہے
چمکنا برق کا لازم پڑا ہی آب باران مین
کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین

نہین حد بشر کہنا ترے اوصاف بیحد کا
سریر سلطنت تکیہ ہے گویا تیری مسند کا
جو پشتیبان تو ہوتا نہ ذوالقرنین کی سد کا
وہی رتبہ ہے تیرا بھی جو رتبہ تھا تری جد کا
کہ جلد و جسم کو رتبہ ہے قرآن مجلد کا
سوا اسکے کہ پایا مرتبہ چوب مسند کا
سیہ خانہ نظر آتا ہے یہ گنبد زبرجد کا
برائے قافیہ رکھتا ہے مین نے میم احمد کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میری گریبان کا
دل پر داغ کو کیونکر ہے عشق اس نفس پیچان کا
کہ نور صبح صادق ہی غبار اپنے بیابان کا
بنا ہی کیا ہمارا کالبد خاک گلستان کا
فلک کو گر بگولا جا لگا خاک شہیدان کا
کیا دیوار کے رخنون نے یان عالم چراغان کا
کہ اک گوشہ ہی صحرای قیامت جسکے دامان کا
تصور چاہیے رونہین اسکے روی خندان کا
تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا

ولہ

[illegible]

دیوان مین سادی ہی جگہ چھوڑ دی ہمنے
مضمون یہ باندھا تری نازک کمری کا
پیری مین کسے زیست کی امید ہے ناسخ
نادان کوئی جھونکا ہے نسیم سحری کا

ولہ

زلف سے کیجو شانے کو نہ زنہار جدا
[illegible]

دیوان ناسخ

[illegible]

گلفشان عکس ہو کسکے رُخِ رنگین کا
ہے جو آئینے مین عالم سبدِ گلچین کا

خاک ہو جائینگے ہم شوق ہو کیا تزئین کا
سُرمۂ خاکِ لحد دیدہ ہے آخر بین کا

مانگی باراں کی جو ہم بادہ پرستون نے دُعا
رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا

فرقتِ یار مین کیا ہوش اُڑے جاتے ہین
شہپرِ خواب ہر جو پر ہے مرے بالین کا

آج ہوتا ہے دلا درد جو میٹھا میٹھا
دھیان آیا ہے تجھے کسکے لبِ شیرین کا

بیٹھ جائے جو گل اندام ہمارا اکدن
عطر کھینچین ابھی عطار گلِ قالین کا

چاند کیطرح ہے خرمن مین وہ دہقان زادہ
کیون نہ ہر خوشے مین ہو نور عیان پروین کا

دیکھکر طاق حرم کو جو چڑھاتا ہی بھوین
عشق ہے مجھکو دلا اس صنمِ بیدین کا

اشتیاقِ گلِ خورشید شبِ ہجر مین ہے
کیا فلک مجھکو دکھاتا ہے چمن نسرین کا

قبر پر بہرِ خدا نام بتون کے لینا
دوستو وقت اگر آئے مرے تلقین کا

بت پرستی ہے مری اور خدا شاہد ہے
زاہدا کفر ہے بس عشقِ بتِ سنگین کا

شعر تر ہے جو مرا اک گلِ تر ہے ناسخ
نہین قرطاس یہ دامن ہے کسی گلچین کا

مہندی سے ہے شعلہ قدم رشکِ پری کا
پاپوش نے سیکھا ہے چلن کبکِ دری کا

طرفہ چمنِ حسن مین ہے نخل ترا قد
کرتا ہے جو اے سروِ روان مو اسری کا

کس مرتبہ مجھکو غمِ فرقت نے سکھایا
اشکو نہین نہین مثل گہر نام تری کا

پاکانِ ازل کو نہین پروائے مربی
عیسیٰ کو ضرر کچھ نہوا بے پدری کا

[illegible]

عیش ہو عاریت اس غمین اور رنج مُدام | کیا ہون گلبن ہی بھلا گل کی طرح خار جدا

سر سامان پہ ہر گیا کبر کہ غافل اک دن | جسم ہو سر سے جدا سر سے ہے دستار جدا

بوجھ اپنا کبھی ڈالا نہ کسی پر مین نے | ہوئی تعمیر مری سقف سے دیوار جدا

سبزۂ خط سے ہوئی تیرے حواشی روپوش | کرتی ہی حاشیون کو جدول زنگار جدا

تخلیہ چاہیے جسوقت میسر ہو وصال | قبر مین رکھتے ہی کیونکر نہون غمخوار جدا

مثل ناقوس لب جام فغان کرتے ہین | منہ سے کرتا ہے جو وہ کافر میخوار جدا

گل چلے جاتے ہین تو کہتے ہین برگ گلبن | ہم تھی دستون سے کیونکر نہون رردار جدا

راست گو کون ہر ایسا کہ زبان مین نہو فرق | شمع کیطرح مرا سر ہو جو سو بار جدا

فصل کیونکر کرون دونون مین گولا ناسخ
کہ محمدؐ سے نہین حیدرِ کرار جدا

خلق کی تسخیر کو ہر نقش پا افسون ہوا | سایہ دیکھا اس پری کا جسنے وہ مجنون ہوا

فرقتِ خالِ سیہ مین مُردہ ہین مخزون ہوا | موت افیونی کی آئی جبکہ بے افیون ہوا

اس ادا سے ہوئی ہین دستِ حنائی آپ نے | ہر حباب آب جو اک دیدۂ پُر خون ہوا

بکلو نگا مثل شرر سنگِ صنم سے روزِ حشر | زیر دیوار حرم گو آج مین مدفون ہوا

بوسۂ خالِ سیہ دیتے نہین صاحب اگر | ایک دن ٹھا کہ بندہ کشتۂ افیون ہوا

ماہِ تابان بھین ہوا ہالہ ہوا مارِ سیاہ | چودھوین شب گر خیالِ کاکلِ شبگون ہوا

چین کی جا کوئی دنیا مین نہین جز غمکدہ | کیا ہی دانا ہر کہ ساکن خم مین افلاطون ہوا

دھیان اوسکے بند کرنے کا اگر آتا مجھے — کیون نہ تیرا رخنۂ در مرا چاک دل ہوا

ہے یہ غم جانکاہ خالِ ابروِ خمدار کا — کعبے مین کا ہمیلہ ہو کر سنگِ اسود دل ہوا

جو یہان مغلوب ہے عقبے مین غالب ہے وہی — مرکبِ مقتول ہے اک روز جو قاتل ہوا

دھوئی ہین دھوبی نے دریا مین جو کپڑے یار کے — آج کوسون تک معطر دامنِ ساحل ہوا

دلبری کا جب ہوا اُس سروِ قامت کو خیال — عضو عضو اپنا وہین مثلِ صنوبر دل ہوا

سب کے خالق نے بنائے کاسۂ سر واژگون — آدمی اسپر بھی پیشِ آدمی سائل ہوا

بجھ گیا میرا چراغ داغ وصلِ یار مین — نور مہ نزدیکِ خورشید سے زائل ہوا

جو پرے وہ بیٹھا ہے آکے اُٹھ سکتا نہین — اتنو نقشِ بوریا کا خوب مین حائل ہوا

جذب جنسیت ہم رہنے نہین دیتا فراق — گل بنا جو جسمِ خاکی آج گل در گِل ہوا

ہائے کس قاتل ادا سے کی شروع اُسنے نماز — نکلی جب تکبیر اوسکے منہ سے مین بسمل ہوا

کہتے ہین زاہد مری دیوانگی کو دیکھکر — بُت پرستی کے سبب قہرِ خدا نازل ہوا

جب تصور یار کا باندھا ہم آپ آئے نظر — سامنے آنکھون کے آئینہ ہمارا دل ہوا

عاشقِ دل تنگ سے ہوتا ہے معشوق تنگ — پیرہن مجنون کا پھٹکر پردۂ محمل ہوا

سامنے میرے رہا گر شام سے لیکر سحر — حُسن مین گر مثلِ ماہِ چاردہ کامل ہوا

روحِ نالِ مسیح ہے اوسکی روح القدس پر نثار
بارہا جسکے لیے روح القدس نازل ہوا

روے جانان کا تصور مین جو نظارا ہوا — دل مین تھا جو داغ حسرت عرش کا تارا ہوا

٦

سبزۂ خط گورے گالون پر نمایان ہوگیا
یاسمن زار عارض دیکھ سنبلستان ہوگیا

آگیا مجھکو جو اوس زلفِ پریشان کا خیال
بزم مین مجموعۂ عناصر کا پریشان ہوگیا

تنگیٔ محفل کی دولت بھر کے بیٹھا مجھسے یار
رات اہلِ بزم کی کثرت کا احسان ہوگیا

منھ لگاتے ہی تنے قلیان بنی ہے نیشکر
دود تنباکو نسیمِ باغِ رضوان ہوگیا

ہو کے خم تسلیم کرتے ہی کیا مجھکو شہید
قد ترا ظالم کمانِ تیرِ مژگان ہوگیا

خود بخود ہوتا ہے پرپرزے آتے ہی فصلِ بہار
یان گریبان اے جنون گل کا گریبان ہوگیا

اسقدر مضمون ترے دستِ حنائی کے لکھے
جو قلمدان مین قلم تھا شاخِ مرجان ہوگیا

چاہ چھپتا ہے جو دو دن ہوتی ہو مشتاق خلق
ہوگئی قدر اوسکی جو نظرون سے نہان ہوگیا

بعد مردن بھی ہو باقی مجھسے خوش چشمونکو ضد
سبزۂ تربت چراگاہِ غزالان ہوگیا

پانون بھی اب یکجنون کر دیجیو کانٹون کی نذر
سر تربت ہی نثارِ سنگِ طفلان ہوگیا

ہوگیا وہ مصر ہے جس شہر مین تصویرِ یار
جس کنوئین کو اوسنے جھانکا چاہِ کنعان ہوگیا

ہم وہ مجنون ہین کہ جو خورشید رو آیا نظر
صبح سامان بنا وہین چاک گریبان ہوگیا

مشتعل ایسے ہین اوسکے دستِ ناز کی خود بخود
طائرِ رنگِ حنا بھی مرغِ بریان ہوگیا

سر اوٹھا کر جو چلا اس دشتِ وحشت خیز مین
پا اٹھا وسنے وہین خارِ مغیلان ہوگیا

شمع کافوری جلاتے تھے سو اونکی گور پر
دیدۂ غولِ بیابان سے چراغان ہوگیا

کوئی دم پیری بھی اپنی ہو لبِ صبحدم
مثل شب عہدِ شباب آنکھون سے نہان ہوگیا

کیون سلاطین زمانہ آگئے ہین باد پر
تختۂ تابوت جب تختِ سلیمان ہوگیا

ولہ

[illegible]

دیوان ناسخ

[illegible]

نقد جان مانگے جو سائل کوئی جانانکا تو دون ‌‌‌‌‌ اندنون مین عشق کی دولت بڑا حاتم ہوا

راز پوشی مین ہوا ناسخ مجھے ایسا کمال
یار بھی ہرگز نہ میرے عشق سے محرم ہوا

کل شبِ فرقت مین اک ماتم کدہ عالم ہوا ‌‌‌‌‌ چاند بھی ہالے مین شمع حلقۂ ماتم ہوا
جوش پر طوفان اشک ایسے دیدۂ پرنم ہوا ‌‌‌‌‌ اگے تھا اک ہجر کا غم اب غمِ عالم ہوا
دیکھکر دورِ خطِ شبرنگ ایسا غم ہوا ‌‌‌‌‌ حلقۂ گیسو بھی مجھکو حلقۂ ماتم ہوا
ہے برنگِ برق ہنسنا آدمیت سے بعید ‌‌‌‌‌ سالہا بارانِ غمِ ہجرِ گل آدم ہوا
اک پریرخ عشق نے مجھکو سلیمان کر دیا ‌‌‌‌‌ تختِ دل نگ ہے تو حلقہ چشم کا خاتم ہوا
مائل ابرو کی طرف مژگان برگشتہ نہین ‌‌‌‌‌ تیر بھی پیش کمان بہر تواضع خم ہوا
زندگی چشمِ جہانبین خوار رکھتی ہر دم ‌‌‌‌‌ دوش پر سب نے لیا جب آدمی بیدم ہوا
میکشی نے فرقتِ ساقی مین مارا ہو مجھے ‌‌‌‌‌ شرب مے مانندِ اکلِ ناگوارا سم ہوا
آبلے چھپ کر جب نکلے عذارِ یار پر ‌‌‌‌‌ بلبلون کو برگِ گل پر شبہۂ شبنم ہوا
حرف سکہ کے ہون کیسے پر ادب کرتی نہین ‌‌‌‌‌ زر سے جو پیچیدہ دل ہے اوسکا رتبہ کم ہوا
ہماتے سے اپنے شکم پر سنگ باندھا جسنگھڑی ‌‌‌‌‌ وہ سلیمانِ زمان بھی صاحبِ خاتم ہوا
منتین کر کرکے احسان کرتی ہین ہم کو پربست ‌‌‌‌‌ جام اگر خالی نظر آیا تو شیشہ خم ہوا
سب حسینِ اے گل تمہارے آگے رہو خجلت سے آب ‌‌‌‌‌ ہر ستارہ بھی فلک پر قطرۂ شبنم ہوا
خلق کو آزار عرق آلودہ زلفِ یار نے ‌‌‌‌‌ اوسکا ہر اک قطرہ کام اژدہا مین سم ہوا

ہین جو صاحب درد اونسے دور ہر سامان عیش
بادہ کھینچا ہے کسی نے زخم کے انگور کا

تیرے سینے پر تبو نکی مُہر ہیسے ہے داغ
مشک سے بد تر ہے پھاہا مرہم کافور کا

کوئی قاتل ہین یہ جیکر سر ہوا الجھا وبال
بوجھ اوترنے کی جگہ دم چڑھ گیا فردور کا

ہمنے جو چوٹی بنائی ہے ترے موبال کی
نافہ مشکین ہوا ہے منھ ہر اک ناسور کا

کب ہماری فکر سے ہوتا ہے سودا کا جواب
ہان تتبع کرتے ہین ناسخ ہم اوس مغفور کا

روے جانان پہ ہوا خط معنبر پیدا
ہو گئے حسن کے پرواز کو شہپر پیدا

آتشین رخ پہ ہوا خط معنبر پیدا
بدلے پانی کے ہوا آگ سے عنبر پیدا

سعی سے گوہر مقصد نہین ہوتا حاصل
نہ کبھی آب روان مین ہوا گوہر پیدا

زلف کو دیجیے کیا مار سیہ سے تشبیہ
سایۂ زلف سے ہو جاتے ہین اژدر پیدا

ایکدل کیسا ہے سو دل تری قامت پہ نثار
شکل دل کیون نہون ہر شاخ صنوبر پیدا

ہو نہین وہ صید کہ ہین جزو بدن تک دشمن
تیرونکے واسطے ہوتی ہین کمر پر پیدا

آتش حسن سے خلقت ہو دل عاشق کی
جسطرح آگ سے ہوتے ہین سمندر پیدا

ہون وہ گریان کہ پس از مرگ مری تربت پر
سبزۂ تر کی عوض ہو قرۂ تر پیدا

سایہ میرے تن پُر داغ کا پڑ جائے اگر
شل ہنیر ابھی گلبن سے ہون اگر پیدا

کیون نہ آئینہ ہو حیران کہ سکندر تو کہان
نہین ہوتا کہین اب عکس سکندر پیدا

رنگ و داغ گل لالہ سے یہ معلوم ہوا
حسن اور عشق ہوئے دونون برابر پیدا

ولہ

۱۰

بنگیا ہر روزنِ دیوار چشمِ انتظار
جس حسین کو دیکھتا ہون اِک آ تو ہین اشک
مے کشی کرتا نہ برباد می تنِ خاکی کی ہو
رہتی ہی ہر روشنی ہیکر سیہ خانے سے دور
غفلتِ اہلِ جہان تر دامنی کی ہی دلیل
پاک طینت جو کہ ہین اُنسے تعلق دور ہے
دیدۂ قاتل پہ تک کی گو ہوئی ایذا مجھے
لتی ہی عاشق کو لذت فرقتِ معشوقین
آبیا گہ از دل مین ہو جاتی ہی شدت طبع کی
ہون وہ گریان ہیدرون گر ملے میرا غبار
عارفون کو ہر در و دیوار ادب آموز ہی
عکس پڑتا ہے جو تیرے آئینون مین پشتیر
ہے یہی خورشید کا رتبہ حضورِ روے یار
نامۂ شرحِ جدائی پہ نہین دستار مین
پانی پینے مین جو اوس شیرین دہن کا منھ لگے
ہے تنزل مین ترقی صاف دل کیواسطے
پانون جو رکھتا ہی سر اوسکا ٹھوکرین

شوق پر کیا اپنے گھر کو آمد سیلاب کا
میری آنکھون مین ہے عالم معدن سیماب کا
خاک کو اُڑنے نہین دیتا چھڑکنا آب کا
تن رہا ہے شامیانہ چادرِ مہتاب کا
غلبہ ہوتا ہے رطوبت سے مقرر خواب کا
خار سے کیا اونچے گوشہ چادرِ مہتاب کا
ہون بہت ممنونِ احسان خنجرِ بے آب کا
اختیاری ہجر ہے سُرخاب سے سرخاب کا
دیکھ لو تیر ہینا ہے محتاجِ آہن آب کا
گرد باد و ن پر یقین عالم کو ہو دولاب کا
مانع گردنکشی ہے انحنا محراب کا
اضطراب اسواسطے جاتا رہا سیماب کا
سامنے خورشید کے رتبہ ہے جو مہتاب کا
پر رکھے جاتا ہے فرغ نامہ بر سرخاب کا
قند کا کوزہ دہن بنجاے کوزہ آب کا
دیکھ لو بنتا ہے موتی خشک قطرہ آب کا
یہ حریم کوے جانا ہے مقام آداب کا

تھا جو یوسف ہوا نہ وہ بھی عزیز
کیا برادر کو غم برادر کا

مرغ دل داغ کھائی جو یون مین
شبہہ ہوگا گلی کبوتر کا

کرے یاد خدا جو اک ہفتہ
بادشہ ہو وہ ہفت کشور کا

مست کہتے ہین جسکو ابر بہار
گوشہ ہے میرے دامن تر کا

شیشۂ مینا ہلون نہ کیون جھک کر
آج ہے دور دور ساغر کا

کیون نہ مصرع رہے قدِ موزون
کہ نہ مصرع ہلا برابر کا

جلد میرا پیامبر نہ پھرا
واسطہ گو دیا پیمبر کا

مرغ دل تپ سے آپکا ہو صید
جب کبوتر اوڑاتے تھے پر کا

ہے شبِ ہجر تا ابد نہین صبح
زہا خوف روزِ محشر کا

قمری ہے تیرے گھر کے گرد اے سرو
دو سرا طوق حلقہ ہے در کا

ہجر مین چاندنی سے کیا خوش ہون
نور ہے تربتون کی چادر کا

رشک نہال پر ہے کیا اوسکو
رشک بدلا جو تیرے چنبر کا

جب ہوا گور مین عذابِ فشار
دھیان آیا کنار مادر کا

ید بیضا سے ہاتھ آئی یہ بات
حسن محتاج کب ہو زیور کا

لاغری سے مرے سراپا مین
نور ہے سایۂ پیمبر کا

وصل مین تو مرگ گیا ہمدم
میرا ہر ایک استخوان سر کا

تن پہ ہر قطرۂ عرق ہی گہر
شوق اوسے کیا ہوا اور زیور کا

کہتے ہین تیرے عارض و قامت کو دیکھکر	بالائے سرو پھول کھلا ہی گلاب کا
دیکھی جو اوسکی زلف ہوا مجھو داغ دل	ہوتا ہے وقت شام غروب آفتاب کا
ہر صبح وہی صبح ہے ہر شام وہی شام	انسان پر ہے زور فقط انقلاب کا
آتا ہے رشک اے دل پر آبلہ مجھے	کیا جلد پھوٹتا ہے پھپھولا حباب کا
شکل بغیر ساقی مہوش ہے دور سے	محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا
آتی ہے خشک تر سے مجھو بوئے زلف یار	ہے مشک کی زمین تو دریا گلاب کا
اوسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہی غیر پر	ابلیس اب نشانہ ہے تیر شہاب کا
پیری بغیر ہمنے نہ دیکھا طلوع صبح	گذرا شب فراق مین موسم شباب کا
آتا نہین ہی انکو بجز شب وہ اندون	بدلا ہے شپرہ سے فراج آفتاب کا
تیری بہار نے یہ اوڑائے گلونکو رنگ	دن رات جوش باغ مین ہی ماہتاب کا
مارا ہے چشم مست نے میرے سوم مین جون	نرگس کے پھول اور پیالہ شراب کا
محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر	قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا
ارض و سما کے طبقے ہین بازی گنجفہ	جو تھا فلک ہر ایک ورق آفتاب کا
سیر تری مین کی جو سکندر کی تینے دید	تھا سر بنقش آب کے افسر حباب کا
اپنی غزل پہ آپ مین لکھتا ہون اب غزل	دیکھو جواب ہے سخن لاجواب کا

ولہ

لبریز اوسکے ہاتھ مین ساغر شراب کا	بنتا ہے عکس رخ سے کٹورا گلاب کا

گھل گیا ہی پیرہن مین جسم مجھ مایوس کا	ایک عالم کو گمان ہی شمع در فانوس کا
جو کہ ہین بیدرد کیا اونکو ہی قدرِ داغ عشق	مرتبہ زخمی سمجھتے ہین پر طاؤس کا
آلے پائے بزم جانان مین تو یہ بالیدہ ہو	پیرہن ہو تنگ جسم شمع پر فانوس کا
گل نہین جز داغ حسرت بوستانِ دہر مین	طور ہر برگ شجر مین ہی کف افسوس کا
ہجر مین نالے ہین ہونٹھون پر گریبان ہاتھ مین	وصل مین کام انسے لیتے تھے کنار و بوس کا
کافر عشق بتان ایسا ہون گر ہو جاؤن قتل	شور ناقوس برہمن سے اوٹھے ناقوس کا
کھولتے ہین غنچے میرے سامنے بیجے عبث	سونگھنے والا ہو نہین ہی گل تری ملبوس کا
ہو نہین وہ وحشی کہ مثل حلقۂ زنجیر پا	شوق ہی چشم غزالان کو مری پابوس کا
جو کہ ادنی ہین خوشامد سے وہ اعلی ہوتے ہین	مور جھل افسر یہ ہوتا ہی دم طاؤس کا
زینت ظاہر کے جو پابند ہین بے فیض ہین	کسکو دنیا مین ملا سونا دم طاؤس کا
اہل زینت کو نہین اعلی و ادنی مین تمیز	بے سر طاؤس پر سایہ دم طاؤس کا
خاک ہو میرے تن پر داغ کی بربادگی	گرد باد دن یہ گمان عالم کو ہی طاؤس کا
ہی دہن ہر غنچہ اور آغوش ہی ہر شاخ گل	شوق گلچین کو ہی کیا تیرے کنار و بوس کا
اتنے تین گذرین کہ تو موشی جدا آتی نہین	کسقدر ہی شوق کا تو کو مری پابوس کا

سچ تو ہے فردوسی طوسی کو نسبت مجھ سے کیا
دل سے ہون مداح ناسخ بادشاہ طوس کا

پریون کو عمل سے مین تسخیر نہین کرتا | جز نقش دم کچھ بھی تاثیر نہین کرتا

ولہ

جاتے ہین عالم بالا کو جو ناسے سیدھے	ہے خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا

این و دنیا کی عبث فکر ہے تجھکو ناسخ
وہی ہوگا جو ارادہ ہے مرے مولا کا

رہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوکِ غم کا	کہ ہے پیرا تولد ہفتم ماہِ محرم کا
گیا جو اوسکے کوچہ مین وہ با چشم پرآب آیا	حرم سے جسطرح لاتی ہین زائر آبِ زمزم کا
سلیمانی ہے زیبا اوس پری کو ملک خوبی مین	تبسم نقشِ خاتم ہے دہن حلقہ ہے خاتم کا
جواب اوسنے نہ بھیجا اور ہمنے خط لکھے اتنے	کہ مُہرین کرتے کرتے مٹگیا نقش اپنے خاتم کا
نظر آتا نہین جب سے کسی کا کعبۂ ابرو	ہماری دیدۂ تر مین عالم چاہ زمزم کا
جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا	اثر سوزِ غمِ فرقت مین ہے نارِ جہنم کا
نہین ہے معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہے	ہوا ہے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا
کسی دل تک رسائی ہو سکے تو عرش ہے یہ بھی	عزیزو گر نہین معراج ممکن عرشِ اعظم کا
برنگ گل جگر ہوتا ہے ٹکڑے سیر گلشن مین	ہوا ہے تیغِ غم بے یار نظارہ سپر غم کا
رسائی میرے اوجِ فکر تک ہوگی نہ حاسد کو	غرور آگے مرے کرتا ہے تحصیل سُلّم کا
پریزادوں نے منہ اپنا چھپایا مارے غیرت کے	اسے سوچو ذرا کیا حسن ہے اولادِ آدم کا
ازل سے جو کہ باہم ہین جدا ہوتے ہین دنیا مین	دلیل اسپر جدا ہونا ہے یان طفلانِ توام کا
حماقت ہے غرورِ جاہ اہلِ فقر کے آگے	یہ تاج و تخت ہے رد کردہ ابراہیم ادہم کا
سخاوت جسکو کہتے ہین کہانی ہے زمانے مین	بخیلونکی بدولت رہگیا ہے نام حاتم کا

ولہ

گام اول ہی جہان پڑتا ہے سیاہ گور زمین
ناسخ آوارہ ہے اوس صحرائے آفت خیز کا

سیکڑون آہین کرون پر ذکر کیا آواز کا
تیر جو آواز دے ہے نقش تیر انداز کا

نازنینون سے کرون کیا ربط مین نازک مزاج
بوجھ اوٹھ سکتا نہین مجھ سے کسیکے ناز کا

رشک سے جلتا ہون ایسا روی جانان دیکھکر
نور ہے مہتاب مین مہتاب آتشباز کا

یار سے کرتا ہون مین باتین جو جاتی ہین خبیر
صاعقہ انکو ہوا شعلہ مری آواز کا

آگے مجھ کامل کے ناقص ہے کمال مدعی
درمیان ہے فرق استدراج اور اعجاز کا

جال او صیاد اپنی زلف کا تو روکدے
ہے ارادہ صید مرغ روح کو پرواز کا

محو ایسا چاہیے عاشق خیال دوست مین
خیر اگر بولے یقین ہو یار کی آواز کا

سبقدر جلتا ہے ہوتا ہے سیہ داغ جنون
ہے چراغ اپنا دل روشن رگ پیاز کا

گر کوئی پڑھنے لگی بزم غنا مین میری نظم
کان کا پردہ وہین بجائے پردہ ساز کا

ضبط آہ شعلہ افشان جب ہوا مجھکو گران
آسمان بجائے گا طاؤس آتشباز کا

میری نظرون سے جو تو پنہان ہوا رسوا ہوا
بیقراری مین نہین ممکن چھپانا راز کا

کی ہے یان شدت سے شدت نے نکال اشک نے
کیون نہ وان آجائے موسم منبر کے آغاز کا

چل کے ناسخ گلشن شیراز کو آباد کر
آشیان ویران پڑا ہے بلبل شیراز کا

رات ایسا انتظار یار مین بیتاب تھا
بستر گل پر نہ تھا مین آگ پر سیماب تھا

ولہ

جبتک وہ ہو دو چار مری زندگی ہی ہے
تارِ نگاہِ یار ہے رشتہ حیات کا

کافر ہون سیر ہم رہین محروم واعظا
گر بیکدہ پہ حکم نہ جاری فرات کا

گر فرض نہین تو صوم ہے مستی صلوٰۃ ہے
واعظ یہان بھی شغل ہے صوم و صلوٰۃ کا

جو ہے کلام شیخ وہی قول برہمن
مطلب ہے ایک فرق فقط ہے لغات کا

خامہ ہے نیشکر مرے شیرین کلام سے
شرمندہ ہر دوات سے کوزہ نبات کا

مجرم ہون انمیا تو نفیر و نیہ ہوا عذاب
کرتا ہے قحط دیکھ نہ دینا زکات کا

آنکھون کے آگے غش سے ستارے ہین ترمرے
روز سیاہ ہجر مین عالم ہے رات کا

کب جائیگا عبادتِ ناسخ کو اے مسیح
نزدیک انکو وقت ہے اوسکی وفات کا

نوجوانی مین ہوا عشق ادس بتِ گلفام کا
عالم اپنے داغِ دل مین ہے چراغِ شام کا

خاک ہوئی پر گئی اپنی نہ عالی فطرتی
گور مین بھی ہی میان ہے ہمکو کسی کے بام کا

سبزۂ بیگانہ باغِ حسن سے کرتا ہے دور
نام رکھتا باغبان ہم نے ترے حجام کا

ہجر مین مرنے بجاے نشہ ہوتا ہے خمار
باعثِ دورانِ سر ہے دور میرے جام کا

کھینچ لائی وادیِ ہستی مین بیتابی مجھے
رہگیا پیچھے عدم مین قافلہ آرام کا

آرہی ہے تن پرستی حق پرستی کے عوض
رہگیا ہے گاؤ خواری سے نشان اسلام کا

ابر کشتون کے عزا مین ہے سیہ پوش آپ بھی
وہ خطِ شبرنگ بھی گویا ہے عالم سام کا

اشتیاقِ چشمِ جانان مین گئے ہین جی سے ہم
ہے چراغ اپنی لحد پر روغنِ بادام کا

پہ لگائے مجھے وحشت نے اوڑا پھرتا ہون ۔ مجھ سے پامال کوئی خارِ بیابان نہوا

پھٹ گئے لاکھ گریبان مری حالت پر ۔ صبح کا ہجر کی شب چاک گریبان نہوا

ہون وہ دیوانہ میخوار کہ صحرا مین کبھی ۔ چین جز سایۂ اشجارِ مغیلان نہوا

جو ہوا چاند تری سبزۂ خط کو دیکھا ۔ اس برس ماہ کوئی جز مہِ شعبان نہوا

شبِ تارِ یک جدائی نظر آئی ہے پہاڑ ۔ شبچراغ آج جو وہ لعلِ بدخشان نہوا

لاکھ کافر کو کیا تو نے مسلمان ناسخ ۔ ہے یہ افسوس کہ تو آپ مسلمان نہوا

سر پہ پہاڑ اون کی ندا اے آسمان گرا ۔ جو برگِ گل کو سمجھین کہ سنگِ گران گرا

ساقی کے ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب ۔ سمجھا مین بادہ کش کہ خمِ آسمان گرا

مٹی وہان کی لے گئے عطار بہرِ عطر ۔ اُس رشکِ گل کے منہ سے پسینا جہان گرا

رشکِ چمن ہوا ہے ہر اک سرو نونہال ۔ کنکٹ کے تیرے عشق مین کیا کیا جوان گرا

پائی شکستِ دل نے برنگِ شکستہ رنگ ۔ بالا ہو سنگِ شیشہ مرا بے فغان گرا

آزاد ہین قیود سے افتادگانِ خاک ۔ اُڑتا پھرا شجر سے جو برگِ خزان گرا

عالم کو تیرے چاہِ زنخدان سے عشق ہے ۔ یوسف بھی اس کنوئین مین مع کاروان گرا

پامال جو کرے گا مجھے پائے گا سزا ۔ شیشے کی طرح خاک پہ مین ناتوان گرا

لغزش رہِ سلوک مین افتادہ کو ہو کیا ۔ ٹھوکر نہ کھاکے اکدن اب روان گرا

کیا مال رعبِ فقر کے آگے ہے سلطنت ۔ ردا مین سر سے افسرِ نوشیروان گرا

ناسخ نگاہِ مست سے دیکھا جو یار نے ۔ مانند مست ہر شجرِ بوستان گرا

ولہ

ولہ

شب نظر کی ہیچ زفت مین جو تو آسمان
اژدہا تھی کہکشان غم سے ہر اک بیارہ تھا
اے اجل دی تو نے بار جسم سے آخر نجات
بس کہ بری ہیچ یہ خاک کا بیتا رہ تھا
تن سے جاتا رہا دل سے عذاب ہجر کا
تھو جان دینا گناہ عشق کا کفارہ تھا
کہتے ہین مارا گیا ہے جبکہ ہم تیغ ناز سے
توبہ قاتل مین ناسخ نام جو بیچارہ تھا

ولہ

بسکہ دل سوزان مین ہجر اوسکی تجلی گاہ کا
روئے آتشناک پر شعلہ ہے میری آہ کا
وصل کیا ہم خاکساروں کو ہوس نخواہ کا
خاک مین آلودہ ہونا کب ہے حکمن ماہ کا
نور افشان جب سے دل مین خیال اوس [illegible] کا
نور کا شعلہ دھوان ہے میری شمع آہ کا
[illegible] ناسخ امید نفع مین
[illegible] نہین [illegible]
قامت موزون نظر آئے [illegible] جاہ کا
تھا شروع عاشقی ون میری بسم اللہ کا

عقل سے خالی ہے خمخانے سے جسکو ہے گریز
خم وہ ہے ناسخ کہ ماوائے فلاطون ہوگیا

آج دعوی اسکی یکتائی کا باطل ہوگیا
ایکدل لیکر دیے قاتل نے مجھکو لاکھ داغ
کیون نہ اب عالم ہوا وسکا تختۂ مشق ستم
کچھ بھی حاصل باکمالونکو نہین ہے جز زوال
مصحفِ رخسار جانان مین نہین ہے ایک خال
وادیِ وحشت مین کیونکر مثلِ جرس نالان ہے قیس
صبح ہوتے کچھ نظر آیا نہ غیر از آفتاب

بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہوگیا
جو لگا پیکان مرے پہلو مین وہ دل ہوگیا
وقت بسم اللہ معلم جسکا بسمل ہوگیا
موزرِ نقصان ہوا جب ماہ کامل ہوگیا
بے نقط قرآن بھی دنیا مین نازل ہوگیا
ایک لیلی کیا یہان کس کسکا محمل ہوگیا
کون کون اک رات کو یان شمع محفل ہوگیا

ولہ

رات بھر جو سامنے آنکھونکے وہ مہ پارہ تھا
بنگئے گرداب سیل اشک جائے گردباد
توڑ آنکھین پھیر لین یان کام آخر ہوگیا
شب کی پرتو سے لبریز لطافت تھا چمن
مجھکو دم لینے کی بھی فرصت نہ دنیا مین ملی
خرمی ہوتی ہے بیدرد و نکو سیر باغ مین
خواب مین بھی یار تک ممکن نہ تھا دخل رقیب

غیرتِ مہتاب اپنا دامن نظارہ تھا
ابر تر کی طرح مین جسبِ دشت مین آوارہ تھا
طائر جان پائے بند رشتۂ نظارہ تھا
ہر گلِ شبنم سے جاری نور کا فوارہ تھا
روز مولد شادیانہ کوچ کا نقارہ تھا
ہمنے جس گل پر نظر کی اکدل صد پارہ تھا
جن و نون اپنا خیال اخبار کا ہرکارہ تھا

[illegible]

ولہ

[illegible]

جو گلہ ستونکو دیکھون عیان آئے سبزۂ دلجو کا
تصور میں کعبے مین منزہو محراب ابرو کا

گر دون تحریر گر مضمون کوئی اسکے گیسو کا
تو خوشبوئی سے خامہ پر یقین ہو شاخ شبّو کا

سوال وصل مین ہانا پریرو تیرے ابرو کا
اشارہ ہر برات عاشقان بر شاخ آہو کا

گیا سجدہ مین دیکھا جب سے تیری مصحف رخ کو
نہین کم سجدہ کی آیت سے رتبہ بیت ابرو کا

چڑھاتی ہی دماغ افلاک کو انسان کی کم وزنی
کرو میل ہین سنگین جو ہو پلہ ترازو کا

او سیدم مجکو ہوتا ہی افاقہ درد ہجران سے
تصور باندھتا ہون جب تیرے تعویذ بازو کا

نظر آتے ہین کیا پردۂ مضمون فکر کرتی ہی
دکھاتا ہے مجھے عکس درون آئینہ زانو کا

جو کچھ ٹوٹے ہوئے بال اوسکی کمو سوز لفین مشکین ہے
تو عالم روزن دیوار مین ہو ناف آہو کا

نظر آتی ہی صحرا مین مجھے انجام کیفیت
جو گورستان مین دیکھا ہی کوئی آئینہ زانو کا

یہ بیٹھا انتظار یار مین تکیہ لگا کر مین
کہ جو شن بنگیا ہون اپنے درپا کیے بازو کا

اگر لب سرخ ہین تو نشہ ہی آنکھین بھی ہین گلگلو
تبون ذکر دیا ہے ایک جگہ اعجاز و جادو کا

مین عالم کردیا نو نہین ہو زون طبع دیوانہ
کر دو مجھکا دنشانہ کوہ کے سنگ ترازو کا

دوائر حرفون کے بنتے ہین طوق گردن قمری
رقم کرتا ہون کرتا ہون گر مضمون اپنی مو کا

قرہ جو ہی وہ گویا اک زبان کا کام کرتی ہی
وہ عالم ہمنے دیکھا ہی کسی چشم سخنگو کا

یقین ہے سنتے سنتے اوسکا سر پھرنے لگو ناسخ
بیان مین سامنے میںکے کرون اپنی نگاہو کا

گر نہ جانسوز غم گیسوئے جانان ہوتا
نہ کبھی یون دم اژدر شرر افشان ہوتا

ولہ

نازک ایسا ہے وہ کافر دہن ہوتا بدمست
گذرا وسکا جو کبھی زیر مغیلان ہوتا

سنگ مقناق بھی بنتا تو مرا ضبط یہ ہو
نہ مری قبر کا پتھر شرر افشان ہوتا

ہون وہ وحشی کہ اگر دشت مین تھا شکو
آکے شعلہ پی وہین غول بیابان ہوتا

نکہت کاکل پیچان سے جو دیتے تشبیہ
عطر مجموعہ کا ہر جزو پریشان ہوتا

کی مکافات شب وصل خدانے ورنہ
کسلیے مجھ پہ عذاب شب ہجران ہوتا

اپنی صورت کا وہ دیوانہ نہوتا تو کیون
پانون مین سلسلۂ گیسوے پیچان ہوتا

ایکدم یار کو بوسون سے نہ ملتی فرصت
گر وہین پردۂ عالم سے نہ پنہان ہوتا

کسکی پریان جنات کو بھی آٹھ پہر
ہے یہ حسرت کہ سگ کوچۂ جانان ہوتا

خون رولاتا نہین ناسور بنا کر گردون
زخم بھی گر مرے تن پر کبھی خندان ہوتا

اے اجل ایکدن آخر تجھے آنا ہی ہو ولے
آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

کون ہے جو نہین مرتا ہے تری قامت پہ
کیون نہ ہر سرو چمن تا لب بیجان ہوتا

کیا قوی ہے یہ دلیل اسکی پریزادی کی
ربط انسان سے کرتا جو وہ انسان ہوتا

ای تجہ ہوتی اگر مہر و محبت تم مین
کوئی کافر بھی نہ واللہ مسلمان ہوتا

حسرت دل نہین دیتی ہے سنبھلنے ناسخ
ہاتھ شل ہوتے میسر جو گریبان ہوتا

ترے رخسار کا مضمون گل ریحان جہان باندھا
تو گویا ہم نے اک گلدستۂ باغ جنان باندھا

دم فکر سخن اکثر ہماری طبع روشن نے
تجھے خورشید باندھا اور زمین آسمان باندھا

ولہ

ولہ

جہان نظر مین یہ تاریک تھا کہ اے ناسخ
سوادِ گور مجھے رشک ماہتاب ہوا

سروِ شل جادہ ہے پامال تیری چال کا
ہے طلب سے اسقدر نفرت کہ رہتا ہے خیال
ثمر ہے باغ جہا نمین وہ صنم نام خدا
بو کبھی کافر کی زلفون سے جدا ہوتی نہین
طوق ہر گرداب ہے ہر موج ہے زنجیر پا
تو شراب آتشین پیتا ہے وہ کھاتا ہے آگ
ہو گیا ثابت کہ ہے دشمن قدو نکا تجھ مین حسن
رو نگٹا بھی مینے سر سے پانون تک دیکھا نہین
ہون ہبولو نہین جو مین مجنون چشم مستِ یار
حادثات دہر سے محفوظ ہین اربابِ فکر
عالم حیرت ہوا عالم دکھا اپنا جمال
پھر نہ میرے پاس آ جا کے ایجانِ جہان
ایسی اپنی لاشۂ سوزان سے گرمائی زمین
جنگ مین غالب امیر و نیر ہون کیونکر فقیر
ہے قوی دوست اے ناسخ جو دشمن ہے قوی

صید ہے کبکِ دری نقش قدم کیجال کا
آنجاے لفظ لب پہ باب استفعال کا
ہے بجا اوسکو پسند آئے جو کپڑا اچھال کا
طائر نکہت بھی قیدی ہو گیا اسجال کا
ہر اک آب روان دیوانہ تیری چال کا
بس یہ ہین ہوگا مقامد کباب تیری چال کا
تیری قامت کی الف پر ہے جو نقطہ خال کا
اترا تیرے بدن پر ہے کمر کے بال کا
کھینچتے ہین بادۂ گلرنگ اوسکی چھال کا
غم نہین ہرگز زمین شعر کو بھونچال کا
منتظر آئینہ خانہ ہے تری تمثال کا
طور کیا سیکھا ہے تو عمر روان کیجال کا
بنگیا گنبد ہماری قبر پر تبخال کا
زور چل سکتا نہین کل کے آگے شال کا
ساتھ مہندی کی ہر نہین کچھ غم نہین ہے جال کا

ولہ

ولہ

جب سے نظر و نہین سمائی ہے کمر ابد امین ہون
سیٹے ہین عشاق ہو کر تیری آنکھو نیر فقیر
حیلہ ہے مسیحے کی زیارت کا انھین
کیون نہ ہو کافر کرو ان سجدہ مین تیری ابرو نیر
ہے بجا گر دیدۂ تر سے چلے آتے ہین اشک
وصل ہے یان آج بھی ہے عید کل بھی عید ہے
دہ گلو گلتا ہے ؤسدن اسلیئے کرتی ہین عید
ہے دہن مین اسقدر خوشبو کہ اے کھا ہے نام
چہرۂ تابان نظر آتا ہے چین زلف سے
ہے کہین حج کی غذا سے تلخ تر ترکِ شراب

رنج دیتا ہے بہت آنکھو نہین پڑنا بال کا
ورنہ کیون لبتر ہے تکیو نہین ہرن کی کھال کا
زاہدو نکو عشق ہے تیری کمر کی بال کا
طوقِ محراب ہے حلقہ تری خلخال کا
ہو نہین دیوانہ نہ کیونکر ہو ہجوم اطفال کا
کیا شبِ فرقت مین ظالم طول تھا اکسال کا
سارہ ہے غروں سیا و گرنہ غرہ ہے شوال کا
عطر کی شیشی تری بتور کی چھنال کا
چشمۂ خورشید ہے چشمہ ہر اک اسچال کا
نسبت صائم سے ہے ازموں منتظر شوال کا

دہنِ درد دنیا سے ہترا مثلِ ناسخ ہے مجھے
بس ولا کافی تو لا ہے نبی کی آل کا

تو نے شہبازِ نگہ کو جو ادھر چھوڑ دیا
اوس ستمگر کو یہانتک تو مری سا ہو جند
قفس تن مین رہیگا نہ مرا طائرِ روح
آگیا کچھ بھی جو باہر اثرِ زہرِ فراق
سایہ سان اب لبِ دیوار گر و نگا جا کر

ہمنے بھی طائرِ دل باندھ کر پر چھوڑ دیا
مین نے گھر ڈھونڈ نکالا تو وہ گھر چھوڑ دیا
دام کاکل سے مجھے تو نے اگر چھوڑ دیا
غم نے کھچتے ہی مرا خون جگر چھوڑ دیا
مین گو کینہ دربان ستمگر یہ در چھوڑ دیا

ولہ

کیا سخن سنجی سے حاصل جب سخندان ہی نہین	زانوِ فکرت سے اے ناسخ تو اپنا سر اٹھا

ماجرا ہر بحر مین ہے چشمِ دریا بار کا	کیا عجب ڈوبے سفینہ گر مرے اشعار کا
کردیا موقوف خط نے جور زلفِ یار کا	خط نہ سمجھو یہ لکھا ہے کوئی افسون مار کا
عاملون نے اوسپہ آسیب پری ثابت کیا	پڑگیا جس شخص پر سایہ تری دیوار کا
اتنی راحت طالعِ واژونکی قسمت مین تھی	لے گیا ہے خواب میرے دیدۂ بیدار کا
خون کیا مجھکو ہوا آسیب بلای ہجر سے	ڈنڈ پر تعویذ کے بدلے ہو نامہ یار کا
کیون نہ کھٹکون آسمان کو رات دن مین نالہ کون	آبلے کی شکل اسمین مجھ مین عالم خار کا
دستگیری ایسی افتادون کی ہی منظور طبع	خاک پر گرتا نہین سایہ مری دیوار کا
رات بھر ہر ایک اختر سے لڑائی میری آنکھ	تھا تصور دل مین تیرے رخنۂ دیوار کا
تیرے رستے سے جو گذرا ای پری مجنون ہوا	داغ سودا ہے فقط سودا تری بازار کا
نکتہ چین چھپتا ہے تکو دیکھکر دیوان مرا	نقشِ افسونگر ہر اک پتا ہے اس گلزار کا
جھولتی ہے عرش پر تلوار کس قاتل کی آج	ہے تصور دل مین کسکے ابروِ خمدار کا
دور سے دیگی دکھائی روشنی جای سواد	یاد رکھ قاصد نشان ہے یہ دیارِ یار کا
اے صحرا نوردی پانون کی ایذا نہین	دل دکھاتا ہے مرا ٹوٹ جانا خار کا

بنگیا ہے دید کے آزار سے تار نگاہ	دیکھنا ممکن نہین ناسخ کے جسم زار کا

کھیلتا ہون اس سے مرغان خیالی کا شکار	کام وقت فکر لیتا ہون قلم سے تیر کا
ہے دلیل مرگ انسان اتفاق موئے سفید	کوہکن کی موت تھی انجام جوئے شیر کا
کسکے عارض کے تصور مین فنا ہون آئینہ	ہے دھوان مہتاب سے میرے نالۂ شبگیر کا
لاغر ایسا ہون کسیکو مین نظر آتا نہین	چاہیے مانی ورق سادہ مری تصویر کا

اس خرابی مین بنایا جسنے گھر دیوانہ ہے
دیکھ ہر دروازے پہ ناسخ نشان زنجیر کا

خضر کو ادنے پا مردی کے آگے لنگ ٹھہرایا	کہ جسنے ہر نفس کو قاطع فرسنگ ٹھہرایا
ملاقات دو روزہ کو بیان آتی ہم لیکن	سرا دہر کو سب نے مقام جنگ ٹھہرایا
اجل سے ہو گئے غافل جنکو ہو دعوا سلطانی	تو گویا تختۂ تابوت کو اورنگ ٹھہرایا
فلک نے جبکہ تیرے حسن عالم سوز کو تولا	تو کوہ طور کو میزان مین پاسنگ ٹھہرایا
کدورت اپنے چہرونکی نظر آتی ہے لوگون کو	تماشا ہے کہ اونے آئینہ مین زنگ ٹھہرایا
ہوئے ہین صاحب غیرت پہنکر او تری پوشاکین	رہے غیرت سے جو عریان انھین نے ننگ ٹھہرایا
وہ بیرنگی کہ بیرنگی بھی جسکو کہہ نہین سکتے	اوسے بھی سب نے اپنے وہم مین اک رنگ ٹھہرایا
چراغ گور کو غفلت سے ہین سمجھا رخ روشن	شب تار لحد کو گیسوے شبرنگ ٹھہرایا

مجھی پر دمبدم پڑتی ہے محفل مین جواے ناسخ
مگر تیغ نگاہ یار نے جو رنگ ٹھہرایا

نزاکت سے گلستان تک جو رخصت مانگتا	رنگ روے گل سے اوڑ جانے کی طاقت مانگتا

ولہ

[illegible]

وہ گریبان ہون یقین ہے لہا بر آب ہی چھوٹے
بنائین گر کھلونے والے فقا، وہ مری گِل کا

صدا یون سینہ کو ہمین ہے یان زنجیر گردن کی
سمان ہوت زنین جیسے آوازِ جلاجل کا

تری جلوسے ایسا ہے کتابی رو کا منھہ اترا
کہ گویا مصحفو نہین ہوگیا عالم حمائل کا

یقین ہے کیدن اخند مضمون زہر جائینگے
نہین نو روان مضمون خضر سلطان دل کا

ازل سے عشق کی دولت سے دیوانی کی قسمت مین
ملی ہے عقل لیکن بخت برگشتہ ہے عاقل کا

تنزل مین ترقی ہے ترقی مین تنزل ہے
تماشا دیکھ غافل ماہِ نو کا ماہِ کامل کا

ملیگا رزق تقدیری کرون تدبیر کنا ناسخ
وہ ہرزہ ہے ارادہ جو کری تحصیل حاصل کا

پڑا عکس آبجو مین خنجر ابروی قاتل کا
دکھائیگا ابھی ہر گل تڑپنا مرغ بسمل کا

رقم کرتا ہون مضمون خنجر ابروے قاتل کا
صریر کلک نالہ ہے گلوے مرغ بسمل کا

بلائے جان ہوا ہے عشق اک زہرہ شمائل کا
گرون جاکر نشان کوئی تہ آئے چاہِ بابل کا

نہین کچھہ آج مین پابند زلفون کی سلاسل کا
ازل سے خانہ زنجیر مین آئینہ ہے دل کا

تصور بندھہ گیا ایسا خطِ رخسارِ قاتل کا
کہ جوہر بنگیا گویا مرے آئینۂ دل کا

اثر میری جنون کا اسقدر ہے بعد مردن بھی
کھلونیوالے سب مجنون بناتے ہین مری گِل کا

عیان ہون شان سے کیونکر نہ کوہِ طور کا عالم
برنگِ صاعقہ ہے ہر شرارہ تیغِ قاتل کا

حضورِ گردنِ ساقی ہر اک شیشے کی گردن ہے
نظر آنے لگا عالم گلوے مرغ بسمل کا

جنھین تقطیع شعر آتی ہے یہ مصرع سمجھتے ہین
ہے موزونِ یہ مہِ نو مطلعِ ابروے قاتل کا

[illegible]

وله

[illegible]

آج پہو سکتا نہین کوئی بھی اسکو ہاتھ سے
ایکدن کوندینگے سب تیرا بھی تن زیر پا

خامہ پر رکھے حنائی پا برہنہ تو اگر
نیچشباخہ نقش پا کی جا ہو روشن زیر پا

خاک صحرا چھانتا پھرتا ہون اس غربال مین
آبلہ نہین کردیز کا ہون نور روزن زیر پا

زلف جانان یاد آئی ہو جو صحرا مین مجھے
بادۂ صحرا ہوئی ہین مار رہزن زیر پا

سنگ مقناطیس کی ہو لوح میری قبر پر
یار رکھتا ہے تو سن نعل آہن زیر پا

اس عمارت کو نہ تو سر پر اوٹھالیجائیگا
دیکھا ہو ناقص زراتیرا ہے مسکن زیر پا

رقص مین آتی نہین یہ اونکے گھنگرو کی صدا
کہتے ہین آسودگان خاک شیون زیر پا

دیکھکر اوس سرو کو حسرت سے بولین قمریان
طائر رنگ حنا کا ہو نشیمن زیر پا

سر و پھینکینگے جو اوس سرو خرامان کا خرام
پھر نہ ٹھہریگی زمین صحن گلشن زیر پا

دوستون کو روندتا ہو دل بنکر کفش کو
اے پری کہنا ہے زیبا تجھکو دشمن زیر پا

ہون مین وہ بیخود کہ دے نفع صداع و آبلہ
گر حنا سر پر ملی ناسخ تو چندن زیر پا

ضعف سے راہ طلب مین جب ہے دامنگیر پا
آتی ہین رگ ہا پا مجھکو نظر زنجیر پا

مالمان رش چھوڑین نقش مین آکر ساق عرش
دہ سراپا نور دکھاے اگر تنویر پا

پٹینے دو سر مجھے پھرنے دو مجھکو دشت دشت
میرے ہاتھون کی گرو کچھ نکر نہ تدبیر پا

پیچلے ہین کوئے جانان سے یہ دہشت مین مجھے
وادی پرخار پر خوف ہے تعزیر پا

قدر اوسکے سر کی سو چند ہوتی ہین سر مین فدا
راہ مین کھینچتا ہین آنکھین دکھینا تو نفسیر پا

راگ جو گانے لگا مطرب شبِ فرقت میں ہائے
آتے آتے میرے کانوں تک وہ شیون ہوگیا

آنکھیں نرگس چہرہ گل گیسو ہیں سنبل سر قد
عکس سے آئینہ خانہ صاف گلشن ہوگیا

پانوں پھیلائے ہیں جادو کیسا تیرے ہر ناخن
آگئے یہان اے جنون صحرا کا دامن ہوگیا

موت نے تیغِ زبانِ خلق سے دی ہے نجات
کہتے ہیں جسکو کفن وہ مجھکو جوشن ہوگیا

کبھی جاہل پھران آتش افروختے کو داغ
بے چراغ ان روزنوں بنا خانۂ تن ہوگیا

روند ڈال عالمِ بالا کو خوب اے شہسوار
ماہِ نو بھی ایک نقشِ نعلِ توسن ہوگیا

گر قناعت ہو تو نانِ خشک ہو نعمتِ دنیا
دیکھئے پانی چراغِ گل کو روغن ہوگیا

کردیا کاہیدہ دنیا رنج راہِ عشق نے
چادرِ تارِ سحر مجھے چیونٹی کا روزن ہوگیا

پیشتر سر سے بیابان ہوتے ہیں سامان پیدا
کھانے کیو تیشہ سے پہلے ہوتے دندان پیدا

ہوگئے دفن ہزاروں ہی گل اندام ہمیں
سلیئے خاک سے ہوتے ہیں گلستان پیدا

اے شبِ ہجر نہ اٹھوا مرے دستِ فریاد
صبحِ محشر نہو تا چاک گریبان پیدا

خارِ غم مینے جو پنہان ہی رکھے ساری عمر
میری تربت سے ہوئے خارِ مغیلان پیدا

گر نہیں ہے وہ پری کیون ہے تجسس ایسا
کہ خدا نے تو کئے خاک سے انسان پیدا

ہم ضعیفوں کو کہاں آمد و شد کی طاقت
آنکھ کی بند ہوا کوچۂ جانان پیدا

سینہ دلگیر سے نالۂ سوزان نکلا
جسطرح سنگ سے ہو آتشِ پنہان پیدا

سنگ کہسار ہوا سے سرِ شوریدہ بنے
ہوئے پانوں کے لئے خارِ بیابان پیدا

وله

تری ہی جستجو میں گبر و مومن پھرتے ہیں تجھ بے
ترے نقشِ قدم سے ہو گئے دیر و حرم پیدا

بیاباں غلغلہ ہیں ہم ہیں بسکہ خضر گردیدہ
زمیں کیا جسکا پتھر پر ہو نقشِ قدم پیدا

فلوس داغ یاس افلاس میں پائے حسینوں نے
مقدم عشق سے کرتے تھے دینار و درم پیدا

عیاں ہے ہر حبابِ بحر سے کیفیتِ دنیا
برائے چشم بینا ہیں ہزاروں جامِ جم پیدا

لبِ پا اگر دھوئے وہ کافر اپنی تفو کو
تو سانپوں کی طرح ہر موج دریا میں سم پیدا

مری آتش زبانی ہے خراب اس دورِ آخر میں
کیا اس شمع کو بزمِ جہاں میں صبحدم پیدا

فقط نقصان نہیں ہے عاشقی میں کچھ بھی حاصل ہے
جو کم ہوتا ہے دل پہلو سے تو ہوتا ہے غم پیدا

کیا کرتا ہے گردوں نے نشان بنیادِ ظالم کو
کہیں ہوتا نہیں شداد کا باغِ ارم پیدا

لگا اپنی کمر سے وہ دوپٹہ کھولنے اکدن
تو میں سمجھا ہوا یہ جادۂ راہِ عدم پیدا

جبیں کیونکر برہمن کے سجدہ ناگھس ڈالیں
ہوا ہے تیرے سنگِ آستاں سے ہر صنم پیدا

نہیں ممکن کہ کلکِ فکر لکھے شعر سب اچھے
برستا ہے بہت نیساں گہر ہوتے ہیں کم پیدا

ہمی روزِ ازل سے طینتِ موزوں میں غل ہے
کیا خالق نے ساتھ انھی کے ناسخ پیچ و خم پیدا

میں اگر زینتِ فتراک کے قابل ہوتا
طوق میرا بھی تہِ خنجرِ قاتل ہوتا

گر نہ زلفِ گرہ گیر نہوتا مجھکو
کیا گنہ تھا جو میں پابندِ سلاسل ہوتا

قیس نالاں کو رہا رخصتِ لیلی میں نہوش
اک جرس اور وگرنہ پسِ محمل ہوتا

شاخِ آہو ہیں بھویں آنکھیں ہیں چشمِ آہو
مشکِ نافہ تھا کوئی ناف میں گر تل ہوتا

جیتے جی کیا ہو کمند بیقراری سے نجات
روئے آتشناک کے نظارہ کی آئی نہ تاب
جانِ شیرین کب گئی ہے کوہکن کی رائیگان
کب مین بیدار سے گذرا اس صنم کے عشق مین
ہوگیا ضبطِ فغان کے ساتھ سینہ چاک چاک
کون ہے جسکو نہین اس صاحبِ عصمت کی یاد

برق کو گردون نے میرے بخت کا اختر کیا
اشک سے کو سالہا آنکھون کو مینے تر کیا
کہتے ہین شیرین نے آخر آپ کو جوہر کیا
جب کمر دیکھی خیال موے پیغمبر کیا
لاکھ دروا ہوگئے گر ہم نے بند اک در کیا
گھر مین بیٹھے بیٹھے اک عالم کے دلمین گھر کیا

جوششِ مضمون سے طوفان را ہوئی ناسخ یہ بحر
کشتیٔ طبعِ روان کو ہنے اب لنگر کیا

دم ہے بند آگے ترے تیغ صفاہانی کا
جاؤن وحشت مین کہان دامن کے سوا
پہونچے گوشہ نشینون کو ضرر دشمن سے
کھینچتا تھا وہ بہت قامتِ جانان کی شبیہ

قاتلِ خلق ہے عالم تری عریانی کا
ہون مین دیوانہ کسی چہرۂ نورانی کا
آتشِ سنگ کو کچھ خوف نہین پانی کا
حال آخر کو کیا دار نے کیا مانی کا

کس کے کوچے مین جبین سا تو ہوا ہے ناسخ
چاند سا داغ ہے روشن تری پیشانی کا

ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا
خواب ہی مین نظر آتا وہ شبِ کہین
خفتگیٔ بخت کی کیا کہیے کہ جز خوابِ عدم

رات بھر مجھکو دلِ زار نے سونے نہ دیا
سو مجھے حسرتِ دیدار نے سونے نہ دیا
عمر بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا

دیوان ناسخ

کیا حق نے بخیر انجام میرا مے پرستی مین	ہوا لبریز مے سے جام میری زندگانی کا
کوئی لکھکر اوٹھاتا ہے جو اونکا دھونڈ ھہ نہین سکتا	بندھا جن حرفون مین مضمون ہماری ناتوانی کا

وہان زخمِ دل کے قہقہے بے حد ہین ناسخ
تصوّر ہے تجھے کسکے لباسِ زعفرانی کا

یہ نور ہر روے مہ جبین کا کہ ہو خجل بدر چھو کر	جو حلقہ ہر زلفِ عنبرین کا وہ ایک نافہ ہے مشکِ چین کا
زبسکہ وصفِ دہانِ شیرین لکھا ہے وہ زبانِ شیرین	مزا نہین جبتلک ہر جانِ شیرین دہن مین ہے انگبین کا
وہ چشمِ فتّان ہے غیرتِ بلا وہ زلفِ پیچان ہے شاخِ سنبل	عذار مین ہے شباہتِ گل بدن مین عالم ہے یاسمین کا
یہ جوششِ بارانِ اشک کا ہم کہ ساتون دریا ہین نطفہ سے کم	جسے کہ کہتے ہین سب جہنم شرر ہے اک آہِ آتشین کا
زبسکہ ہے جوشِ داغِ ہجران ہوا ہے سینہ باغِ مینو	بہارِ گلگشت جا بجا ہے خیالِ غلمان ہے تا اک حسین کا
بپا عدو کا ہے اوسکے عالم کہ مینے دیکھا ہوا وہ بیدم	نیامِ تیغِ قضا ہے مرہم لقب ہے قاتل کی آستین کا
برا ہو بدبختیِ عاشقی کا نہ دین ہو برباد یون کسیکا	بنا ہے عشقِ بتان کا ٹیکا نشانِ سجدہ کہے جبین کا
اگر ہو پیدا پرہمنِ رقیبِ ہو خاکِ دم مین جاکر	سنا جو ہو آفتابِ محشر گھرنڈ ہے داغِ آتشین کا

طمع ہے انصافِ دوستان سے کہ آنا فرمائین سب زبان ہے
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند رتبہ اس زمین کا

جو دل ہی ٹوٹ گیا کیا ہو شعر تر پیدا	ہوے ہین شاخِ شکستہ سے کب ثمر پیدا
وہ نخلِ باغِ جہان مین ہون کہ ہوتی ہے	ہر ایک شاخ پہ دستۂ تبر پیدا
کیا ہے آتشِ غم نے مرا یہ خشک لہو	کہ مثلِ سنگ رگون مین ہوے شرر پیدا

وصل کی شب گیا تھا میں غم نے عجب تدبیر
آنکھ پھر لگنے نہ دی میری جا پے تعزیر خواب

عالم اسباب میں سیاب غفلت ہیں عزیز
خلق کی آنکھوں میں جا ہے دیکھنا تو قیر خواب

بعد مدت دو نہیں آیا جو وہ میں چونک اوٹھا
یہ گناہ بخت خوابیدہ ہے اور تقصیر خواب

گر مسیحا کو نہیں میری عیادت کا خیال
پڑ گئی ہے کیا اجل کے پانو میں زنجیر خواب

دیکھنے خواب وصل کہا اس سے کیا ہے جب بیان
اسنے الٹی ہی سنائی ہے مجھے تعبیر خواب

تا نہ جنبش شب فرقت کرے صد سوزن نہیں
پنجۂ مژگان تر کیونکر ہو دامنگیر خواب

یار سو جاے تو جاگیں طالع خفتہ مرے
وصل کی شب قتل کرتی ہے مجھے تاثیر خواب

پوچھ گوش میں کھٹکے گر سنے ہم غفلت کی بیل
چیچے ہے لیے خمیازہ اکثر لاتی ہے تاثیر خواب

دیکھی مژگان خواب میں دیکھی سحر بسمل اوٹھا
ہو گیا پیغام اجل کا مجھکو نا سنج تیر خواب

ہے مری ہستی کو عشق ساقی کوثر خراب
رات دن پیتا ہوں نہیں بے شیشہ و ساغر شراب

خون آتا ہے نظر عاشق اوس تن نازک پر تو
جسطرح مینا ہے بلوری میں ہو احمر شراب

ہے دل مجروح کی اوس چشم میگوں پر شفا
کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخموں پر شراب

گرچہ ہوں میکش پہ ای زاہد نکر غیبت مری
گوشت کھانے سے برادر کی تو ہے بہتر شراب

کانپتے ہیں اہل عصیان دہشت تعزیر سے
رعشہ دار انسان کو کر دیتی ہے خراب

لذت عشرت ہوئی بے تلخکامی کب حصول
ذائقہ میں کچھ رکھتی ہے تلخی ہر شراب

میکشی سے زاہدونکو اس لئے انکار ہے
تا نہ ان بد باطنوں کے کھولدے جوہر شراب

نغمہ سنج ایسا ہون کہائی استخوان گر بعد مرگ ‏ — ‏زاغ کی منقار سے نکلے نوائے عندلیب
داستان صیاد و گلچین کی فقط رہجائیگی ‏ — ‏نے ثباتِ گل ہمیشہ نہ بقائے عندلیب
باغ مین تجھسے خجل ہو کر یہ ہر گل نے کہا ‏ — ‏کاش مجھکو اپنے شہپر مین چھپائے عندلیب
کر دیا اوس گل کے پرتو نے جو دریا کو چمن ‏ — ‏بلبلون سے صاف آتی ہے صدائے عندلیب
عارضِ جانان کے ہوتے گل پہ کیون عاشق ہوئی ‏ — ‏ہو گئی صیاد پر ثابت خطائے عندلیب
ہر کلی منقار ہے اوس رشکِ گل کے عشق مین ‏ — ‏آتی ہے ہر شاخِ گلبن سے صدائے عندلیب
پیرہن کے بیچ کیا پرزے کئے تو ہے وہ گل ‏ — ‏نوچ کر سب بال و پر اپنے اوڑائے عندلیب
عاشقون کی قدر معشوقون سے ہوتی ہے زیاد ‏ — ‏بڑھکے گل سے زیادہ ہے بہائے عندلیب
شمع کے شعلے کو گر تشبیہ دون گلبرگ سے ‏ — ‏بزم مین گلگیر سے نکلے صدائے عندلیب
کب قفس مین صحنِ گلشن یاد آتا ہے اوسے ‏ — ‏عارضِ صیاد مین حاجت روائے عندلیب
جام مے لبریز ہین ساقی فقط مطرب نہین ‏ — ‏گل کھلے ہین باغ مین خالی ہے جائے عندلیب
ذبح کر اس غیرتِ گلشن پہ مجھکو واز کر ‏ — ‏بس یہی صیاد سے ہے التجائے عندلیب
چلکے صحنِ باغ مین ایسی پڑھون رنگین غزل ‏ — ‏آج ہر گل کو بھلا دون نغمہائے عندلیب

ولہ

گر ترے دستِ حنائی دیکھ پائے عندلیب ‏ — ‏شاخِ گل کو آہِ سوزان سے جلائے عندلیب
راز پوشی کاش ہمکو بھی سکھائے عندلیب ‏ — ‏نام شبنم کا ہو اور آنسو بہائے عندلیب
جائے گل دیکھون الٰہی منھ اوسی محبوب کا ‏ — ‏ہے یہی ہر صبح گلشن مین دعائے عندلیب

ردیف التاء

دشمن جان ہی ہمارا پاسبان کوئی دوست
ہو جبے آب شناب سائبان کوئی دوست

گئے مجھ وحشی نے پھینکے اونکے آگے استخوان
اک سر لیسے ہوگئے مجنون سگان کوئی دوست

ہاتھ مین تیر نہ ٹھہر گیا وہان مکتوب شوق
یاد رکھ قاصد برا ہے یہ نشان کوئی دوست

لوٹتے ہین خاک مین آنکھین لگی ہین سوے بام
مرتے ہین معراج پر افتادگان کوئی دوست

جی اوٹھا مردہ جنازہ جو گیا اوس راہ سے
کر چکی ہے خلق سو بار امتحان کوئی دوست

وصف جنت جب کیئے واعظ نے منبر پر شروع
صاف مین سمجھا کہ کرتا ہے بیان کوئی دوست

کب ہی کعبے کا ادب ایسا کہ رکھتی ہی قدم
پانون اپنا چومتے ہین تہ وان کوئی دوست

سارے عالم کو جو ہے بے اختیارانہ رجوع
مرکز عالم ہے شاید درمیان کوئی دوست

جو وہان پہونچا وہی آگاہ اوس عالم سے ہے
اور ہی کچھ ہے زمین و آسمان کوئی دوست

جو وہان جانے لگا پہونچا کنارے گور کے
رہرو ملک عدم ہین ہمروان کوئی دوست

زائل ہی قاصد جواب خط کی ہو تجھ سے امید
کاٹتے ہین اپنے کو خنجر سالکان کوئی دوست

اے اجل اب سائین شہر خموشان کر مجھے
کیا کرون ملتا نہین کوئی مکان کوئی دوست

حاملان عرش اعلی کے یہان اڑتے ہین ہوش
عرش اعلی سے کہین بالا ہی شان کوئی دوست

داغ حسرت مین چراغ دیر و قندیل حرم
کون جا دلکش ہو دنیا مین لسان کوئی دوست

غیر ہو شیطان تو اپنا نعرہ ہو تیر شہاب
ایسے اے ناسخ ہین ہم آتش زبان کوئی دوست

اس چمن مین ہین بے شمار درخت
پر کہان مثل قد یار درخت

سرو آزاد پھرے ہین شرمندہ — سرنگون ہین جو بار دار درخت

دشت مین رخ جو سوئے سایہ کرلن — مثل آہو کرین قرار درخت

نہین جنبش ہوا سے یہ ای گل — تیرے غم مین ہین بیقرار درخت

شجر طور کی طرح ہر روز — وہ جلا دیتے ہین ہزار درخت

آنکھین نرگس ہین زخ ہو گل قد سرو — ایسی پائین کہان بہار درخت

نہین گرتے ہوا کے صدمے سے — تجھ پہ کرتے ہین گل نثار درخت

مجھکو شاخون کی جا دکھاتے ہین — ہجر کی تیغ آبدار درخت

کیا بزرگون مین ہو ترقی خرد — کہ یہ کہتے ہین بار دار درخت

باغ عالم مین بڑھ نہین سکتے — زیر اشجار سایہ دار درخت

ولہ

زلفین شاخین ہین قد یار درخت — کون ایسا ہے مشکبار درخت

سایہ اوس سرو کا رہے مجھپر — پائین جس دشت مین نہ بار درخت

کیا ہی خوش ہوکے چڑھ گیا منصور — دار گویا ہے میوہ دار درخت

تونے گمدر ہلائے کیون بکرین — باغ عالم مین افتخار درخت

دنگ اُس گل پہ باغ مین ہوکر — بن گئے سرو گلعذار درخت

باغ کو جاؤن یاد زلف مین کیا — شاخین رکھتے ہین مثل دار درخت

بھولے رم دیکھ کر تری آنکھین — آج آہو ہین شاخ دار درخت

نالِ چمن مین آب مقدر رہے ابر پا
غنچون کی کھل رہی ہی عطش ہر زبان عبث

آخر غذائی مؤثر ہے ہر جُثّہ قوی
اظہار زور کرتے ہین پیل دمان عبث

پچھون مین شراب کا قطرہ بھی زاہدا
پیدا ہوئی ہر کیا مری منھ مین زبان عبث

سُنتا ہی کون قلقلِ مینا کے شور مین
ہر سمت مسجدون مین ہی شورِ اذان عبث

آخر دلا یہ چاہ تحمد مین گرائے گا
ہم ہین سوار توسن عُمرِ روان عبث

ہم پابرہنہ چلتے ہین کانٹو نہ کیا خموش
ہوتا ہے نعرہ زن جرسِ کاروان عبث

ہو صبح روزِ ہجر کہان ہوش ہے کشتی
کھولی ہے مے فروش نے اپنی دوکان عبث

ڈالی اودھر گلے مین ادھر کٹاری ہوگئی
اے رشکِ ماہ پہنی قبائے کتان عبث

روشن ہی تیرے نور سے کاشانۂ فلک
ہین آفتاب و ماہ کے دو تا بدان عبث

تیغِ ہلال ہوگی نہ ابرو سی کاٹ مین
پھرتی ہے رات دن یہ فلک کی نشان عبث

صد برگ ہے ترا دل صد چاک کم نہین
ناسخ تجھے ہوئی ہوس بوستان عبث

ردیف جیم تازی

اس گل کے کان کو نہین زیور کی احتیاج
ہے وہ صدف نہین جسے گوہر کی احتیاج

ہمت جو ہو بلند تو ہون داغِ یاس بھی
ہون آسمان ہی مجھے اختر کی احتیاج

لاغر جو ہم ہین رو ہی رقتناک کا ہی غم
اس تارِ خشک کو ہی گلِ تر کی احتیاج

ردیف حاے مہملہ

سینہ پر داغ و خاکِ پیرہن — ہے وصال یار مین گلزار صبح

اس صنم پر توڑ کر تار شعاع — اب گلے مین ڈالے گی زنار صبح

وصل مین تھا صبح سے بیزار مین — ہجر کی شب مجھ سے ہو بیزار صبح

تھرتھرا کر شعلۂ پر زر ترا — دیکھ پاے اے پری رخسار صبح

چاک کرتی ہے گریبان دیکھکر — کارچوبی مہر کی دستار صبح

شام کیا ہو تیرے گھر مین بار آ — نور سے ہے سایۂ دیوار صبح

وصل کی شب ہو چکی اندھیر ہے — شام سے دکھلاتی ہے آثار صبح

وصل کی شب آتی ہے جو تیرے ساتھ — تجھکو کرتی ہے مقرر پیار صبح

ہو بیان کسکو شبِ فرقت مین ہوش — ہو چکی ہو گی ہزارون بار صبح

وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب — شام کو کرتا ہے نور یار صبح

ہے دعا اے خالقِ لیل و نہار — ہو یہ شام کاکلِ دلدار صبح

ردیف خاے معجمہ

ہو ناز کی سرو قامتِ جانان چمن کی شاخ — مین سوزِ عشق سے ہون چنارِ کہن کی شاخ

عالم کو بعد مرگ بھی ہر نالون سے ربط — خنجر کا دستہ کیون نہ بنے گرگدر کی شاخ

ہم وحشیون کو بخت جو برگشتہ ہین سبھی ہین — سیدھی کسی طرح نہین جیسے ہرن کی شاخ

رکھی چھڑی جو نازسے اوس نے بہ ذقن — سبکو ہوا گمان کہ ہو سیبِ ذقن کی شاخ

تیری ہی لگتی ہو دل مین بات جو کرتا ہو تو
ہین لبِ نازک تری شکلِ لبِ سوفار سرخ

ہو نہین وہ رنگین بیان مجھو جو میرے استخوان
مثل طوطی زاغ کی بھی ہو وین منقار سرخ

ردیف دال مہملہ

یار آیا تو ہوے دیدۂ ناکام سفید
جیسے ہون آمدِ سلطان مین در و بام سفید

ٹپے عکس اسکے لبِ سرخ کا گر ساغر مین
ہو خجالت سے وہین بادۂ گلفام سفید

دیدۂ حسن چشم سیہ کی نہ میسر ہو وے
دیدۂ غیر ہون مثلِ گلِ بادام سفید

بلبے طول شبِ فرقت نہ ہوئی اب تک صبح
ہو گئے آہ مرے موے سیہ فام سفید

سوجھے مضمون بیاضِ رخِ جانان مجھکو
ہو گیا رنگِ مرکبِ دمِ ارقام سفید

سرخ پوش آتے نظر شوخ یہ ہو رنگِ بدن
پہنے پوشاک جو وہ سروِ گل اندام سفید

گو پہنتا نہین جز جامۂ رنگین تو آج
کفن اک روز ملیگا تجھے خود کام سفید

غرۂ حسن دو روزہ پہ نہ آ سیم اندام
رنگ سب نکو نہین ہوتا ہی بہت خام سفید

اپنے رخسار پہ چھوڑ نہ کبھی تو جو نقاب
ہے ابھی صبحِ امید ابق ایام سفید

حرفِ مطلب جو لکھون صاف وہ دیتا ہے جواب
بھیجتا ہے مجھے کاغذ وہ دلآرام سفید

تیرے محبوب کے قاصد نے کہا کیا ناسخ
ہو گیا منہ ترا سنتے ہی جو پیغام سفید

ردیف راے مہملہ

جہانمین تیرے دل جو ہین وہی بدرنج رہتی ہین ۔ کہ نازل ہوتی ہے آفت ہوا کی شمع روشن پر

تصوّر بھی عجب ہے دور ہین ہم ہون کہین لیکن ۔ لگی رہتی ہے آنکھ اپنی در جانان کے روزن پر

ہمارے زخم کے نظارے کی کب تاب ہے اوسکو ۔ تو اے جراح پہلے باندھ پٹّی چشم سوزن پر

مواہون مین نہ بیداری شبہائے ہجران سے ۔ کبھی سبزہ بھی خوابیدہ نہوگا میری مدفن پر

ہماری ہاتھ سے دامن جھٹک کر تو گیا جسدم ۔ گریبان آرہا بس ایک ہی جھٹکے مین دامن پر

تری جا مین تو ہے فانوس تو ہے شمع کا فوری ۔ گرین کیونکر نہ پروانے ہزارون تیری جامین پر

تپ غم سے ہوا یہ حال میرا تیری فرقت مین ۔ کہ گنبدہ ضعف سے طوق گران میری گردن پر

کسی کا درد ہوتا ہے کسی کو کب زمانے مین ۔ کہ جام گل ہین خندان شیشہ و بلبل کے شیون پر

اگر ہوتا ہے اک دانہ بھی دس مین میری قسمت کا ۔ فلک بجلی گرادیتا ہے ناسخ میری خرمن پر

رکھو سواد خط رخ رشک قمر سے دور ۔ رہتی ہے شام جیسے الٰہی سحر سے دور

رویا ہون جب ہوا ہے گریزان وہ شعلہ رو ۔ بجلی کو دیکھو بھاگتی ہے ابر تر سے دور

کیا روز بد مین ساتھ رہے کوئی ہمنشین ۔ پتے بھی بھاگتے ہین خزان مین شجر سے دور

لپٹینگے آکے جال مین ہم صوفیون کیطرح ۔ بیٹھے ہین گرچہ بزم مین مطرب کے پیر دور

اپنے صنم کو لیکے شب وصل باغ مین ۔ بھاگا مین آشیانہ مرغ سحر سے دور

اس سے نہ ہے آتش داغ جنون کا خون ۔ لڑکون کے سنگ بھاگتے ہین میرے سر سے دور

مین ناتوان تھا نہ وہان تک پہونچ سکون ۔ لیتا ہے گھر وہ اپنے لئے میرے گھر سے دور

[illegible]

ولہ

[illegible]

اعتماد اصلا نہین گر ہے جہان زیر نگین
زاہدا کیونکر کرون مین ترک یہ نیا دہ ہے
آج تو پوشاک پر مرتا ہے تو کل دیکھیو
روشنی کی سیر جب ہے شب فرقت مین کی
دیکھ لو فرقت نہ دیکھی ہو جو برق و ابر کی
عیش تنہائی ہوا مردونکی کثرت سے محال

اوٹھ گیا دنیا سے خاتم کو سلیمان چھوڑ کر
سیر کو آئے تھے آدم باغ رضوان چھوڑ کر
جائیگا نباش تیری لاش عریان چھوڑ کر
شعلے آ لپٹے مجھے سرو چراغان چھوڑ کر
خندہ زن جاتا ہے ظالم مجھکو گریان چھوڑ کر
جاؤن یارب اب کہان شہر خموشان چھوڑ کر

مرگیا کیا ناسخ بیکس جو سارے میفروش
مسجدونمین آ بیٹھے اپنی اپنی دکان چھوڑ کر

گنتا ہون سر کو بوجھ مین ناکام دوش پر
جالی کی آستین نہین اے نازنین تری
تو وہ حسین ہے دیکھ لے گر طفل بھی تجھے
کیا منہ سے نیک و بد مین نگاہون کے رات دن
اے سیکشو نزاکت ساقی کو دیکھنا
پاس حرم نہ چاہیے اے بچۂ جنون
تعمیر پر جو مرتے ہین نا فہم ہین مگر
باتون کا کچھ اثر نہین بلبل یار مین نہین
دوڑا مرے صنم کا جو گردن کا دیکھ لین

رکھتا ہے جب ہے تیغ گل اندام دوش پر
عاشق کے مرغ دل کو ہے یہ دام دوش پر
گودی مین چین اوسے ہو نہ آرام دوش پر
اخبار کوئی کرتے ہین ارقام دوش پر
لاتے ہین رکھ کے مثل سبو جام دوش پر
بار گران ہے جامۂ احرام دوش پر
لیجائینگے اوٹھا کے درو بام دوش پر
پڑتا ہے عکس زلف سیہ فام دوش پر
زنار رکھین صاحب اسلام دوش پر

[illegible]

ولہ

[illegible]

زندان مین بھی کوچہ ترا اے یار آتا ہے نظر
بلبل قفس مین ہے مگر گلزار آتا ہے نظر

تیرے عاشق کا گمان ہوتا ہے مجکو جان جان
کوئی بہت جو ناتوان بیمار آتا ہے نظر

تجھ سے جدا ہین جب سے ہم ہے صحبتِ انسان سے
غمخوار ہر اک ہے صنم خونخوار آتا ہے نظر

تھا ذم جسم یار مین ہے دیدۂ خونبار مین
جیتیا فراقِ یار مین دشوار آتا ہے نظر

یاد آتی ہے اتری ہوئی مستی شراب عشق کی
بہکا ہوا جسدم کوئی میخوار آتا ہے نظر

جی سے ہون بیزار اندنون ہے مرگ درکار اندنون
مجھسے مرا یار اندنون بیزار آتا ہے نظر

دیکھی ہین جس نے اک نظر آنکھین تری اے فتنہ گر
مانند نرگس پست بھر بیدار آتا ہے نظر

تیرا دہن تنگ ہے غنچہ لب بلبلین ہوا ہے غرق سب
سینے کو شق کرتے ہین سب فار آتا ہے نظر

ناسخ ہے اب آٹھون پہر مشق تصور اسقدر
جس سمت کرتا ہون نظر دلدار آتا ہے نظر

پاسبانِ حسن ہے خال اُس رخِ پر نور پر
کرتے ہین قلقل حفاظت کو نعین کافور پر

باغِ عالم مین نہی پھل ہمنے پایا تھا سو اب
دانت اسکی تیغ کا ہے زخم کے انگور پر

موذیونکے خانمان برباد کرتا ہے فلک
جبکہ تب آتی ہے آفت خانۂ زنبور پر

کی خدائی کا فزون پر اے صنم جنت حرام
ورنہ کسکی پڑتی تیرے ہوتے حور پر

داغ ہے دل لف رخ پر جیا دونونکا پاس
مشک بھی تھوڑا چھڑک دو مرہم کافور پر

دیکھکر تجھکو گلون سے پھرا بلبل کا دل
بعد مردن بھی چمن سے بھاگتے ہین دور پر

ہے جو دعوا جدائی کر حجاب اغیار سے
اے صنم کتنے ہی بیرے ہین خدا کے نور پر

ایک اشکِ گرم ناسخ گر نہ رونے مین گرے
طعنہ زن فوارہ ہو منقار موسیقار کا

بدنما کپڑے ہین مجھ وحشی کے جسمِ زار پر
دور جامِ مے تصدق ہو اگر رفتار پر
لختِ دل سینے سی دوڑے آتے ہین کو ثرہ
ایسے ہم رو کُر رہا پرواز سے مُرغِ نگاہ
کسقدر ہی آپکے دستِ حنائی کا اثر
اوبتِ کافر ترے موئے کمر کے شبہہ مین
ہر گُل ترے گُل تصویر کی قیمت زرِ یا
گُل ہین خوش خلقی سے مقبولِ نظر اتنے تندخو
قطرۂ شبنم گلون پر جبکہ دیکھے باغبین
ساغرِ مے ہے دوات اپنی نے مطرب قلم
عازمِ گلگشت وہ میکش ہو گیا جو آسمان
بندھ گیا مضمون جو اوسکے روئے آتشناک کا
عندلیبین کہتی ہین سُنکر صریرِ کلکِ فکر
دیکھکر اوس گُل کو ہر غنچہ بھی چلانے لگا
جان لے عالم کہ گھر ہے ناسخ میخوار کا

یون لگا سر پر ہے جیسے آبلہ ہو خار پر
خونِ دل مینائے مے ہے قامتِ دلدار پر
دیکھ اعجازِ محبت گُل ہین عاشق خار پر
بھینگنے سے طائر و نگو ہوتے ہین بیکار پر
لیتے ہی چٹکی مین نگ آیا لبِ سوفار پر
مدتون مرتے رہے ہم رشتۂ زنار پر
فوق ہو یان بی حقیقت کو حقیقت دار پر
باغِ عالم مین نظر پرتی ہو کسکی خار پر
سو بھی پھبتی خندۂ دندان نما ہو یار پر
لکھتے ہین اشعار دیوار و در و خمار پر
تانتا ہے شامیانہ ابر کا گلزار پر
پڑ گئے چھالے زبانِ کلکِ گوہربار پر
توڑین منقار و نکواب اس زاغ کی منقار پر
نالے کب موقوف ہین بلبل تری منقار پر
چاہیے بوتل کے ٹکڑے ہون ہی دیوار پر

ولہ

[illegible]

لوحِ تربت کی جگہ شایان ہے تیرا نقشِ پا
مر گیا ہون اے پری پیکر ہی تری رفتار پر

خط نہین ہے مانع نظارۂ رخسارِ یار
سیرِ گلشن مین نظر پڑتی ہے کسکی خار پر

گھر مین ہے پر مین خریدار اسکے یوسف سے زیاد
خود فروشی کب بھلا موقوف ہے بازار پر

جسمِ خاک آلودہ مجھ حیران کا ہے دیوار سان
ہے عیان روزن کا عالم دیدۂ بیدار پر

ہو گیا مین قتل فرقت مین جو دیکھا ماہِ عید
خون ثابت ہے مرا اس مغربی تلوار پر

بس یہی تدبیر اب انکے بھگا دینے کی ہے
جیبین ہے ہو جاؤن عاشق چند روز اغیار پر

اپنی قسمت مین ہے غم کھانا گوارا کیون نہو
آگ کھانا شاق ہے کب مرغِ آتشخوار پر

دان وہ انگشتِ حنائی سے بجاتی ہین ستار
یان دلِ پُر خون کے ٹکڑے ہین ہر اک تار پر

جب گیا گلگشت کو گلزار مین وہ شرمگین
ٹپیان بندھوا ئین چشمِ نرگسِ بیمار پر

جم گیا ہے اسقدر میرا لہو چھلتا نہین
شاخِ مرجان کا ہے عالم یار کی تلوار پر

جوشِ سوداے سیہ چھا گیا ہی ناسخ کا لہو
ہے سیہ تاب اُس بتِ سفاک تلوار پر

عاشق و معشوق سب مرتے ہین میرے یار پر
ذرے کیا خورشید غش ہے روزنِ دیوار پر

جب غزل کرتے ہین موزون قامتِ دلدار پر
تو الف لکھتے ہین جا جا دہم اشعار پر

خوف آتا ہے کسی مغرور کی مژگان نہو
دشت مین پڑنے نہین دیتا قدم مین خار پر

زینۂ بامِ ترقی ہے بلند و پستِ دہر
دم مین پہونچا تا فلک عیسیٰ چڑھا جب دار پر

ہے یہ میرے ضعف کا روزِ جدائی کا اثر
شام ہے اور دھوپ چڑھ سکتی نہین دیوار پر

... گنبدِ دستار پر

ردیف زائے معجمہ

[illegible] سبز

[illegible]

ردیف عین مہملہ

فیض بہار عام یوہین ہے تو آج کل
عالم تمام صید ہے دامِ بہار کا
ہم خاک ہو گئے ہین خطِ سبز یار پر
مارا جنون نے مجکو شروع بہار مین

سنبل کی شاخ سا ہو مرا جسمِ زار سبز
کرتا ہے چوبِ تیز کو خونِ شکار سبز
شلِ گیاہ سودہ ہوا اپنا غبار سبز
لازم ہے شامیانہ بروئے مزار سبز

ناسخ کمال یار پہ جوش بہار ہے
کیا روئے سُرخ پر ہے خطِ مشکبار سبز

ردیف صاد مہملہ

اس قدر زیرِ فلک ہو سروِ گل اندام رقص
میکدون مین ... پڑتی ہین ہر ٹھوکر کو تھام
مُرغ خوشخوان اس چمن کا ہون کہ جسکے صحن مین
لگتی ہین مینا گردون کو ہزارون ٹھوکرین
ہوگیا پر مین عیش اپنا جدائی سے وہ چند
دور دامن ہوگیا ہر مجکو مثل آسیا
گر عوض ناقوس کے جا کر مین اک نالہ کرون
تو ہو وہ صیاد او ظالم کہ تجکو دیکھکر
جی اوٹھے مُردے ہزارون سُنکر گھنگرو کی صدا

کر رہا ہی بوے گردون کجا آ رام رقص
فتنۂ محشر وہ ہی جسکا رکھا ہی نام رقص
آسمان طاؤس ساکرتا ہی صبح و شام رقص
کرتے ہین مستی مین جب ہم رند مے آشام رقص
ہاتھ مین رعشہ سے کرتا ہی جو مے کا جام رقص
پیتیا ہے دل کو تیرا اے بت خود کام رقص
تبکدے مین ہر طرف کرتی پھرین اصنام رقص
کرتے ہین ... تڑپے کر اسیرِ دام رقص
واسطے رندون کے لایا موت کا پیغام رقص

ولہ

کیون نہین ہوتا مجھے غم عاشق جانباز کا / دیکھ روتی ہے بروئے لاشۂ پروانہ شمع
ایسی ریگی ہے گم ہوتا ہے نورِ آفتاب / کب ہو ممکن کر سکے روشن مرا کاشانہ شمع
گر دکھا وے اپنے بالے کی وہ مچھلی کا فروغ / ہو برنگِ ماہی بے آب بیتابانہ شمع
شاہِ دل کی عدالت ہے نہین دنیا مین جوڑ / بزمِ عالم مین رہے اب کیون نہ بیباکانہ شمع
کیا نزاکت ہے کہ جھنجھلا کر لگا کہنے وہ رات / محفلِ عشرت کو کر دیتی ہے آتشخانہ شمع
رکھتی ہے بر سبحہ تیرے نام کو وردِ زبان / اپنے رشتے مین پروئے اشک کا ہر دانہ شمع
اسلیے اے شمع و فانوس مین رکھتے ہین بند / جل نجائے تجھسے آکر صورتِ پروانہ شمع
ہون وہ پروانہ کہ دو تک باوجود عذر لنگ / نکلی استقبال کو محفل سے بیتابانہ شمع
سبزۂ خط ہے نہ ساری جسم مین اک رونگٹا / لب عسل ہین سینے گمس قامت ہے بے پروانہ شمع
لالہ و گل کو گلستان مین بنا دے گر چراغ / شاخ شبّو کو کرے نورِ رخِ جانانہ شمع
تشنہ مرُ ہے جو منھ سے نکلی پڑتی ہے زبان / چاہتی ہے دستِ ساقی سے پیے پیمانہ شمع
تیری پابوسی کی حسرت مین جلیگی عمر بھر / گنتی ہے فانوس کو محفل مین زندان خانہ شمع
جلتے ہین معشوق جاتے ہین جو عاشق اور پاس / کیون نہ محفل مین جلائے شہپر پروانہ شمع
اور لکھتا ہون شب تاریک فرقت مین غزل / ہے مری آتش زبانی بہر خاور خانہ شمع

ولہ

ایسا پروانہ زمانے مین کبھی دیکھنا شمع / طور کا شعلہ ہے پروانہ رُخ جانانہ شمع
حالِ دل یا دل جانان مین یہ ہے جسطرح / شہد سی ہوکر جدا جلتی ہے مایوسانہ شمع

کھینچے گر نقشہ ترے رخسار آتش رنگ کا | کیا عجب پر رنگ ہو کر خامۂ ارژنگ و شمع
گوری گوری انگلیون پر فندقون کا رنگ ہے | قدرت حق سے ہے پیدا توام گل اور نگ شمع
شعلۂ رخسار ان سنگین دل سے تھا جو ہمکو انس | بعد مردن بھی ہمارے سینہ پہ ہے سنگ و شمع
حسن یوسف سے ہوئی پر نور ایسی راہ مصر | روشنی مین تھا برابر میل ہر فرسنگ و شمع
میکشو اس سے زیادہ مت کرو زیر و زبر | ہے برای محتسب کافی بس ایک نیرنگ و شمع
گیسوی شبرنگ و خط سبز در روے آتشین | ہے شب تاریک اور فانوس مینا رنگ و شمع
یار میرا سنگ دل ہے اور مین ہون موم دل | دیکھ لے جسنے کہ دیکھا ہو نہ ربط سنگ و شمع
خاک پر جا کر اندھیری قبر مین لیٹے ہین شاہ | جانتے جب ہم کہ لیجاتے وہان اورنگ و شمع
شمع سان جلتا ہے سوز عشق سے ملتا نہین | ایک ہے میری وفاداری کا پاے لنگ شمع
بزم مین ہر شب اسی کے رشک سے جلتی ہے یہ | شاعرو کیا نسبت رخسار شوخ و شنگ و شمع
عاشق اسپر مرتے ہین دیتے ہین جی اسپر پتنگ | ہے برابر شان مین وہ روے آتش رنگ شمع
شام سے تا صبح ہے مجھکو جواب سیر لغات | سامنے رکھتا ہون اپنے نسخۂ فرہنگ و شمع

تھا بقا اک رات اے ناسخ پس ہمل روان
گوش و چشم اپنے لگائے بر صدا ہے رنگ و شمع

ردیف غین معجمہ

عریانیِ جنون مین مرے کام آئے داغ | طاؤس کی طرح ہے بدن پر قبا ہے داغ

ردیف قاف

بخل تیغ جنون کی یاد بھی آئی ہے گرفتار فراق

ہو گیا ہون دل سے ...

وصل میں بن ... ہو تا تھا قرار

ستم فلک تو ستم کیا ... گرفتار فراق

ردیف کاف تازی

برنگ گل کسی کو کیا ہے گریبان چاک
کرتا ہے ... دل میں پنہان چاک

جس جگہ ہو تری رخسار کا روشن چراغ
جب ملک ہی حسن معشوق تو ہے عاشق ہوشیار
جوش وحشت میں کیا ایسا مجھے آتش قدم
روشنی ایسی ہی اسکے سینہ پر نور کی
ہین جو روشن طبع بعض انسے سیہ کار دلکو ہی
روشن ایسا ہے گل عارض سے بستان حرم
ہین جو عمدہ انسے مفلس بہرہ ور ہوتے نہین
تا کہنے آیا جو یان نخم دل سوزان مسیح
گردون روشن آتش داغ جدائی سے اگر
جھڑتے ہین سنگ لحد سے مثل گلخن مین شرر
کوئی پروانہ جلے گا تو جلونگا غم سے مین
ہوتی ہے نور خرد سے اہل غفلت کو گریز
داغ حسرت جل اٹھا گلگشت مین تیرے بغیر
پھونکتا ہے غنچہ لب اگر وہ رشک گل
کیون نہ ہو پیر فلک کا حمق ظاہر خلق پر
اس نے گل سکندر کی آئینہ مین دیکھا جو منھ
جس شبستان مین وہ مہ پارا ہو شب کو کب تا صبح شعلہ رو

ولہ

ہے یقین بجھائین ہوا ہرو سے پروانون چراغ
گرد مین پروانے بھی جبتک کہ ہے روشن چراغ
خانۂ زنجیر مین ہو نے لگے روشن چراغ
ہو گیا مجھکو یقین ہے زیر پیراہن چراغ
چور کو جسطرح آتا ہے نظر دشمن چراغ
تیرہ آتا ہے نظر مثل گل سوسن چراغ
آتش یاقوت سے ہوتا نہین روشن چراغ
بنگیا رشتہ فتیلہ چشمۂ سوزان چراغ
برق سان گرنے لگے بیتابی و شیون چراغ
سیمری تربت پہ جلاتا ہے ترا توسن چراغ
دوستو ہرگز نہ رکھنا تم سر مدفن چراغ
چشم انسان بجھاتے ہین دم خفتن چراغ
آتش رنگ چمن سے ہو گیا روشن چراغ
بزم مین پھیلائے بجھکر نکہت گلشن چراغ
دن کو جب روشن کرے خورشید کا کو دن چراغ
بنگیا عکس فروغ حسن سے آہن چراغ
چاک ہو دامہ فانوس را پر تن چراغ

دیوان ... ۳۴۶

ردیف میم

نیند مستی تک ہین تیری دام گیسو مین اسیر
جب سے دیکھی ہے گل رخسار جانان کی بہار
خندہ زن ہوتا نہین اپنا دہان زخم بھی
پہلے تیشہ مارتے خسرو کو اے شیرین ہین

تن سے سر آزاد ہو جائے تو ہوون آزاد ہم
ہو رہے ہین صورت برگ خزان برباد ہم
کوئی دنیا مین نہوگا جیسے ہین ناشاد ہم
بھی نہ کھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم

پہلے اپنے عہد سے افسوس سودا اٹھ گیا
کس سے ناسخ اس غزل کی چاہین داد ہم

بند آتا ہے نظر جاتے ہین سو سو بار ہم
مانگتے ہین یہ دعا سوتے وقت او یار ہم
ہین غفلت مین ہین مثل نرگس بیمار ہم
یاد کوئے یار مین ہین رات دن بیدار ہم
نقد دل تیرا ہین اک محبوب بازاری کو آج
کیون خریداری کو اوٹھائے صبح شرمندہ کیا
ناتوان ہرچند ہین پر ایک شب اے رشک ماہ
خواب غفلت اسکو کہتے ہین کہ چھینٹو نسوا ہمی
بادشاہی کر رہے ہین انزوائے فقر مین
یہ سمجھکر خوش نہو واعظ کہ غائب ہو گئے
سارے عالم مین ہین فاتح بس ہے کہ اسکی ...

جانتے ہین یار کے دروازے کو دیوار ہم
ہون تری پاؤن کی آہٹ سے کہین بیدار ہم
دیکھنے کو اپنی آنکھین رکھتے ہین بیدار ہم
آنکھین وا رکھتے ہین مثل روزن دیوار ہم
روز سودا مول لیتے ہین سر بازار ہم
ایک کو دلبر نہ چنتے جی ہوتے سے بار ہم
چاندنی کے دیوار مثل سایۂ دیوار ہم
سبزۂ خوابیدہ جو ہم سا دم ہون بیدار ہم
پائے خفتہ کو کہین اب طالع بیدار ہم
میکشی سے فرقت ساقی مین ہین بیزار ہم
چھوڑ مین گیا او مبارک مین در خار ہم

دیوان ناسخ

ولہ

وہ شگفتہ ہون کہ اپنا آشنا ہوتا نہین

ہو سریر سلطنت یا تختۂ تابوتِ فقیر
پر دماغ و دل مرا شاہ و گدا ہوتا نہیں

بحرِ وحدت میں ہوں نہیں گو سر گیا مثلِ حباب
جو ب کیا تلوار سے پانی جدا ہوتا نہیں

تیرے دیوانے ہیں مشتاقِ عالم اے پری
کون گل ہو جسکا پیراہن قبا ہوتا نہیں

باغِ عالم میں برنگِ سبزۂ بیگانہ ہوں
غیر پامالی کوئی یاں آشنا ہوتا نہیں

ولہ

ماہِ نو ہے مثلِ ابرو لیکن اوسکا رو نہیں
ماہِ کامل صورتِ رو ہے مگر ابرو نہیں

مشک میں خوشبو ہے پیچ و تاب مثلِ مو نہیں
پیچ ہیں سنبل میں مثلِ مو مگر خوشبو نہیں

کونسا تن ہے کہ مثلِ روح اوسمیں تو نہیں
کون ہے گل جو ترا مسکن برنگِ بو نہیں

جامِ نرگس میں کہاں شبنم جو نکلے آفتاب
یار کے آگے مری آنکھوں میں کیوں آنسو نہیں

یادِ گیسو میں ہوا میرا یہ دم بھی سانپ
مجھ پہ پھبتی کہتے ہیں مو باف ہے گیسو نہیں

کیوں نہو فرہاد ناکام اور خسرو کامیاب
زورِ زر کے سامنے کچھ قوتِ بازو نہیں

جسم ایسا گھل گیا ہے مجھ مریضِ عشق کا
دیکھکر کہتے ہیں سب تعویذ ہے بازو نہیں

دیکھے ہیں ملنے میں جسکو تو دُرِ دندانِ یار
چین مثلِ گوہرِ غلطاں کسی پہلو نہیں

عشق میں بدمست ہوں ہے کوئی واقف نہیں
نشہ ہے جامِ الفت میں لیکن بو نہیں

زلفِ جاناں میں نہیں کوئی دلِ وحشی اسیر
یہ عجب تاتار ہے جو ایک بھی آہو نہیں

ہو گیا ہے یہ قرانِ آفتاب ماہِ نو
یار کے رخسارِ آتش رنگ پر ابرو نہیں

ہو گیا ہے مثلِ مو نازک نگاہ اپنا سیاہ
آگے آنکھوں کے صنم جب تک ترے گیسو نہیں

پاؤں پھیلائے زمیں پر ہیں ترے کوچے میں
صورتِ سایۂ دیوار ترے کوچے میں

ولہ

باغ میں اک روش قامتِ دلجو نہیں

[illegible]

گذرے ہین کوچۂ قاتل سے صبا کے جھونکے
نکہتِ گل کو جو برباد کیا کرتے ہین

ہوتے ہین جاتے ہی مکتب مین پری خونریز
کیا یہ جلادون کو استاد کیا کرتے ہین

پھونکتے ہین نالۂ سوزان سے اگر چاہین قفس
ہم فقط خاطرِ صیاد کیا کرتے ہین

ہوتی ہے آفت قہرِ خدا سے نازل
یہ صنم ہمپہ جو بیداد کیا کرتے ہین

ملک الموت اگر کہتے انھین تو ہی بجا
قتل بے تیغ پریزاد کیا کرتے ہین

تو وہ صیاد ہے جو وار کے تجھ لاکھون
طائرِ روح کو آزاد کیا کرتے ہین

انتقام اوسکا کہین ہے نہ فلک ڈرتا ہو
جھوٹے وعدونسے جو وہ شاد کیا کرتے ہین

تیرا دیوان ہے کیا سامنے اونکے ناسخ
جو کہ قرآن پہ ایراد کیا کرتے ہین

ہو عجب تنگ کی وحشت تری دیوانے مین
جی نہ آبادی مین لگتا ہو نہ ویرانے مین

ہون وہ میکش کہ نہ بستی مین کہون راز کبھی
لاکھ قلقل کیے شیشہ مجھے میخانے مین

آفتاب ہمین اگر آتے تو آب بن جاے
نور کا دخل نہین میرے سیہ خانے مین

حشر تک بھی نہ ہو بیہوش ہو نہین ساقی
کاش تو بھر دے مری عمر کے پیمانے مین

نازکی سے ہوا قاتل مری حالت کا شریک
یان لگا زخم تو وان درد اٹھا شانے مین

کس طرح طائرِ دل ہو ترے چہرے پہ نثار
شمعرو طاقتِ پروانہ ہے پروانے مین

بال توڑی ترے زلفون کے نہ بیدردی سے
بس ہے ہاتھ کے مانند ہو گر شانے مین

عشق مین دل نے پھنسایا تو ہوا غیر کو رنج
نہین اپنے مین مروت جو ہے بیگانے مین

کہکر ہوا ہون حسرت دندان یار مین | ہون دفن روزن گہر آبدار مین
یان داغ زیب مخمل بدن ہین بہار مین | شعلہ بجائے گل ہر درخت چنار مین
دیوانہ بھی ہوا جو گریبان کے ساتھ چاک | گلبرگ اُڑتے پھرتے ہین باد بہار مین
شکل تذرو مُرغ نگہ کیون نہو نثار | مانند ماہ نو رہے اوسکے مدار مین
پُرسینہ ہو جو کرے ضبط سوز عشق | لالہ عیان نہان ہے سر کوہسار مین
اہل جہان نے فرض کیا ہے مرا وجود | شکل خطوط جسم نخ ہے جسم نزار مین
آلودگی سے دہر مین بچنا محال ہے | خون کافرون لگتے رہے ذوالفقار مین
کھایا نہ زہر رشک ترے دانت دیکھکر | دیدان مار بن گئے دانے انار مین
کج طینتون کو خاک ہو صحبت راستی | تھا اژدہا بھی ساتھ پیمبر کے غار مین
مضمون نگاہ یار کا لکھتا ہون مین اگر | بجلی چراغ بنتی ہے شہلائے تار مین
جو ہین مآل مین گل صد برگ کی طرح | آنکھو پھند رنگ خزان ہے بہار مین
باروت مین لگادے کوئی آگ جسطرح | گرتے ہی عشق دل نرہا اختیار مین
مانند برگ گل نہو شعلے مین روشنی | روشن کرون جو شمع شب ہجر یار مین
موجین ہوا کی چلتی ہین مانند برگ کاہ | شورش یہ آج تک ہے ہماری غبار مین
کاغذ کی جا ہو بال سمندر تو مین لکھون | مضمون گرم ہین قلم شعلہ بار مین

ولہ

واعظ نہ منع بادہ کشی کر خمار مین | خون حلال مر ہو حرام اضطرار مین

غزل ۵۰

ہاے قاتل کیا کوئی اور ستم قاتل کے لیے پچھاڑ مین

کیا تفاوت ہے ... دل مین رہتا ہے ...

وزرات ہے یہی سفر خشکی و تری	رکھتا ہون گام شعر کی بحر و زمین سے مین
ہو اُنس چین گیسوی مشکین سے جسقدر	رکھتا ہون نفرت اتنی ہی چین جبین سے مین

ناسخ نہو جیو نگس خوانِ اغنیا
سنتا ہون یہ سخن لبِ نانِ جوین سے مین

بھرا رہتا ہی خونِ دل ہمیشہ دیدۂ تر مین	شراب اسکی عوض کب ہو گی ساقی اپنے ساغر مین
جو وہ خورشید تابان خلق سے پوشیدہ گھر مین	بجاے ذرہ جاتی ہین نگاہ روزنِ در مین
ہمارے دل مین رہتا ہی تصور تیری آنکھون کا	کھلے ہین پھول نرگس کے یہان شاخِ صنوبر مین
نہین ہین یہ صنم بھولے جو چپکے بیٹھے ہین	چھپی ہی یون شرارت ہون شرار جیسے پتھر مین
نہین جلتا ہی سبزۂ خط آتشِ رُخ سے	تفاوت یان نہین ہا ہو نہین اور بالِ سمندر مین
گلا مقتل مین ہمنے کیا فرہ لے کے کٹوایا	مگر گھولا ہے قاتل قند تو نے آبِ خنجر مین
مار اغزالِ آکر بحد مین جا نہین سکتا	کہ ہر گلدام کا عالم یہان پھونکی چادر مین
کیا ہی اوس سطرِ پا نور کو تحریرِ خط ہمنے	بجاے باندھے گر باز و مرغِ منور مین
لبِ جانبخش جانان پر ہوا آغاز سبزی کا	نہین معلوم کائی جم چلی ہے آبِ کوثر مین
زبان دانتون تلے دابی جو اوسنے یہ نظر آیا	کہ ہے اک پارۂ یاقوت بھی اس سنگ گوہر مین

صفِ مژگان مین اوسکی چشم زہ نہین ناسخ
کھڑا ہے کوئی آہو نیزہ بازو کے لشکر مین

یان ازل سے داغ سودا ہی دلِ آگاہ مین	سنگ اسود جسطرح ہو نصب بیت اللہ مین

ہم قلندر ... داغ حسرت پاتے ہین
فرق ... مین ... نظر آ ... جلوہ گاہ مین

دعا ناسخ ... کی ہے یا رب تری درگاہ مین

... پھینک

[illegible]

پھینکدین ہر برگِ گل کو نوچ کر منقار سے
ہوش رونیکا ہوا ہے کو ءِ جانانکو طنین

دیدۂ قمری اگر روشن ہو تیرے نور سے
قطرۂ شبنم نہین ہے رشکِ گل تیرے خضد

ہجر مین ہے عندلیبونپر سمندر کا گمان
اُٹھ گئی ہو جسکے رو ءِ شعلہ افشان سے حجاب

سامنے خورشید کے جسطرح پنہان ہون چراغ
رنگِ عشرت کر گیا پرواز باغِ دہر سے

ہاتھ آئے ہین جو تجھسے داغِ عشق ہے رشکِ گل
نکہتِ زلفِ صنم کے سونگھنے والے ہین ہم

بات کو گلگشت کی اُس نے تو یہ سمجھے قدر

بلبلین دیکھین اگر رخسارِ جانان باغ مین
آتی ہے برسات تو جاتی ہین انسان باغ مین

شُہنچا ہین ابھی سرو حیران باغ مین
عجز سے گل نے نکالے ہین یہ دندان باغ مین

ہو گیا آتشکدہ ہر اک خیابان باغ مین
عندلیبین ہو گئین سب مرغِ بریان باغ مین

ہو گئی یون گل تری آتی ہی پنہان باغ مین
مجکو حیرانی ہے گل کیونکر ہین خندان باغ مین

نخلِ گل ہین صورتِ طاؤسِ رقصان باغ مین
بوے گل سے ہو دماغ اپنا پریشان باغ مین

سیر کو ادترا فلک سے ماہِ تابان باغ مین

وان ہزارون ہین گریبان چاک یان گل ہشیار
مجکو یاد آتا ہے ناسخ کوے جانان باغ مین

بیشتر نشۂ ایجاد سے بیہوش ہو نہین
بھاگتا ہون مرگِ گلبرگ سے مین کسو ن دور

حسرتِ وصل ہین دریا کی طرح بہتے ہین اشک
تازے خنجرِ قاتل نہین ہوتا عریان

خمِ گردون بھی تھا جسسے کہ فراموش ہو نہین
فرقتِ یار مین ستون کا مگر ہوش ہون مین

شلِ ساحل ہمہ تن روز و شب آغوش ہو نہین
ہے مین قتل مین مست سو کفن پوش ہو نہین

[illegible]

جھکی رہتی ہین آنکھیں بہرِ سجدہ طاقِ ابرو مین
لکھا ہو آیۂ سجدہ مقرر صفحۂ رو مین

چمکتا ہو سنہرا رنگ ایسا اوس پریرو کا
کہ ہو ہر جزوِ بدن سونے کا تعویذ اوسکے بازو مین

ترا کوچہ وہ گلشن ہو کہ جب اوسکا خیال آیا
زیادہ ہو گئے سب داغِ دل پہولون سے خوشبو مین

جو میزان خمیدہ ہوئین برابر اشغل و اعلے
ہمیشہ سنگ زر ہموزن ہو دیکھو ترازو مین

دکھایا کہکشان مین جلوۂ قوس قزح ہمکو
کبھی زنگو نگر جب تعویذ باندھا اوسنے بازو مین

عوض افسونکے جادوگر مرے اشعار پڑھتی ہین
کہ وقتِ فکر دل بندھا ہے اوسکی چشم جادو مین

خطِ رخسار جانان کے تصور مین جو روتا ہون
تو ہو وے قطرۂ شبنم کی طرح مو ہر اک آنسو مین

کمان وہ بولا کہ جسسے مشک اذفر کا لہو سوکھا
برنگ لف گو بل پر گئے ہین شاخ آہو مین

کسی مسجد مین خم ہوتا نہین مانند گلدستہ
جھکا ہے سر مرا سبکے تری محراب ابرو مین

ہزارون پا بزنجیر اوسکے یہ پابند ہین ابھی
تفاوت ہی قدِ دلجو مین اور سروِ لب جو مین

کبھی ہو دھیان عارض کا کبھی یادِ طرۂ دل کو
کبھی ہین خار پہلو مین کبھی گلزار پہلو مین

خیالِ مہرِ جانان مین جو مارون ہاتھ زانو پر
عیان ہو غنچۂ خورشید تابان میرے زانو مین

کسی مین زر کسی مین سنگ یہ ہے پھیر قسمت کا
برابر گرچہ ناسخ دونون پلے ہین ترازو مین

ولہ

دلِ بیتاب سے ہے پیچ و تاب اُ جانان گیسو مین
کہ تھا سیماب جیسے جزوِ اعظم مارِ جادو مین

بدن ہو گورا گورا اور چہرہ ہو بھبھوکا سا
لگایا ہو گلِ لالہ خدا نے شاخ شبو مین

ہوا سے بال اوڑ کر آتے ہین جو اوسکے چہرے پر
غزالِ چشم شوخی کو رہے ہین چین گیسو مین

ہمیشہ نیک و بد کو تول تا ہے اس ترازو مین

ولہ

خاموشی جبکہ ہوئی قفل دہن ان روزون
چپ لگی شغل شعر سخن ان روزون

مجھ سے چھٹتا نظر آتا ہو وطن ان روزون
ہین جفائین جو یہی اہل وطن کی ناسخ

ولہ

سو مین جوہر ایک تیغ ابروی خمدار مین	ورنہ وہ بیکار رہی ہو بال مثل تلوار مین
آفتاب حشر پر ہے انتقام اسکا جو ہم	چین کرتے ہین کسی کے سایۂ دیوار مین
دمبدم کوڑی لگاتا ہو نہین برق آہ کے	توسن عمر روان تا گرم ہو رفتار مین
خط کو ہو در نجف کر بالون سے تشبیہ تام	کچھ نہ فرق آیا فروغ عارض دلدار مین
مردمک تا نہ ہو پھر مرغ دل تو دام مین	نشہ کے یہ لال ڈوری چشم مست یار مین
جو حسین ہو گھر مین اوسکا بیٹھنا ممکن نہین	ماہ کنعان کو پھرایا حسن کے بازار مین
ہے گمان خط کا جسے تجھ ہو اسکا منہ سیاہ	پڑ گیا ہو عکس لعل آئینۂ رخسار مین
برگ گل ہر ایک پر ہے تختۂ گل ہے قفس	جا رہا نالہ نکہت گل ہے مری منقار مین
جا رہا ہے کوی جاتا نہین رقیب رو سیاہ	زاغ نے باندھا ہوا اپنا آشیان گلزار مین
تھا بجاے شیر ادر شیر جوے کوہکن	پرورش پائی ہے مینے دامن کہسار مین
مہر ہو اشک گرم کا پتہ ہی قطرہ پر گئے	لاکھ تجھائے زبان مرغ آتش خوار مین
آتش رنگ حنا سے رقص مین کتی ہو ہاتھ	سیکڑون بل پڑ گئے موی میان یار مین
ہو تصور رات دن اک یاسمن رخسار کا	کیون نہ آجاے سفیدی دیدۂ بیدار مین
غسل میت جسکو کہتے ہین وہ ہو غسل شفا	موت ہو بحران کا مرض عشق کے آزار مین
دیکھ کر چشم تر عاشق کو کہتا ہے وہ	قطرۂ شبنم ہین جام نرگس بیمار مین
ایسے لکھ رنگین مضامین ناسخ نازک خیال	یکقلم اوراق گل ہون دفتر اشعار مین

ولہ

ولہ

دیوان ناسخ ۵۵

ہم زبانِ شمع سے سنتے ہین ہجر یار مین
چاہیے گھل گھل کر مرنا عشق کے آزار مین

برنما ہی کیچلی جب تک ہی جسم مار مین
حسن ہے سو بات سو دہ چند زلفِ یار مین

میری دل مین ہی غم خالِ خط جانا کسی داغ
مشک بھی تھوڑا چھڑک دو مرہم زنگار مین

کور گو آنکھین ہوئین رونا ہو کم ممکن نہین
ہوتی ہی اکثر سفیدی ابر دریا بار مین

شل شانہ عشقِ گیسو مین ہوا ہی جا بجا
تارِ گیسو سے لگین ٹانکے دلِ افگار مین

ہی اثر کسکی نگاہِ تفرقہ پرداز کا
بلبلین ہین دام مین آوارہ گلزار مین

گرمیِ بازارِ یوسف آگے اوس کے کیا
منھ دکھاتی ہی لگا دے آگ جو بازار مین

جو کہ ہین خونخوار اونکو رنج دنیا مین نہین
خندہ ہی موجود جب دیکھو لبِ سوفار مین

کب چھٹے ایذا رسانی موذیونکی بعد مرگ
استخوان لگتا ہے ظالم کا ہر اک سوفار مین

راہ خونریزی مین او قاتل جو رکھا ہی قدم
چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تری تلوار مین

آفتابِ حشر بھی مجھکو بچا کر جائے گا
سونے والا ہون کسی کے سایۂ دیوار مین

ساقی کوثر پلاتا ہے مے خم غدیر
مست ہون ناسخ مین عشقِ احمد مختار مین

ولہ

دشتِ وحشت مین مجھکو فکرِ تن عریان نہین
خار ہون لیکن خیالِ گوشۂ دامان نہین

باغ مین وہ گل ہی خندان ناسخ گریبان نہین
ہر طلسم تازہ خالی برق ہر باران نہین

ڈر نہین گر وقت ہو تو آئین یا ہر طفل اشک
شیر کے ناخن کہ ہیکل ہے صفِ مژگان نہین

ایک شق آفتاب اوسمین نمایان دو ہلال
ہی عیان دو معجزے خندان لبِ جانان نہین

ولہ

چشمِ تر کو کیون نہو دستِ تمنائی کا خیال
اک سمندر ہو کہ جس مین پنجۂ مرجان نہین

وان ہین اپنے دیدۂ تر انتظارِ یار مین
کھل رہے ہین یان کنول لیکن ہما تابان نہین

ہجر مین رو دون نہ کیون رونے کے ایام مین
سخت بیموقع ہے گر برسات مین باران نہین

بُت پرستی کیا بری ہے گر حسد املت نہین
کفر مین کامل ہو ناسخ گو تجھے ایمان نہین

پہونچا سنان پر اوسکی ابھی تیر ہر کہان
نخلِ مرادِ عشق نے پایا ثمر کہان

طولِ شبِ فراق کے شکوہ سے فائدہ
مین جان بلب ہون مجکو امیدِ سحر کہان

ترکیب کو زوال ہے تاثیر زاہدا
بے بادہ ہے دُعا و قدح مین اثر کہان

جاتا ہے صیدگاہ مین وہ چھوڑ کر مجھے
اے مُرغِ روح تیرے گئے بال و پر کہان

آنکھون نہین منتظر ہین عبث پارہاے دل
آتا ہے ناوکِ نگہِ یار ادھر کہان

ہو خاک کوئی منعمِ ظالم سے منتفع
حلقوم آبِ تیغ سے ہوتا ہے تر کہان

قائل نہین ہے دستِ تمنا کو غیرِ یاس
اس باغ مین چنار نے پایا ثمر کہان

عالم سے اہلِ فیض کو ہوتا نہین گزند
ہے نخلِ میوہ دار کو رنجِ تبر کہان

نفرت شبِ وصال سحر سے نہ کرو لا
اکدن شبِ فراق مین ہر یہ سحر کہان

ہمکو تری کمر کی صنم ہے عبث تلاش
جسکو خدا چھپائے وہ آوے نظر کہان

عاشق ہے پر ابھی نہین فرقت ہوئی نصیب
ہے اضطراب کی تجھے ناسخ خبر کہان

ولہ

جتنے ہین صاحب سخن اونکی طبیعت نرم ہی	ہی دلیل اسپر زبان مین استخوان ہوتا نہین
دم ہی جبتک جسم عاشق مین ہی خامی کی دلیل	خوب جلجاتی ہی جو شے پھر دھوان ہوتا نہین

عشق کا ہو درد اے ناسخ نہ کیونکر لا دوا
زخمہاے تیر مژگان کا نشان ہوتا نہین

ہو جو تیرا روے رنگین پرتو افگن آب مین	جاے ماہی بلبلونکا ہو نشیمن آب مین
کھولدے زلفین لب دریا کہ لہرین شرم سے	ڈوب جائین صورت زنجیر آہن آب مین
تو لب دریا اگر جاے اندھیری رات کو	قمقمے سارے حبابونکے ہون روشن آب مین
ہی جو افتادہ اوسے کیا ضرب دشمن سے گزند	تیر لگنے سے نہین پڑتا ہی روزن آب مین
راتدن روتا ہون کہ خورشید رو کے عشق مین	کیون نہ مثل نیلوفر ہون تا بگردن آب مین
لعل خندان کا تصور دیدۂ گریان مین ہے	دیکھنا لعل بدخشان کا ہی معدن آب مین
جمع ہوتی ہین نہانے کو ہزارون گلبدن	روز آتے ہین نظر پھولونکے خرمن آب مین
پاک ہین آلودگی سے جو ہین وارستہ مزاج	تر نہین ہوتا کبھی صرصر کا دامن آب مین
تو نے منھ دریا مین دھویا ہی جو اے رشک چمن	شاخ گل موجین بنین پھولا ہی گلشن آب مین
جو ہوا با آبرو دنیا مین وہ ہی دل فگار	جیسے پڑتا ہے گہر بننے سے روزن آب مین
وہ ادھر رخصت ہوا اوٹھا ادھر طوفان اشک	تیرتا جاتا تھا اوس قاتل کا توسن آب مین
ہین بری اہل فنا سیل بلاے دہر سے	غرق ہوتا ہے کوئی کب بعد مردن آب مین
رہتی ہی اکثر زبان چرب آفت سے نجات	جسطرح ہوتا نہین ہی غرق روغن آب مین

[illegible] ہین پیرہن [illegible]
کہین صبا سے [illegible] ہو خار زار [illegible]
[illegible] بعد مرگ
[illegible]
[illegible] آب مین
[illegible] عالم بالا [illegible]
ہے صدف محتاج نیسان اور [illegible]
[illegible] عمر مین ناسخ [illegible]
کیا نصیب [illegible]

ولہ

سواے کفر زمانے مین رسم و راہ نہین
وہ کیون نہ جاے جہان چاہ زیر کاہ نہین
[illegible] حسن لے [illegible] نہین
[illegible] سیاہ نہین
[illegible]

شکستہ دل جو ہوا اوسکے لب پہ آہ نہین
[illegible] داغ ہین سب لطف گر نمود نہین
جہان مین کون ہی وہ باغ جسمین چاہ نہین
ہمیشہ کام مین [illegible] سعادت مند
ہما کو [illegible] فکر [illegible] نہین
[illegible] یار کو مجھ دل [illegible]
چراغ کشتہ [illegible] خواہ نہین
[illegible] کفن مردہ سے [illegible] مہتاب
[illegible] روز سے سیاہ نہین
[illegible] قدم
[illegible] گناہ نہین
[illegible] نقصان
[illegible] نہین

ولہ

[illegible] کہین پناہ نہین
[illegible] وابستہ کہین [illegible] نہین
[illegible] خیال آشیان [illegible] نہین
روز

رات دن ہنگامۂ یاران عدم کا اشتیاق

ناسخ آب تیغ قاتل کا کہین ساحل نہین

ولہ

روز اک شام و سحر کرتا ہے پیدا بہرِ خلق
رشک ہے جنکا خدا کو بھی یہ وہ ہین زاہد
ہو نہین دیوانہ ہوا گر چُپ تو چُپ ہی ہو گیا
ہے ہر اک آفت سرا مین مسکنِ اہلِ فنا
رحم کر عشاق پر گر چاہیے عُمرِ دراز
کیا خراباتِ جہان ہے اپنی تو بہ سے خراب
عیب اپنے آپ کر دیتے ہین ہم بدستِ فاش
ہاے یہ کہنا ترا رکھکر مری چھاتی پہ ہاتھ
جامِ مے مین دیکھتا ہون مین جہانکو مثلِ جم

صبح میری شامِ غم کو آسمان کرتا نہین
کچھ تو دیکھا ہے جو مین ترکِ بتان کرتا نہین
اسلیے مین اکدم ضبطِ فغان کرتا نہین
باغِ جنت کو خدا ہرگز خزان کرتا نہین
پیر گردون طفلِ ظالم کو جوان کرتا نہین
کوئی بھی اب میفروشی کی دکان کرتا نہین
شیشۂ مے جسطرح مے کو نہان کرتا نہین
اب تو اسد ہم نالۂ آتش فشان کرتا نہین
گو سکندر کی طرح سیرِ جہان کرتا نہین

ہے میان یار رنگین جسم ناسخ ممتنع
عشق ایسا بھی کسی کو ناتوان کرتا نہین

سر بکف پھرتا ہون مین لیکن کوئی قاتل نہین
اوس پری پیکر کے سر سے پانو تک اک تل نہین
زندگانی خلق کو ہے دستِ قاتل سے محال
ہو رہا ہے کیا چمن سے بلبل نالان اوداس
سمجھے گھر غفلت مین گو ہم خانۂ زین کو دلے
کیا ہے نسبت ماہِ نو کو ابروِ خمدار سے

گردنِ خم گشتہ شاہد تیغ کے قابل نہین
ہے عجب کافور جسکو حاجت فلفل نہین
کشتۂ حسرت ہے جو تلوار سے بسمل نہین
داغِ حسرت ہین مگر سینے مین لیکن دل نہین
توسنِ عمرِ روان رفتار سے غافل نہین
تیغ کی صورت ہے پر اوسکا کوئی گھائل نہین

۵۸

پیمار ہو ہمارے لہو کا یہ ہین رقیب ۔ تلوار کی طرح ہو اگر غرق آب مین
اے کلکِ فکر ایسی غزل اس زمین مین لکھ ۔ چھانٹا نجائے شعر کوئی انتخاب مین

وله

عکس اوسکی زلف کا نہین جامِ شراب مین ۔ بال آتے ہین نظر قدحِ آفتاب مین
مستون کا عیش تلخ ہو دیر خراب مین ۔ یہ رفر ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب مین
غواص اپنی فکر ہوئی جبکہ آب مین ۔ دریاے موج زن نظر آیا حباب مین
آئی قیامت اوسنے لگایا ہو منہہ سے جام ۔ ہو اتصال ماہ مین اور آفتاب مین
غفلت سے اپنا طالب دیدار آپ ہون ۔ میرا ہی چہرہ ہے جو نہان ہو نقاب مین
دیکھین ثبات اہل زمین آسمان کا ۔ ہے صاف آسمان کا نقشہ حباب مین
ہے جسمین آفتاب پرستون سے پوچھو ۔ تصویر کسکی ہے ورقِ آفتاب مین
عاشق نہین ہو کون دُرِ گوش یار کا ۔ عالم ہے غرق ایک ہی موتی کی آب مین
ساغر مین عکسِ رُخ رُخِ گلگون پہ عرق ۔ موتی جو آگ مین ہو تو شعلہ ہو آب مین
ہوتے ہی روز اُس گل بیخار کے حضور ۔ تار شعاع خارِ گل آفتاب مین
آرام سے وہی ہے جو پھیرے خدا سے منہہ ۔ دیکھو ہے مرغ قبلہ نما آفتاب مین
بیدار دل جو ہین اونھین سونے سے کیا ضرور ۔ یوسف ہوا ستارون کا مسجود خواب مین
غفلت سے مرغ دہر مین ہو غافلون کی چاہ ۔ انسان دور دور سے آتے ہین خواب مین
عبرت کیواسطے یہ قدرت نے غافلو ۔ کھینچی شبیہ افسر شاہی حباب مین

ہے رات جو دھوپ مجھے ساقی پلا شراب	روشن ہو آفتاب شب ماہتاب مین
ناسخ نہین ہے اسکے سوا فخر کچھ مجھے	ہون اُمّتِ جناب رسالت مآب مین

مرگیا مین بیقرار ایسے وسکی کچھ غم نہین
کشتۂ سیماب ہون جو لائق ماتم نہین

بوستانِ صُحف آلودہ رنگین ہر کتاب
حرف ہین یہ گل نہین نقطے ہین یہ شبنم نہین

اسقدر مجکو تخیلون سے پڑا دنیا مین کام
آنہی شہرت پر یقین ہمت حاتم نہین

یہ دہانِ جام سے آواز آتی ہی مدام
آج یان خنجر کا سنہ سر کچھ نشانِ جم نہین

نام تیرا میرے ہونٹونسے جدا ہوتا نہین
اے پری پیکر دہن میرا کم از خاتم نہین

ہو مرا محبوب میرے درد کا کیونکر شریک
شکوہ بیجا ہے کہ کچھ وہ اور مین توام نہین

رونگٹا اسپر نہین اوسپر عیان خطِ شعاع
تیری گالون کے برابر نیر اعظم نہین

گندمے عاشق اپنے معشوقون سے مجکو نگیر
سامنے خورشید کے ربط گل و شبنم نہین

توجو آیا باغ مین تو چشم بد کیواسطے
آگ ہے یہ گل نہین اسپند ہے شبنم نہین

ابروِ قاتل پہ جی دیتے نہین عبث
پیکر و شمشیر و خنجر مین بھی ہرگز دم نہین

تر وہ گل ہی آبِ خجلت سے جو مین رو بہت
خوب سی بارش نہو جبتک دلا شبنم نہین

ہوتی ہی سامانِ غفلت سے بھی آگہی مجھے
جام ہے دیکھا تو دھیان آیا جہانین جم نہین

اپنے استغنا سے ہر باغ جہان ایسا خجل
کون شاخ پر ثمر ہے جسکی گردن خم نہین

رنگ اسکو کہتے ہین تپتا ہے عرق منہ پر شہاب
اختلاطِ گل سے رنگین قطرۂ شبنم نہین

کیون سزاوارِ پرستش صورت آدم نہین
اپنی صورت پہ کیا ...
قامت محراب کچھ بر قواضع خم نہین
نکہت گل کی نہ جاتی زبان تیغ سے
جان پڑ جاتی ہے ... عالم نہین
عکس بھی جاناں تو آئینہ مین ہمدم نہین
مرگیا مین سو ... زلف
زلف سے ... غارت دل ... غم نہین

ولہ

ولہ

دیوان ناسخ

لال مچھروے گلگون یار کا کسدن نہین
کب فراجِ کاکلِ عنبر فشان برہم نہین

مرگیا مین گلعذار ونکی قرہ پر نم نہین
یہ عجب گلزار ہے جو قطرۂ شبنم نہین

اہلِ دولت کو اگر ہی بخل مطلق غم نہین
ہمکو بھی حاجت نہین دنیا مین گر حاتم نہین

میرے مرنے سے بھلا کیا چشم تر ہون شعلہ رو
چشمۂ خورشید کو دیکھو کر مطلق نم نہین

زیر ابرو تیری آنکھین ہین مگر اتنی ہی کیون
صیدِ افگن ہی غزالانِ حرم کو رم نہین

جو کوئی ہی با تواضع ہے سلیمانِ زمان
شکلِ خاتم خم اگر قامت نہین خاتم نہین

پڑگیا پرتو جو تیرے روی آتشناک کا
صاف تبخالے لب گل پر ہین یہ شبنم نہین

دوست دنیا مین نہین کوئی کسی کا بغیر جن
ہوگئی جب صبح شمع مردہ کا پھر غم نہین

آنکھ نرگس کی نہین ہرگز جھپکتی اس لیے
ایک لمحے مین بہارِ گلشنِ عالم نہین

ہین شرر پتھر مین پنہان پر جہان آگاہ ہی
کون ہی جو میری سوزِ عشق سی محرم نہین

چشمِ جانان سے جو الفت ہی دلا دیوانہ ہو
آہوانِ دشت کو مجنون سی مطلق رم نہین

زلفِ جانان کا کوئی مضمون کیا جیسے قلم
میرے خامے کے برابر افعیون مین سم نہین

یار کی محرابِ ابرو کے تصور مین مدام
دیدۂ کعبہ ہے گریان چشمۂ زمزم نہین

یار کو ناسخ یہ لکھ مصراعِ اوستادِ قدیم
دیر کی تھنے ذرا آنے مین تو پھر ہم نہین

مشرقِ خورشید تیرے نور سے ہی در نہین
کون ہی بارہ دری مین آج جو خورشید نہین

خلق کو فرصت زیارت سے یہ کیون ہم پھر نہین
یار کا موے کمر کچھ موے پیغمبر نہین

ہی سرِ عریان مرقع داغِ سودا سی تمام
شامِ اقلیمِ جنون ہون حاجتِ افسر نہین

ولہ

جس جگہ چلتا ہے بیٹھے پہ یون تیرا فرس
لن ترانی سنتے ہین دیدار سے محروم ہین
آدمی تو کیا وہ کہتا ہے نشانِ پا سے بھی
اے تصور کیون بتون کو جمع کرتا ہے عیان
خوشنما ہے ہو حسینون مین کبھی یار آستی
شکوہ جو بے نوکری کا کرتے ہین نادان ہین
طفل چلتے ہین جب اپنے پانون تو کہتی ہے قضا
ہے خراباتِ جہان مین بھی وہ ساقی سے نفور
ہماری کیف شراد ارِ احتساب نہین
بتون کی پردہ مین ہم دیکھتے ہین نورِ خدا
و فورِ اشک سے کیون ہو گلے تلک پانی
یہ ضبطِ گریہ مین عالم ہے بیقرار یکا
بشر کے جسم مین ہے جان مایۂ غفلت
ولا ہے موسم پیری مین محل جام شراب
مین غش ہوا اسکے چھڑکتے ہی ہوشیار ہوا
بہت قریب سے ہم وحشیون کو دشت سے
جان بلب ہے دل مرا در زلف عنبر فام مین

فدائی مین وان برابر خاک کی شکر نہین
یقین اس حیرت کدہ مین کو رہین ہم کہ نہین
کیون پڑا ہے میرے کوچہ مین ترا کیا گھر نہین
دل مرا کعبہ ہے کچھ بتخانۂ آذر نہین
کچھ خطِ روے صنم کو حاجتِ مسطر نہین
آپ آقا ہے کسی کا جو کوئی نوکر نہین
غیر آغوش لحد اب دامنِ مادر نہین
جو کہ اے ناسخ غلام ساقیِ کوثر نہین
خیال چشم ہے کچھ ساغرِ شراب نہین
خدا کے دیکھنے کی اے کلیم تاب نہین
ہمارا کاسۂ سر کاسۂ حباب نہین
کہ برق کوندھتی ہے بارشِ سحاب نہین
سواے دیدۂ تصویر کس کو خواب نہین
بغیر صبح کوئی وقت آفتاب نہین
کسی صنم کا پسینا ہے یہ گلاب نہین
ہمارے دشت مین ناسخ کہین سراب نہین
غیر ممکن ہے نہ ہو مومن گو اندا شام مین

ولہ

اگرچہ یاس ہمراہ ہر لیکن اسے ناسخ
کبھی ٹوٹ جائے خدا اسکی مجھے یاس نہین
اُس کمتر ہین جسے آس نہین یاس نہین
وصل کا منہ نے ہوا شاد وسیہ نا امیدہ ہے
اوسکے دانتون کے تصور مین جو دم نکلا ہے
عزرئیل عمر کو ہمسر بار روز و کرتا ہر
بار ہا بیٹھ کے کعبے مین لنڈھائی ہے شراب
خط وہ لکھتا ہے مجھے لکھنے نہین دیتا رقیب
ساتھ شیشون کے بدن ٹوٹنے لگتا ہے مرا
قابلِ قرب نہین بے ادبونکی صحبت
طپشِ دل مجھے دیوار پھندا دیتی ہر
رہتے ہین ظلِ حمایت مین علی کے ناسخ
دلِ پُر داغ آوَیزان ہر اُسکی زلفِ پیچاں مین
جہانکے عشق بازوں کا ہجوم کوئی جانا نہین
بھلا دیکھین تو کیونکر روکتا ہو باغبان ہمکو
نہین داغ جنون کو کچھ مضرت آہ و گریہ کی
پسینا یار نے پونچھا ہر جب دستِ حنائی سے

خدا سے وصلِ صنم کا امیدوار ہون مین
اے صنم پر ترے ملنے کی مجھے آس نہین
یاس سے پر کسی حالت مین مجھے یاس نہین
دشتِ وحشت مین مرے پاؤن پہ آماس نہین
استخوان ریزی کم از ریزہ الماس نہین
ماہِ نو اسکے سوا کیا ہے اگر داس نہین
محتسب کیا ہے خدا کا ہمین پاس نہین
ماجرا یہ بھی کم از قصہ قرطاس نہین
واعظا مجکو کبھی توبہ سے راس نہین
دور رہ اونسے دلا جنکو ترا پاس نہین
درِ جانان مین جو ہر قفل تو دسواس نہین
حامی اپنا کوئی جز حضرتِ عباس نہین
ہوئے ہین پھول یا لالے کے پیدا سنبلستان مین
نہ پروانہ ہر محفل مین نہ بلبل ہر گلستان مین
خزان کے ساتھ ہم آئینگے ابکی اس گلستان مین
چراغ اپنا ہے مثلِ برق روشن ابر و باران مین
دُرِ غلطان نظر آتے ہین مجکو دستِ مرجان مین

تیری تلوار کے ہین زخم کوئی دیکھ لے قاصد احوال سراپا ہے سراپا مرقوم	شرم گر لاشہ مرا قابل تشہیر نہین اپنا مکتوب کم از کاغذ تصویر نہین

اس زمین مین یوہین اشعار پڑھے جا ناسخ
دل کے بہلانے کی اب اور کوئی تدبیر نہین

مٹ گئے نقش حیات اور اسے تاثیر نہین
اے پریخوان یہ پریزادونکی تسخیر نہین

نطق عیسیٰ مین تری نطق سے تاثیر نہین
دست موسیٰ مین تری ہاتھ سے تنویر نہین

کیون دو لا پیری مین بھی مرنیکی تدبیر نہین
ہو چکی صبح بس اب کوچ مین تاخیر نہین

کار حیرت زدگان مین ہو کہان غیر کو دخل
شمع تصویر کو کچھ حاجت گلگیر نہین

کوئی غفلت بھی حقیقت سے ہو خالی لیکن
کونسا خواب ہو جسکے لیے تعبیر نہین

ای بتو ہوتے ہین دیوانے خدا کو بھی عزیز
کیسے عصیان کرین اونکے لیے تعزیر نہین

خانۂ دل نکرو ڈھادم ای اصحاب الفیل
شکل کعبہ یہ کسی بندے کی تعمیر نہین

جانتا ہے تو مرا درد بیان کیا ہو ذرہ
دہن زخم کو کچھ حاجت تقریر نہین

بس کہ لا صوت ہستی کو کوئی دم ہو ثبات
یہ جہان آئینہ ہے کاغذ تصویر نہین

او سہی قد ترے کانپے ہین پتونکی طرح
برگ ہاے شجر طور ہین تنویر نہین

ابروی یار کے مانند بناتے ہین طاق
اور مسجد کی کسی واسطے تعمیر نہین

خط سے غمگین نہوا صلاح سے کر ضا خدا
موجود ہو نہ سکے یہ خط تقدیر نہین

بد زبانی ہو دہان گرچہ ہو معدوم دہن
یان ہو موجود دہن خون سے تقریر نہین

[illegible]

فرقت مین جو سر ٹپک رہا ہون	مشغولِ نمازِ کبریا ہون
منہ زرد ہے تنکے چن رہا ہون	اے وحشت کیا مین کہر رہا ہون
بیگانہ ہون کیونکر آشنا سے	بیگانون سے مین آشنا ہون
منہ اون کا نہین ہے شکر ورنہ	ہر بُت کہتا کہ مین خدا ہون
امید وصال اب کہان ہے	اوس گل سے برنگ بو جدا ہون
کیون دوست نہ خوش ہون جا بجا تم	سیماب کی طرح مر گیا ہون
خلقت خوش ہو جو مین ہون پامال	گلزار جہان مین کیا حنا ہون
ہنس دونگا دم مین شکلِ گل آپ	غنچے کی طرح سے گو خفا ہون
آتش قدمی سے جلتے ہین خار	اے قیس مین وہ برہنہ پا ہون
کرتے ہین گریز مجھسے منحوس	بے شبہہ مین سایۂ ہما ہون
ہون قافلۂ عدم سے آگے	اس راہ مین نالۂ درا ہون

ناسخ کی یہ التجا ہے یارب
مرجاؤن تو خاکِ کربلا ہون

اس ابر مین یار سے جدا ہون	بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون
گلبن ہون اگرچہ ہون مین بے برگ	بلبل ہون اگر تو بے نوا ہون
دن رات تصور پری ہے	دیوانہ مین اندنون بنا ہون
گو بیٹھ رہا ہون ایک جا لیک	پامال بسانِ نقشِ پا ہون

وله

ضعف پیری مین کہان طاقت کہ مسجد جاؤن مین

ناسخ

شاخ مرجان ہر جگہ عکس دست رنگین سے بنین
پرتو رخ سے ہوئی روشن کنول تالاب مین

یہ تری روی مخطط پر عرق آیا نہین
خوشۂ پروین عیان ہو خرمن مہتاب مین

بزم می مین کچھ نہین معلوم ہوتا کوئی غم
بار سنگین جیسے ہو جاتا ہو ہلکا آب مین

گوہر مضمون لئے پھرتے ہین دیوان شہر شہر
ہو روان میرا سفینہ موتیونکی آب مین

طالب حق ہو اگر مت سالکون کا ساتھ چھوڑ
ملگیا دریا مین جو کچھ ملگیا سیلاب مین

کیون نہ ای ناسخ ہون مین اعجاز ساقی کا مقر
آفتاب اوس نے دکھایا ہے شب مہتاب مین

یون مری آنکھین عیان ہین اشک کے سیلاب مین
جیسے آتی ہین نظر ترتے کنول تالاب مین

پنجۂ تو دست حنائی کو اگر دھوئے وہان
لال ہو جائین ابھی سب مچھلیان تالاب مین

کسنے چہرے سے اوٹھائی ہو لب دریا نقاب
کوندتی ہین بجلیان نہر دنکی بدلی آب مین

استفادہ سخت دل کیا دل گداز ونسے کرین
کب ملائم ہو اگر برسون رہے سنگ آب مین

اشک کی قطرون مین یہ مجھ ناتوان کا حال ہے
کوئی آجاتا ہے تنکا جسطرح سیلاب مین

جلوہ بینی ہے یون محراب ابرو کے تلے
شمع روشن جسطرح رکھدے کوئی محراب مین

دانے مین انگیا کی چڑیا کو بنت کی چھتیان
پلتی ہے پانی مچھلی ہو تیونکی آب مین

رشک کرینسے یہ ہین تر ہین جیسی میز کرتخت
سوچ رہتا ہے کہین تجھکو نہ دیکھین خواب مین

خط نظر آتا ہے گرد اسکے ذقن کو کیا عجب
جمع ہو رہتے ہین تنکے بیشتر گرداب مین

چشم تر مین ہو تصور روی جانان کا مدام
پھنس گیا ہی عکس یہ خورشید کا گرداب مین

ولہ

دیوان ناسخ

سایہ تیرا چھوڑ دیگا راہ میں رہ جائیگا — اے مسافر جسم ترا نقشِ پا سے کم نہیں
دور دیں ہے جو ترے دل میں ابھی ہوتا ہے رو — بادۂ گلرنگ اے زاہد دوا سے کم نہیں
قالب بے روح تھا مینا سو گیا سو ہو گیا — آتش مے ساقیا آبِ بقا سے کم نہیں
بزمِ عشرت میں ہیں طبلِ غافلو طبلِ رحیل — یہ مجیر و نکی صدا بانگِ درا سے کم نہیں
دوستوں لانا نہ شیرینی ہماری قبر پر — خوانِ گردوں میں ستارو نسے بتاسے کم نہیں
کیا بہ رنگِ بید تھرانے لگے شمشاد و سرو — باغ میں وہ سرو قد بادِ صبا سے کم نہیں
میرے مرنے سے کفِ افسوسِ گلگوں ہو گئے — اونکو خالی ہاتھ بھی ملنا حنا سے کم نہیں
تونے کی گلگشت سارا باغ تجھپر بس گیا — پھول تیا پنکھڑی بو تا حنا سے کم نہیں

ولہ

تلخ باتیں آپکی شیرین سخن سے کم نہیں — چین پیشانی بھی تیری تفو نکی شکن سے کم نہیں
کیسی گرمی ہو برہنہ شہر سے ہوتی نہیں — پیرہن بھی آپکو جزو بدن سے کم نہیں
تو جسین ایسا ہے تجھپر مرتے ہیں سارے حسین — ماہِ کنعاں کو بھی پیراہن کفن سے کم نہیں
ہر شب فرقت نظر آنے لگے سامانِ موت — چادرِ مہتاب بھی مجکو کفن سے کم نہیں
بعد مرنیکے بھی عشقِ زلفِ پیچاں ساتھ ہے — بال اوسکا مجھے رگہا ہے تن سے کم نہیں
جائے نرگس چشمِ آہو جائے لالہ چشمِ غول — اے جنون خنجگل مجھے صحنِ چمن سے کم نہیں
تکلم ہوتے ہیں موزوں ہجر میں مضمونِ غم — جو ہماری بیت ہے بیت الحزن سے کم نہیں
گرچہ غربت ہے تصور میں مگر ہمدم ہے پاس — میری تنہائی بھی مجکو انجمن سے کم نہیں

سب ہماری لیے زنجیر لیے پھرتے ہین
ہم سر زلف گرہگیر لیے پھرتے ہین

کون تھا صید وفادار کہ اب تک صیاد
بال و پر اوسکے تری تیر لیے پھرتے ہین

تو جو آئے تو شب تار نہین یان ہر سحر
شعلین نالۂ شبگیر لیے پھرتے ہین

تیری صورت سے کیسکی نہین ملتی صورت
ہم جہان مین تری تصویر لیے پھرتے ہین

منکشف گرچہ بظاہر ہون تصور مین مگر
کوئی کو ساتھ یہ بے پیر لیے پھرتے ہین

رنگ خوبان جہان کھیتو ہی زور کیا
آپ روز آنکھون مین تصویر لیے پھرتے ہین

جو ہو مرتا ہو بھلا کسکو عداوت ہوگی
آپ کیون ہاتھ مین شمشیر لیے پھرتے ہین

سرکشی شمع کی لگتی نہین اونکو بری
لوگ کیون بزم مین گلگیر لیے پھرتے ہین

تا گنہگاری مین ہمکو کوئی مطعون کرے
ہاتھ مین نامۂ تقدیر لیے پھرتے ہین

قصر تن کو یونہین ہنوانہ گو سلے ناسخ
خوب ہی نقشہ تعمیر لیے پھرتے ہین

دل اوسکو دیا ہمنے تقصیر اسے کہتے ہین
مارا غم فرقت نے تعزیر اسے کہتے ہین

ہم خواب مین اون پہونچے تدبیر اسے کہتے ہین
وہ نیند سے چونکا اوٹھے تقدیر اسے کہتے ہین

جو مجھسے گریزان تھا کل اوسکو مین گھر لائے
ہاتھ تونین لگا لایا تقدیر اسے کہتے ہین

مین خاک ہوا مرکر وہ فاتحے کو آیا
اکسیر اسے کہتے ہین تسخیر اسے کہتے ہین

دیوانی سی جنگل مین پھرتی ہی پڑی لیلی
جذب دل عاشق کی تاثیر اسے کہتے ہین

پی جبکہ شراب اوسنے کندن سا بدن اوسکا
سونا اسے کہتے ہین اکسیر اسے کہتے ہین

ناسخ

ولہ

ولہ

تیر رہا ہے گھڑا وہ بت سنگ آب مین
جسنے نہ دیکھے ہون سو دیکھے شلنگ آب مین

ہجر کی شب جب ہوا جوش مرے رونیکا
صبح کو ترتا نظر آیا پلنگ آب مین

قافلۂ لخت دل اشکونمین یون ہے رواں
کرتے ہین جیسے سفر اہل فرنگ آب مین

نرم طبیعت کو کیا پہونچے عدو سے گزند
سنگ ہی ہو جائے غرق پڑے سنگ آب مین

کہتے ہین ہر دم مجھے دلمین تو خوش ہونگے آپ
غیر سے چھینٹونکو جب کرتے ہین جنگ آب مین

صحبت نیکان سے فائدہ ظالم کو کیا
رفع نہ تلوار کا ہو کبھی زنگ آب مین

عارض رنگین یار عکس فگن ہو اگر
خلق کو دیسے یقین ہو کہ ہے رنگ آب مین

رات کو دریا مین تو او تری جو اشعلہ رو
شمع سمجھکر تجھے آئین پتنگ آب مین

آب سے سرسبز ہین ساری نباتات اگر
سبز کیا آپ کو جب ملی بنگ آب مین

ناسخ مہجور اگر جا کے منانے لگے
آئین نظر سب حباب چشم پلنگ آب مین

غم شمشیر مین رو رو کے کرون تر دامن
جاؤن تا حشر کے میدان مین تر دامن

طمع خام سے پہلے جو کسی کے آگے
یارب ایسا تو نکھلے ہو نہ میسر دامن

شکل گردون تجھے گردش ہی رہیگی دن رات
زیب زنہار نہ اے طالب بے پر دامن

زندگی بھر جو صفائی رہی کیا تھر ہوا
ہے مری خاک سے قاتل کا مکدر دامن

آستین نے ہے یہان کوئی چراغ جان پر
کھا گیا وان روش ناز سے ٹھوکر دامن

دور بزم ہر چند پردہ جذبۂ دل ہی عیان
ہم اگر جا ہین ابھی تم دوڑ کر آؤ ڈاک مین

آتش بیگم حنا سے بیشتر ای کوچہ گرد
آگ لگ اوٹھتی ہی ہر رستو نکی خس و خاشاک مین

ہین گل خ شبو قبا مین تنبتی تھے جنت کو بھو ل
ایسی خوشبو ہی پسینے سے تری پوشاک مین

زلف مشکین مجکو رہ رہ کر دلا جاتی ہی یاد
لائی ہی ہوا نکہتِ گل کیون ادم ناک مین

منہ تک آ رہی ہین ایسے شعلہای داغ دل
شمع روشن کا ہوا عالم مری مسواک مین

عین آئینہ سکندر کی ہی پتلی جسطرح
مردمک یون ہی ہماری دیدۂ نمناک مین

کہتے ہین جسکو سنہرا رنگ ہو ہنگام غسل
تار زر رہتے ہین سے کیسۂ دلاک مین

کیون اوٹھا لائے ہین ہمدم مجکو ناسخ بعد قتل
چین سے لاشہ پڑا تھا کوچۂ سفاک مین

روح کو آرام دم بھر باغ رضوان مین نہین
خاک اپنی بعد مردن کوے جانان مین نہین

کیا ہوا ثابت جو کپڑے ہی جسم جانان مین نہین
چاک کچھ یعقوب یوسف کے گریبان مین نہین

خوش قدونکی خاک اوڑتی ہی حرم سرو قد
گرد باد ای غفلت اس بیابان مین نہین

آج نقاشی کی چھت لگوا نہین مانع کوئی
گل بجز نقاش لیکن سقف ایوان مین نہین

دیکھنا کل آپ سی کوئی نہ رکھے گا قدم
آج جانیکی اجازت جس گلستان مین نہین

تیر رخسار ہی عرق لو دے نسبت ہی کیا
ایک قطرہ چشمۂ مہر درخشان مین نہین

دوست دشمن سب کے سب ہین فتنی شل نسیم
گل تو کیا کانٹا بھی اکدن اس گلستان مین نہین

سبزۂ خط ہو گیا سر سبز ابکا کسطرح
بوند پانی کی ترے چاہِ زنخدان مین نہین

ہیچ ہو دیوان کروہ طبع پاک کو مضمون نغز
وصل کا مضمون شایان اپنے دیوان مین نہین

[illegible]

غزل

[illegible]

ولہ

[illegible]

غول کی آنکھین چراغ دود آشیان قندیل ہی
ایک شب تاریکی اپنی کنج ویران مین نہین

کیا مری تلوے مین کانٹا ہی کبھی نہ دیکھنا
غیر کا نقشِ قدم تو کوئی جانان مین نہین

خضر سے کہو اسے چھوڑو نگا تری خنجر تلے
آب آہن کی حلاوت آبِ حیوان مین نہین

کسقدر گھونگھٹ اٹھا ان ہی وہ روے آتشین
روشنی ایسی چراغ زیرِ دامان مین نہین

خانۂ دل ہی مشبک آہ بے تاثیر سے
آجتک روزن کوئی دیوارِ جانان مین نہین

کیون ہی حسن سبز کو عمرِ ابد مانند خضر
آبِ حیوان گر ترے چاہِ زنخدان مین نہین

دست سمجھے جذبِ زلیخا کھینچتا کیونکر اسے
کیا کرین یوسف تری چاہِ زنخدان مین نہین

دُم دبا جاتے تھے جنکے سامنے شیرژیان
غیر روباہ و شغال اب انکے ایوان مین نہین

کیا تری جالی کی کرتی مین چمکتا ہی بدن
یہ فروغ ای سروِ قد سروِ چراغان مین نہین

آمدِ موسیٰ و ہارون کی تو ہی ہی یہ دلیل
کونسا فرعون ہی جو فکر سامان مین نہین

جو ترا جی چاہتا ہے بس وہی کرتا ہی تو
وہ پری ہی تو کہ فرمانِ سلیمان مین نہین

ہی نہان صبحِ شبِ غم کیا ہوئی تاثیر سم
سورۂ والشمس شاید اپنے قرآن مین نہین

پر ہین آنکھین گو سمندر کی طرح پر ضبط ہی
ایک قطرہ بھی ہمارے ابر گریان مین نہین

یار کو دستِ حنائی سے ہے چالاکی کہان
دیکھلو کوئی بھی مچھلی دستِ مرجان مین نہین

بیوطن ہوکر زمانے مین ہوئی نالان بشر
آشنا نانون سے ہرگز نیستان مین نہین

گاہ خواری سود خواری ایک ہی تو ہین یہ
کچھ تفاوت اندنون ہندو مسلمان مین نہین

آبِ حیوان پر سکندر سے یہ ساقی نے کہا
میکشی کر لطف کچھ بھی آبِ حیوان مین نہین

ولہ

جلا تکبر و غیبت سے زاہد و حاصل
یہ رند کیا ہی فریب کے گناہ کرتے ہین

ترے جمال کو دیکھین زمین پر آ کر
فلک کی سیر عبث مہر و ماہ کرتے ہین

بنا ہون کیا گلِ دیوانہ قہقہہ سر مین
جو مجکو دیکھ کے بُت قاہ قاہ کرتے ہین

وہ بدگمان سمجھتا ہے چاند کا مشتاق
جو شب کو ہم سوے گردون نگاہ کرتے ہین

فراق مین یہ حیلہ ہے کہ پھیر لیتے ہین منھ
جو وہ نظارۂ مردم گیاہ کرتے ہین

پھڑک رہے ہین ہزارون ہی مرغ دل ہر سحر
وہ کب نشانۂ تیرِ نگاہ کرتے ہین

نازمین بھی ہے دھیان اسکو سبزہ خط کا
گیاہِ سبز کو ہم سجدہ گاہ کرتے ہین

جو نا امید ہین اہل ورع ہین اے ناسخ
امیدوار شفاعت گناہ کرتے ہین

جان ہم تجھپہ دیا کرتے ہین
نام تیرا ہی لیا کرتے ہین

چاک کرنے کے لیے اے ناصح
ہم گریبان سیا کرتے ہین

ساغر چشم سے ہم بادہ پرست
مے دیدار پیا کرتے ہین

زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہین

سنگ اسود بھی بجا ہے پتھر
لوگ جو چوم لیا کرتے ہین

گل نہ دیگا کوئی مٹی بھی انھین
آج زر جو کہ دیا کرتے ہین

تیرا کیا ذکر مرے داغون سے
مہر و مہ کسب ضیا کرتے ہین

خط سے یہ ماہ ہین محجوب قلوب
سبزے کو مہر گیا کرتے ہین

رفعت کبھی کسیکی گوارا یہان نہین
جس سرزمین کہ ہم ہین وہان آسمان نہین

دور و زا ایک وضع پہ رنگِ جہان نہین
وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہین

عبرت کی جا ہو لاکھون ہی طفل و جوان نہین
پیری مین بھی خیال اجل کا یہان نہین

دشمن اگر وہ دوست ہوا ہو تو کیا عجب
یان اعتماد دوستی جسم و جان نہین

ہر گل ہو اس چمن سے گریزان برنگِ بو
سرو چمن ہو کون جو سرو روان نہین

صبح شبِ وصال ہو دم توڑتا ہو نہین
نالان ہین میرے غم مین موذن اذان نہین

رفتار ناز مین یہ لچک جاتی ہو کہ بس
گویا تری کمر مین صنم استخوان نہین

آنکھون سے فائدہ جو نہین تیری گردِ راہ
حاصل جبین سے کیا جو ترا آستان نہین

بولا جو بوے گل سے ہوا یار بے دماغ
کہتا ہو کون آتشِ گل کا دھوان نہین

خود رو ہین کسطرح گل رخسار سرو قد
ہے کون باغ جسکے لیے باغبان نہین

حاصل تجھے بصارتِ یعقوب ہو اگر
یوسف بغیر کوئی یہان کاروان نہین

منعم کے شکر مین بھی ہلاتین کبھی کبھی
تنہا براے لذتِ دنیا زبان نہین

تعریفِ تیغ ابرو قاتل ہو دم کے ساتھ
گویا دہانِ زخم ہے میری دہان نہین

پژمردہ ایک ہو تو شگفتہ ہے دوسرا
باغ جہان مین فصل بہارِ خزان نہین

ساقی لگائے رکھ مری منہ سے خم شراب
دریاے مے کی مچھلی ہے میری زبان نہین

خونریزیان جہان مین رہتی تھی برق
کچھ آسیا کے سامنے قدرِ فسان نہین

رنگِ بہار زرد ہوا جو ترے سامنے
باغ جہان مین غیرِ گل زعفران نہین

ردیف واو

[illegible]

مونھ سوے چرخ دنی رکھتے ہین جو گردش مین
چرخ پوجا کا دکھاتے ہین تماشا مجکو

باہر جامان ہین یہ پر نور کہ جب مینے چھوئے
ہاتھ آیا وہین موسٰی ید بیضا مجکو

رنج کیا دیکھے اوس بت کو نظر آتی ہین
کاش دیتا نہ خدا دیدۂ بینا مجکو

آتش و سنگ کی خلقت کیطرح رور نخست
ساتھ اوس بت کی خدا نے کیا پیدا مجکو

اوسکی انگیا کی کٹوریکو ہوا دیکھکے مست
ساقیا اب نہ دکھا ساغر صہبا مجکو

قفس دہر سے کر جاؤن ابھی مین پرواز
ہاتھ آجائین اگر شہپر عنقا مجکو

صبح محشر سے سوا صبح شب وصل ای شیخ
آج ہے تجھسے زیادہ غم فردا مجکو

زاہدا کعبے کو میخانے سے جانا ہی محال
ہے ہر اک شیشۂ مے آبلۂ پا مجکو

اوس مسیحا سے بوے رشتہ الفت ناسخ
ناتوانی نے کیا سوزن عیسٰی مجکو

بستر خواب پہ تو یاد جو آیا مجکو
ملک الموت ہوئی صورت بیا مجکو

بس نہ ترسا بت ترسا بچہ کافر ترسا مجکو
لب جان بخش دکھا بہر مسیحا مجکو

وہ صنم تو نظر آتا نہیں اصلا مجکو
دیے اللہ نے کیون دیدۂ بینا مجکو

ہو گیی اوسکی نظر جبکہ تلے سے اوپر
دونون عالم نظر آتے تہ و بالا مجکو

بنگیا گز کی طرح سوکھ کے مین سرتاپا
جب سے دشت نے کیا بادیہ پیما مجکو

کھیل سمجھا ہے مگر پیر فلک جو شب و روز
شیشہ بازی کا دکھاتا ہی تماشا مجکو

سیر کر کرکے چلا جاؤن گا مانند نسیم
چمن دہر مین درکار نہیں جا مجکو

[illegible]

مرگ عیسیٰ ہے ترے چشم کے بیماروں کو
گور آزادی ہے زلفوں کی گرفتاروں کو

ناز رفتار سے پاتے ہیں جسد روح رواں
گرد رہ خاک شفا ہے تری بیماروں کو

کب سکبد وشی رہے قید ہو زندان وطن
بوے گل پھاندتی ہے باغ کی دیواروں کو

وحشی نرگس جادو ہوں جو پائیں آہو
کرلیں مژگاں سے تلووں کی ابھی خاروں کو

ہوں وہ سرگشتہ کہ تاثیر سے قدموں کی
آسیا دم میں بنا دیتی ہے کہساروں کو

کافر عشق ہوں حاجت نہیں زناری کی بھی
تار تسبیح مبارک رہے دینداروں کو

ہم بغل یار سے وہ موت سے ہیں ہم آغوش
کیا خبر میری شب وصل کے بیداروں کو

جوش خون میری رگ جان میں ہے قاتل
تشنگی آج ہے شاید ترے سوفاروں کو

اے صنم عہد میں تیرے یہ ہوا کفر عزیز
کہ رگ جان کا ملا مرتبہ زناروں کو

کیا بچیں گردش افلاک سے جو ہیں نحواہ
کام کیونکر نہ پڑے سان سے تلواروں کو

دھیان آیا جو مجھے زمزمہ پردازی کا
رہ گئے مرغ چمن کھول کے منقاروں کو

ہجر میں گرم ہے اوس داغ سے پہلو میرا
جس سے لگتا نہیں دوزخ کی بھی انگاروں کو

جو ضعیفوں کو ستائیگا سزا پائیگا
آپ دکھ پاتے ہیں جو روندتے ہیں خاروں کو

پاک کر آپ کو ناسخ عرق خجلت سے
انفعال اپنا شفاعت ہے گنہگاروں کو

سرکشی اور ہوا اب کسکی گوارا مجھکو
راحت خوش آئی نہ جب گردن مینا مجھکو

ہاتھ پر رکھکے دیا مجھکو شراب پرنور
آج ساقی نے دکھایا ید بیضا مجھکو

کان کر پردۂ رنگِ گل ابھی ہو جائے چاک
بلبلو سنتا نہین کوئی مری فریاد کو

فصلِ گل آتی ہے پھر آنے جنون کا جوش ہے
بلبلین آتی ہین گلشن سے مبارکباد کو

قامتِ جانان جنون خیز ایسی ہے دیکھو اگر
ہاتھون وہ درکار طوقِ فاختہ شمشاد کو

لاغر ایسا ہون کہ مجھ مین کچھ نہین جز مشتِ گرد
بالش پر چاہیے شاید سرِ صیاد کو

آفتین دکھلائین بیتابی کیا کیا عشق مین
کیون نہ مین حسرت سے دیکھون کورِ مادر زاد کو

شادیِ غم کو نہین ہے اپنے ویرانے مین بار
یہ شگون ہو مبارک خانۂ آباد کو

وصل کی شب جب رکھا اوسنے مری گھر مین قدم
صبح خندہ رو ہوئی حاضر مبارکباد کو

کس بہی کو چمن مین آج سلجھاتی ہین ہم
شہپرِ قمری کو ارہ شانۂ شمشاد کو

جا کے زلفون نہین فدائے قامتِ جانان ہوا
کیا رسائی شانہ بننے سے ہوئی شمشاد کو

غیر کے فرزند کو قابو مین لاؤن کس طرح
کر نہین سکتا مسخر اپنے ہمزاد کو

کیون نہ یون اپنا سراپا صرفِ شانہ تو نہین مجھے
شکلِ قد ہو عشق زلفِ یار بھی شمشاد کو

عشق تصویر اوسکو ہے عشق تصور ہے مجھے
اپنی صنعت مین دکھا سکتا نہین بہزاد کو

دیدۂ ظاہر سے ہے اے غافلو پنہان تو کیا
دیدۂ عبرت سے دیکھو گلشنِ شداد کو

جالی کی کرتی اور انگیا مرغِ دل کو ہے ہوس
حاجتِ دامِ قفس کب ہے مری صیاد کو

مین بھی تالو سے لگا لیتا ہون بس اپنی زبان
گر کوئی سنتا نہین **ناسخ** مری فریاد کو

مزا وصال کا کیا گر فراقِ یار نہو
نہین ہے نشے کی کچھ قدر گر خمار نہو

اٹھائنگے حسنِ بتان سے دلِ شگفتہ مرا
جو اس چمن مین ہو تو پھر بہار نہو

لگی ہے کیسی زمانے کی ہم سے گرمی
عجب نہین ہے جو پتھر مین بھی شرار نہو

ہم اغیر تو کرین نظارہ جی بھر کے
کسی سے تیرے کوئی بھی فگار نہو

ولہ

خود فروشی جو ہو منظور تجھے ای کافر
کوئی یوسف کا زمانے مین خریدار نہو

بل گور مین کانٹا سا کھٹکتا ہو نہین
اسقدر بھی غم فرقت سی کوئی زار نہو

گلعذارون کو جو مدفون نکرین تربت مین
سطح خاک سے پیدا کبھی گلزار نہو

نکلے نالونکی ہوس دل سی ہماری کس شکل
تیرے سوفار مین گر صوت منقار نہو

ہی جو وصف لب شیرین مین کاک کا حال
نیشکر بھی کبھی اس طرح شکربار نہو

چھوڑدی رسم عیادت بھی جو اوس گل کا مزاج
غیر نرگس کوئی اس باغ مین بیمار نہو

جس پری کی نظر آتی ہی مجھے زلف دوتا
شبہہ ہوتا ہے ترا سایۂ دیوار نہو

ناتوان ہوکے جہان مین ہون ایسا ناسخ
کہ مری پانوسے چیونٹی کو آزار نہو

نہ جنون مین بھی رکھا بخت نی عریان مجکو
طوق نے جیب یا دشت نی دامان مجکو

دیدۂ شیر سے نرگس زیادہ پر ہول
ہجر مین دشت بلا ہے چمنستان مجکو

گبر نفرت کرے آگاہ اگر حال سی ہو
شرم آتی ہے جو کہتے ہین مسلمان مجکو

خلق خورشید قیامت سی ڈریگی لیکن
یاد آئیگا ترا چہرۂ تابان مجکو

بعد مرنے کے جہان روح پھریگی بھٹکی
اے جنون تونے دکھایا یہ بیابان مجکو

ہاے اس کاکل پیچاں کی محبت کی عوض
کاٹتا کاش کوئی افعی پیچان مجکو

اوس کا دیدار جو ہوگا تو قیامت ہوگی
کردیا یار کی تصویر نے حیران مجکو

گور مین آنکھین نکیرین کی روشن جو ہوئین
آگئے یاد ہجوم شب ہجران مجکو

فکر ہے بینائی عاشق کی حسن دوست کو
بہر موسیٰ برق نے سرمہ بنایا طور کو

کج مین تخفیف کرتی ہو مری طبع روان
ہین جو دانشمند جاری رکھتے ہین ناسور کو

ہون مین وہ زخمی تری تیغ نگاہ مست کا
مر ابھی ٹپکے جو توڑون خم کے انگور کو

بعد مُردن بھی ہو تیرا خوف مجکو اسقدر
آنکھ اوٹھا کر مینے جنت مین نہ دیکھا حور کو

ہو وہ کافر جو نہین مرتا حسینون پر بلا
مرتے دم مین ہم مسلمان دیکھتے ہین حور کو

اپنے عاشق کو بڑے دلسوز ہوتے ہین حسین
دور موسیٰ سے رہا شعلہ جلایا طور کو

اوسکو تلوون تک رسائی تا بہ پیشانی اے
اے صنم کیا ہی خاک پر فوق ہے سیندور کو

جان دی اوسپر ترے قد سہی کے عشق مین
حق تو یہ ہے دار سے کیا کام تھا منصور کو

بت پرستی مین ہے ناسخ حق پرستی کا خیال
دیکھتے ہین ہر صنم مین ہم خدا کے نور کو

نہین آہن ربا کھینچو جو مین ہر ایک آہن کو
تری تلوار سے الفت ہی قاتل میری گردن کو

لی ہی حسن ہی وحشت کرون کیا طوق آہن کو
وہ اپنی کاکل پیچان سے باندھو میری گردن کو

جنون سکو ہی تجھ ہوگی اب زنجیر کی خواہش
بجای سبحہ و زنار ہر شیخ و برہمن کو

جو منت کش ہین بہر نعم اون سے ہو دہر مین
جھکاؤ کیون نہ پیش جام شیشہ اپنی گردن کو

خرابی ایک کی تو دوسرے کی ہی آبادی
بناتا ہے فلک تربت گرا کر خانۂ تن کو

ہوئی اوسکے کف پا سے صحرا مین جو افشان
وہین جادہ کناری ہوگیا صحرا کے دامن کو

نظر آتا ہے یہ اوسکے شعاع حسن کا عالم
کہ کہتے ہین پردہ کرکری کا اوسکی چلمن کو

ولہ

لگا دی شعلۂ عارض نے کردہ آگ گلشن کو
کباب سیخ سمجھین بلبلین شاخ نشیمن کو
پس از مردن جو مشت خاک چھوتی تیری دامن کو
قدم رکھتا ہے کیا ظالم بچا کر میری مدفن کو

کسی صورت سے نا جنس نہین الفت ہو نہین ممکن
عداوت ہے بہم تیغ و سپر کے آب و روغن کو

گریبانِ سحر مین جیسے ہے رنگِ شفق لازم
نہ چھوڑیگا لہو میرا کبھی قاتل کے دامن کو

مصائب نظم کرتا ہون شبِ تاریک ہجران کے
بنایا شمع بزم فکر مین نے طبع روشن کو

ولہ

رسائی ہے متاعِ حسن تک کب دستِ دشمن کو
نہین ہوتی کبھی بجلی کی دہشت کیسے خرمن کو

تصدق کیلیے دیکھا جو اپنے روشن کو
چراغِ آفتاب اوسنے بنایا ظرفِ روغن کو

وہ مستی ملکے ہونٹوں پر اگر جاتا ہے گلشن کو
بنا دیتا ہے دودِ آہ سوزان شاخ سوسن کو

یہان کیا ہے جو چپکا ہے تو ای برقِ دامن کو
اگر چاہے اوٹھا لیجا چیونٹی میرے خرمن کو

عجب کیا ہے جو انسان صورتِ دیوار حیران ہو
تجلی اوسکے رخ کی بند کر دے چشمِ روزن کو

اگر طولِ امل ہو قطع ہے ترکِ لباس آسان
کہ رشتے کی بدولت ربط ہو کپڑے سے سوزن کو

کرے تیرے مسی آلودہ ہونٹوں کی ثنا خوانی
خدانے اسلیئے اتنی زبانین دی ہین سوسن کو

اگر مضمون باندھون چاروں دندانِ جانان کا
زمین شعر سے کر دون خجل گوہر کی معدن کو

اگر اوسکی جگہ پر ہوتی آنکھ اپنی تو کیا ہوتا
بحسرت دیکھتے ہین ہم درِ جانان کے روزن کو

ظہورِ حسن گر چاہے نہ عاشق کو رولایا کر
چھپا دیتا ہے باران دیکھ مہر و ماہ روشن کو

موافق حوصلے کے سمجھے ہین سب رتبۂ جانان
کہ ذرے جانتے ہین مشرقِ خورشید روزن کو

برنگِ زخم بیدردی ہے تو خندان ہے ای قاتل
ہمارے زخم نے پرخون کیا ہے چشمِ سوزن کو

بیان کیا ہو سکے غم روانکی مجبو جالا کی
کہ اس تو سن سے لگتا ہے نہ ترکی کو نہ تازی کو

اکیلا دل مرا فوج تمنا کے مقابل ہے
الٰہی کیجیو تو فتحیاب اوس مرد غازی کو

ہمیشہ ہاتھ مین کھتا ہے زلف یار کو شانہ
ذرا دیکھو تو اوسکے دست کوتہ کی درازی کو

کہانتک اے فلک ہمکو داغ نازبرداری
خدا کرتا ہے شرمندہ ہماری بے نیازی کو

ثمر پختہ جو ہے اے خام طبعو باغ عالم مین
نہ کیونکر خاکساری سے وہ بدلے سرفرازی کو

وضو ہے ہاتھ دھونا جانسے سجدہ ہے سر کٹنا
طریق عشق مین ہے قتل گہ مسجد نمازی کو

اوتر جاؤن ابھی دریاے غم سے وہ اگر چاہے
ہین کشتی جانتا ہون یار کی تیغ حجازی کو

بحسرت دیکھتا ہے ماہ کنعان مجکو اے ناسخ
دیا دل جب سے مینے ایک محبوب حجازی کو

ولہ

مین جو رووُن خرمن ماہ درخشان سبز ہو
چاندنی کا کھیت مثل کشت دہقان سبز ہو

لخت دل غنچون سے پیدا ہون برنگ برگ گل
گر ہماری ابر مژگان سے گلستان سبز ہو

خلق کو حیرت ہو کیونکر سرو یہ چلنے لگا
گر تری پوشاک اے سرو خرامان سبز ہو

سبزی رخسار جانان عکس افگن ہو اگر
آئینہ مثل زمرد پیش جانان سبز ہو

قم باذنی ہے دل مردہ کو ہے آواز نی
آب حیوان سے فدا وندانپستان سبز ہو

کیا عجب گر زہرمار زلف کی تاثیر سے
تار سنبل کی طرح میری رگ جان سبز ہو

آگیا ہے یاد رونے مین کسی کا سبز جسن
اشک آنکھون سے اگر پوچھون تو دامان سبز ہو

مرہم زنگار رکھ سے دل پر داغ پر
ہے طلسم تازہ گر سرو چراغان سبز ہو

مجھسے حالِ چشمِ تر تحریر ہو سکتا نہین
برہمن ہو کر مسلمان کرتی ہین دنیا کو صید
بند ہو جاتی ہین بیتا رونکی آنکھین خوف سے

جاے خط لیجا صبا اک بر دریا بار کو
دام ٹوٹتے ہین گویا توڑ کر زنار کو
کھینچتا ہون جب مین دل سے آہِ آتشبار کو

جب کہ بیت اللہ مین ناسخ ہو نکا ہو مقام
بار کیونکر ہو نہ بزمِ یار مین اغیار کو

حق نے پہلے یار سے پیدا کیا اغیار کو
ہو یقین دیکھے جو دونون ابروے خمدار کو
دی ہے خالق نے ازل سے آبرو تلوار کو
ہے بجا مشکل جو گھر مین بیٹھنا ہے یار کو
رحم آجاے اگر مورانِ کوے یار کو
کون ہو گلگشت کا عازم کہ استقبال کو
آبلے جبتک نہ ہون جاتا نہین صحراکو مین
چربی و نرمی بچا لیتی ہے خونخوار ونکو مین
قتل کرتا ہے مجھے تیرا یہ انداز نماز
ہے اگر دربان سلامت یار کا تیرِ نگاہ
کیا دلا شکوہ بتون کا قصہ موسیٰ ہو یاد
سورۂ یٰسین کے بدلے حشر کی صورت پڑھو

جسطرح نشو و نما ہے گل سے اوّل خار کو
دوسری بھی کھینچتی ہے کھینچ جو اک تلوار کو
کیون نہ آنکھ پر جگہ ہو ابروئے خمدار کو
جو کہ یوسف ہو نجائے کسطرح بازار کو
کھینچ لیجائین لحد سے میرے جسمِ زار کو
گل پیادہ ہو کے گلشن سے چلے بازار کو
تا نہ میرے سخت تلووں سے ہو ایذا خار کو
زنگ کھا جائے نہ چکنائین اگر تلوار کو
سجدہ گہ ہے سنگِ تیغ ابروے خمدار کو
غم نہین تو بند کر دے روزنِ دیوار کو
رنج دیتا ہے خدا بھی طالبِ دیدار کو
مرتے دم مین یاد کرتا ہون خرامِ یار کو

ہے گرہ مین قابلِ نقصان متاعِ ہمسکان	تنگ چشمی سے کیونکر آب گوہر خشک ہو
کون پانی حلق مین اوسکے چوائے وقتِ نزع	جسکے ہوتی ہی تولدِ شیرِ مادر خشک ہو
جو کہ ظالم ہین وہ ہرگز تر زبان ہوتے نہین	کیون نہ خونریزی سے آبِ تیغ خنجر خشک ہو
گریہ ہر منظور ہم رندونکی آنکھین تر ہون	فصلِ گل مین اکیدم ساقی نہ ساغر خشک ہو
گر کری زاہد وضو تاثیرِ زہدِ خشک سے	موج دریا خار ہی کے برابر خشک ہو
گر پسیجے میری نالون کی تو پھر اے سنگدل	ہر یقین مانند یخ ہرگز نہ پتھر خشک ہو
وضو دریا مین اگر تو اپنی زلفِ عنبرین	شلِ موجِ ریگ غم سے موجِ عنبر خشک ہو
شعلہ زن ہو آتشِ رنگِ گل رخسارِ یار	کیون نہ شاخِ سنبلِ زلفِ معنبر خشک ہو
دیکھکر آغازِ خط اوس گل کی آنکھین تر ہوئین	کیون بنایا آئینہ دستِ سکندر خشک ہو
تو جو اے سحر روان گھر کو چلے گلزار سے	سوزِ غم سے ہر شجر شلِ شجر خشک ہو
تر پسینے سے تما دیکھے جو روی آتشین	کیون نہ شعلے کیطرح دم مین گلِ تر خشک ہو
بھیجون اوس صیاد کو نامہ تو مارے خوف کے	شلِ مرجان جسم مین خونِ کبوتر خشک ہو
چار باغِ جسم مین ہو آب جوی اشک آہ	نخلِ ماتم سبز ہو دل کا صنوبر خشک ہو
چشمِ تر کو گرمی داغِ جنون سے کیا ضرر	تابشِ خورشید سے گرداب کیونکر خشک ہو

میری آنکھین روتی ہین ناسخ اسی افسوس مین
آہ ہم تر ہون لبِ آلِ پیمبر خشک ہو

ہر تا ہان جانتا ہے ہر بشر آئینے کو	دیکھتا ہے تو اگر وقتِ سحر آئینے کو

ولہ

بانگ دانۂ مرجان مری ہر قطرۂ خون کو

عجب کیا گر ہلالِ ابر اک دن ماہ کامل ہو
ترقی دمبدم کیسی ہے حسن روز افزون کو

نہ کچھ یہ راہ رو حیرت مین ہجاتی ہین چلنے سے
تری رفتار آئینہ بنا دیتی ہے جیحون کو

بسانِ سنگ تمہین ضبط آہِ شعلہ افشان ہے
بنادیگا شرر سوزِ درون ہر قطرۂ خون کو

جو شب بیدار ہین وہ غافلونپر رہتے ہین غالب
بہت سی فوج پہ جاتی ہے تھوڑی شبخونکی

جو ہین معقول دنیا مین وہی کچھ عیش کرتے ہین
بلا ہے دور گردون سے خم خالی فلاطون کو

یہ نادان کہتے ہین لایا ہے گردش مین ہمین گردون
کہ گردش اوسنے دی ہے جسنے گردش دی ہے گردونکو

پیے ادسکے ہو جو نشہ وہ ہوا سکے دیکھے سو
نہ جامِ بادہ پہونچیگا تمھاری چشمِ میگون کو

گلستانِ شہادت گاہ مین یہ طرفہ گل پھولا
بنایا شاخِ گل قاتل نے اپنے دست پرخون کو

عمل گر ہے تو کیا کیفیت ہے ورنہ علم خالی کیا
بنایا قطرۂ مے ہلگیا گر خم فلاطون کو

مجھے سمجھو کہ عاشق ہے اوسی مجھو سے دیوانہ
ملاؤ گر مری تصویر سے تصویرِ مجنون کو

کیا بیہوش تونے جامِ مے دکھلا کے ای ساقی
کہ اکثر دیکھتا تھا مین کسی کی چشمِ میگون کو

اثر تھا نالۂ شبگیر مین جن روز و نین ای ناسخ
لیا کرتے تھے اکثر ہاتھ مین اوس زلف شبگون کو

غضب ہے سرو باندھا اوسکی قدِ گلگون کو
یہ کس شاعر نے موزون ہے کیا مصرعِ موزونکو

ذرا دیکھے کوئی ابرو تو سمجھے قدر شاعر کی
لکھا ہے مصحفِ رُخ پر خدا بیتِ موزونکو

نہ کوئی مال دنیا کا اوٹھا لیجائیگا سر پر
زمانے مین نصیب ایسے ملے بس ایک قارونکو

یقین ہوا کہ جہان کو مشک اس کاغذ مین رکھا ہے
کرون تحریر مین جس پر تری زلفون کے مضمونکو

غزالان حرم کا کیون نہ شک ہو تیرے مفتون کو — جو کھینچی طاق ابرو مین ہی چشمان سیگون کو

ہوس ہے آمدِ لیلی مین تزئین کی جو مجنون کو — تو کون رنگ نے پر زر کیا دامان ہامونکو

ہے او مین چہرہ روشن تو ہے نورِ آفتاب آمیز — مرہ روزِ سیہ سحر کیا ہے نسبت زلفِ شبگون کو

خراباتِ جہا مین ترک عشرت کرتی ہین انا — پسند آیا اسی خاطر خُمِ خالی فلاطون کو

اگر ایسی ہے ان اہل دول کی پستی ہمت — یقین ہے رفتہ رفتہ لینگے سر پر گنج قارونکو

یہ اوجِ نشۂ مے ہے کہ بدمستی مین گر جاہو — ٹپک مارون نہ مین پر مین ابھی مینا کی گردونکو

نہ سمجھا چیز کچھ تیمور اسکو لنگ ہے تجھ پر — ہری وحشت کی آگے کیا ہے وسعت ربع مسکونکو

پسینا اپنے ماتھے کا نہین چھاڑا ہے انگلی نے — یہ اوس بیقید نے توڑا ہے سلکِ دُرِّ مکنون کو

سیاہی بنگئی شنگرف یہ کیا تاثیر ہے قاتل — لکھا مینے جو تیرے عارضِ گلگون کے مضمونکو

کوئی بیدرد گل ایسا نہوگا باغ عالم مین — سمجھتا ہے گلِ لالہ وہ میری چشم پرخونکو

زمینِ شعر کو چوتھا فلک مین نے بنایا ہے — لکھا ہے آفتابِ روی جانان کے جو مضمونکو

ابھی بحرِ ہزج کو ہر کوئی بحر رمل سمجھے — کرون موزون مین اپنی خاکساری کے جو مضمونکو

جو اوس خورشید رو کے عشق مین آ جائے ناسخ
تو ذرون کی طرح دم مین اوڑا دو گنج قارونکو

درازی یاد دلواتی ہے اوس زلفِ پریشانکو — عزیز اسواسطے رکھتا ہون مین شبہای ہجرانکو

گیا مین عالمِ وحشت مین جب سیر بیابان کو — لٹایا شیرِ قالین کیطرح شیرِ نیستان کو

دکھایا ساتھ گلشن مین جو اوس سرو خرامانکو — کیا سَروِ چراغان آہ نے سَروِ گلستان کو

ولہ

پستی ہمت سے بچتا ہے کوئی مال بخیل
شاخ گل نے ہے بہ رنگ گل وہ طفل نوسوار
مجھ سے ہی حوریں بھی ہیں غلمان بھی ہیں نوبہ ہیں
نقش پاے محتسب ہے نہ رندونکا سراغ
خیمہ تنوانے میں ہیں مصروف جو یہ اغنیا
ہیں زمانے میں جو مکار اونسے ہی مجکو گریز
ہے خرابات جہانمیں عام فیض مے فروش
ہی برابر سالکوں کو اسفل و اعلی سے راہ
ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملتی خدا کی گھر کی راہ
حلقہ آغوش سے اوس طفل نے جب کی گریز
گر غرض نا چیز ہے نکلے اوسے رکھے عزیز
کیوں ہما ہر حال سے رہتا ہے غافل اے صنم
شل سطر آجاتی ہے زیر قدم زلف دراز
ہو نہیں ایسا رحم کے قابل کہ گنبد کی طرح
آدمی کو مبتلای حرص کر دیتی ہے عقل
عشق جب دار ہے دیوا کی عقل نے دلسے گریز
ہے دعا ناسخ بھلا دے یاد سے مجکو صنم

زور سے اہل جہاں لیتی ہیں آب چاہ کو
نکہت گل کہتے ہیں ہم گرد بازیگاہ کو
ترک کرتا ہوں میں اندیشۂ خاطر خواہ کو
طے کرنا ہے لازم میکدے کی راہ کو
جانتے ہیں تنگ شاید چرخ کے خرگاہ کو
جانتا ہوں شیر اس صحرا میں ہر روباہ کو
مستیٔ مے ہوتی ہے یکساں گدا و شاہ کو
راہ رو کرتے ہیں طے پست و بلند راہ کو
چاہتا ہوں اندنوں ایسے بت گمراہ کو
تیر میں سمجھا پس اوسکے قامت کوتاہ کو
پیار سے آغوش میں لیتا ہے شعلہ کاہ کو
اپنے بندوں سے نہیں غفلت کبھی اللہ کو
کھینچے کلک اے طفل تیری قامت کوتاہ کو
آہ کرتا ہے فلک بھی سنکے میری آہ کو
جانتے ہیں مملکت اطفال بازیگاہ کو
ایک جا دیکھا ہے کسنے شیر اور روباہ کو
یاد کرتا ہوں اگر بھولے سے بھی اللہ کو

وہی آگ اوس نے پرتو رخ سے شراب کو
شرمندہ جام مے سے کیا آفتاب کو

بد جانتا ہے جہل سے زاہد شراب کو
دیکھا ہے شپرہ نے کہان آفتاب کو

بھولون وصال یار مین کیا اضطراب کو
دریا مین ہے قرار کہان موج آب کو

ابرو جدھر کو ہلگئے بجلی سی گر پڑی
رکھتا ہے وہ کمان مین تیر شہاب کو

کیا بال کر دے ہین غم ہجر نے سفید
باندھین شب وصال ہم اپنے شباب کو

حاجت نہین نماز کی ہستی مین زاہدا
کیا مرتبہ دیا ہے خدا نے شراب کو

گلشن مین گر وہ ساقی میکش کرے نگاہ
بوے شراب آتی ہے سونگھین گلاب کو

اوس چشم مست کی ہون تصور مین بادہ کش
کیونکر کرون گزک نہ ہرن کے کباب کو

جام شراب پیتے ہی چمکا ہے حسن یار
نور آفتاب سے ہی ملا ماہتاب کو

ساحل کیواسطے تری ابرو کے عکس سے
تلوار کی ملی ہے برش موج آب کو

اس دل کے ہاتھون چین ہی گذرا نہ ایکدن
پیری مین یاد کیا کرون عہد شباب کو

محشر کے روز دامن تر کام آئے گا
رکھتا ہے آفتاب کی خاطر سحاب کو

مٹتا ہے دم مین صفحہ عالم سے نام بھی
کھودا رہے ہو قبر مین تم کیا خطاب کو

بھرتے ہی جام مے ہوئی صبح شب وصال
گردون نے آفتاب بنایا شراب کو

اپنی شب وصال ہوئی صبح شام سے
قسمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو

دیکھے نہ یار جادہ صبح شب وصال
گر اے سحاب چشم نہان آفتاب کو

ناسخ نہین ہے کام مجھے اور غیر سے
بس جانتا ہون بعد نبی بوتراب کو

عالم سودا مین ہے ہمکو غنا شور جنون
جانتے ہین ساز ہم زنجیر کی آواز کو

جسنے اے ناسخ بساطِ ابر پر رکھا قدم
عرش کہتے ہین اوسیکے فرش پا انداز کو

کیا مرے آغوش سی وحشت سی پر اوس پری
اسقدر وحشت نہین ہوتی کمان سے تیر کو

گر پسینے سے طلائی انقری زنجیر کو
کالبد تیرا بنایا گوھسکر اکسیر کو

غش کیا موسیٰ نے جب دیکھا تری تنویر کو
آگئی لکنت زبان مین سنتی ہی تقریر کو

کھلنے مین لگ گئی تھی جو اوسکے چشم پر
کر دیا خاک مذلت رشک نے اکسیر کو

ہون وہ گریان اشک کر دینگی مرقع کو خراب
کھینچتا ہے چشم ادا نی مری تصویر کو

اس تمنا نے کیا دیوانہ مجکو اے پری
ڈالدی میرے گلے مین لف کی زنجیر کو

ضبط مین کرتا نہین آتی ہے غیرت دوستو
کیا بھلا منھ سے نکالون آہ بے تاثیر کو

گر موافق ہوتی ہے تقدیر مجھسے زاہدا
ترک کرتا ہون کسی تدبیر سے تدبیر کو

ہے بشر گو خاک کا پتلا نہ جانو تم ذلیل
ایک ہی صورت ملی ہے خاک اور اکسیر کو

ہوگیا ہے اسقدر بے قدر عالم مین ہنر
کیا عجب گر عیب سمجھین جوہر شمشیر کو

کیون نگہ ہم خاکسارون پر نہین پڑتی کبھی
خاک تو دے سنم ہے کام ہر دم تیر کو

حسن ہر پر عیب ہے خالی مین آنکھین یار کی
یہ دوا ہو ہین خجل کرتے ہین اکسیر کو

اوس پری رو کو مسخر کرنے مین حیران ہون
ورنہ آسان جانتا ہون دیو کی تسخیر کو

کچھ نظر آیا نہ اس غفلت کدہ مین غیر حسن
چاہیے یوسف ہمارے خواب کی تعبیر کو

آسمان پراندنون رہنے لگا تیرا داغ
بندھلے مضمون صفائی عارضِ جانانکو آج
شام سے تا صبح فرقت مین نہین مجکو قرار
کچھ کمانداری مین اے قاتل نکی تو نی خطا
ڈھونڈھتا پھرتا ہے مانی بال اب تلوار کا
ناوکِ مژگان برگشتہ سے کی تھی ہمسری
کھینچتے ہین جذبۂ شوقِ شہادت سے ہم آج
جمع کیا کرتے ہو معمار و نکو تم اے عاقلو
ہو شبِ فرقت کی تاریکی مین بھی تو کیا عجب
کون اوس وادی مین ہو اہلِ فنا کا سدِ راہ
تیری روے آتشین کا وصف کرنیکے لیے
جو کرے احسان اوسکو چاہیے افتادگی
شعلۂ داغِ جنون سے مین اگر روشن کرون
بزمِ عالم مین ہے روشن جیسا اپنی چنبری
خط کترتا ہے ترا اے شمع رو حجام آج
ہوتی ہین عاشق کی ہر عالم مین اے معشوق قسم
واقعی ناسخ عبادت ہے جو دیدار علی

چاہیے رنگِ شفق ظالم تری تصویر کو
اب سیاہی کیا سفیدی چاہیے تحریر کو
مین گواہ اک طفل رکھتا ہون جوان و پیر کو
لاغر ایسا ہون نہین ملتا نشانہ تیر کو
ہو قلم کیا چاہیے قاتل تری تصویر کو
کیون نہ سنکر تیرگر سیدھا بنائین تیر کو
میانین کیا چین ہو قاتل تری شمشیر کو
قبر پر جا بیٹھے ہین ہم چھوڑکر تعمیر کو
ہو اگر مشعل کی حاجت نالۂ شبگیر کو
کیا تعلق ہے کفن سے خار دامنگیر کو
شمع کو درکار ہے منہ اور زبان گلگیر کو
پیش پاے شمع دیکھا ہے سرِ گلگیر کو
مثلِ پروانہ جلا دون شمع سے گلگیر کو
کیا ہو گویائی زبانِ شمع سے گلگیر کو
کیون نہ سمجھون ایک اب مقراض اور گلگیر کو
شمع نے پایا ہے موم آہن ملا گلگیر کو
دیکھ لیتے ہین ملانک ہر سحر تصویر کو

دل کیا ہین میری آہ کی تاثیر کے حضور	پتھر ہین کر دے قطرۂ خون ہر شرار کو
فرقت مین ایسے دیکھ چلے بیشمار دن	کیا لائین ہم شمار مین روز شمار کو
ہو اسقدر عروج سے نفرت کہ بعد مرگ	صرصر اوڑائیگی نہ ہمارے غبار کو
کیونکر نہ لائے طالب دنیا کو دام مین	زاہد ہے عنکبوت مگس کے شکار کو

ناسخ کی التجا ہے کہ یا مرتضیٰ علی
کھینچو براے قتل عدو ذوالفقار کو

ردیف ہاے ہوز

ہین اشک مری آنکھو نہین قلزم سے زیادہ	ہین داغ مرے سینہ مین انجم سے زیادہ
سو رمز کی کرتا ہے اشارہ مین وہ باتین	ہے لطف خموشی مین تکلم سے زیادہ
جز صبر کوئی چارہ نہین عشق بتان مین	کرتے ہین یہ ظلم اور تظلم سے زیادہ
میخانے مین سو مرتبہ مین مر کے جیا ہون	ہے قلقل مینا مجھے قم قم سے زیادہ
پھر جاے اگر بادہ منھا منھ بگرون مین	میخواری مین ہی ظرف مرا خم سے زیادہ
ہر نہر چمن سچ ہے اژدر سے ہی افزون	ہر گل ہے مری جان کو کژدم سے ہی زیادہ
سو رقص سرا فزون ہو پری کی تری رفتار	پانون کی صدا لاکھ ترانم سے زیادہ
تکلیف تکلف سے کیا عشق نے آزاد	ہوے تیر شوریدہ ہین قاقم سے زیادہ
معشوقون سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ	نادان کوئی دنیا مین نہین تم ہی زیادہ

ہین وہی آزاد ناسخ ہے : گھر جنکا نہ در
چوکھٹا لگتے ہی بندھتا ہے رسن مین آئینہ

ردیف یای تحتانی

دیدۂ اعمیٰ ہوے روشن کی تنویر سے
گوش کر کان جواہر بن گئے تقریر سے

یار نے مجکو لڑایا ہر جوان و پیر سے
ہون تن تنہا مقابل سو کمان و تیر سے

گھر ہوا شور جنون سے بسکہ معمور ہے
خود بخود بر پا ہے قفل دروازہ کی زنجیر سے

پیر جا پہونچے عدم کو رہگئے پیچھے جوان
ہین کمانین راہ چلنے مین زیادہ تیر سے

کیون نہ داغ عشق سے ہو دور خامی طبع کی
پختہ ہوتے ہین ثمر خورشید کی تاثیر سے

ہو یہ پاس بخت خوابیدہ کہ زلفونکی طرح
نخل کبھی بر پا نہین ہوتا مری زنجیر سے

خانۂ دنیا دلا گویا کمان خانہ ہے
ہوگیا جنکا گذر اس مین گئے وہ تیر سے

زلف سے ہوا ہے پریرو حسن تیرا جسطرح
بس یونہین زینت ہے ہم دیوانونکی زنجیر سے

اہل غفلت جو کہ ہین دنیا مین نابینا وہ ہین
بند ہو جاتی ہین آنکھین خواب کی تاثیر سے

رہگئے شل کمان آغوش وا حسینین یان
عید کو دکھلاتی دیتی ہین وہ بھاگ تیر سے

زلف و رخسار صنم پر ہوگیا سودا مجھے
گل کھلے ہین عشق پیچان کسطرح زنجیر سے

ابر غم مین گھر گیا مین تیری زلفین دیکھکر
بجلیان گرتی ہین مجھپر سونیکی زنجیر سے

خشک ہونے پر بھی فارغ خانہ قدرت نہین
سادہ تو ہو خط رخسار کی تحریر سے

ولہ

مست ہی عالم مرے اشعار کی تاثیر سے
مثلِ مینا مو ٹپکتی ہے مری تقریر سے

فاش ہو باغِ جہان مین اثرِ دل ممکن نہین
سیکھے ہین طرزِ فغان ہم بلبلِ تصویر سے

گر شبیہ اوس گل کی رکھدیوین مرقع ہو ابھی
نغمۂ محشر فغانِ بلبلِ تصویر سے

بندھ سکے مضمون میری وحشتِ پرزور کا
شل سودائی کوئی باندھے اگر زنجیر سے

رزق کا کیا غم کہ ہوتا ہے تولد بعدِ طفل
پہلے بھرتا ہے خدا پستانِ مادر شیر سے

شمع ہے وصفِ رُخِ پرنور لکھنے مین قلم
ہے بجا نسبت جو دون قط گیر کو گلگیر سے

بے گنہ ایذا نہ دے ہمکو صنم بہرِ خدا
امن ہے سودائیون کو جرم کی تعزیر سے

تھا تو جان بخشی مین عیسیٰ پر ہوا مونسی کا رشک
آشکارا جب ہوئی لکنت مری تقریر سے

سرو قد اوس نوجوان کا بس ہی مجھ آزاد کو
شجرۂ ملعونہ مانگون زاہدا کس پیر سے

بعد مردن بھی تصور ہے کسی شب گرد کا
حشر برپا ہے عدم مین نالۂ شبگیر سے

نرم کرتے دلِ ترا گر عشق کھو دیتا نہ عقل
کرتے ہین پتھر کو پانی شیشہ گر تدبیر سے

زر تصدق کرتے ہین جو اغنیا تن بیچکر
کالبد ان کے بنائے ہین مگر اکسیر سے

مے پرستو آؤ گر لین محتسب کو سنگسار
بچ رہے ہین سنگ کچھ میخانہ کی تعمیر سے

موجِ خون بھی مثلِ برقِ ابر ہو دامن کے ساتھ
جا سکا قاتل نہ میرے خونِ دامنگیر سے

ہو نکو کاری عبث اوباشِ بنیادِ ظلم
فائدہ حجاج کو کیا کعبے کی تعمیر سے

ہے ریاضِ فکرِ ناسخ کی جو شادابی یہی
لکھنؤ مین آئے گی روحِ غنیِ کشمیر سے

ولہ

نہ ہوگا مزرعِ اعمال پر ابر بادہ ہرگز
کہ سر سبز ایسے ہر محروم سبحہ کا جو دانا ہے

خطِ عارض پہ رہتی ہے نظر آئینہ میں اوسکی
مقرر آہوان چشم کو سبزہ چرانا ہے

جو مالک گنج زر کا ہو بجا ہے سرکشی اوسکو
کہ فوارے کو دیکھو پاس پانی کا خزانہ ہے

چھپایا ہے جو منہ پردے میں تو نے ای پری ہمسے
کفن میں ہمکو اب لازم جہان سے منہ چھپانا ہے

ہزارون قاتلِ عاشق گرے ہین جبین آکر
برائے تیغ ابرو سنگ تیرا آستانہ ہے

ہزارون مرغِ آتشخوار لے خراج آئے ہین
تجھے بھایا ہو میرے داغ سوزان سے چھڑانا ہے

جدا ہوتا نہیں زیرِ زمین بھی جو مرے سر سے
زرِ داغِ جنون شاید کہ قارون کا خزانہ ہے

تصور روز رہتا ہے عذارِ صافِ جانان کا
ہمارا خانۂ دل اب تو آئینے کا خانہ ہے

ہوا ثابت جو دیکھا اژدہائے گنج کو ہم
جو موذی ہین ہمیشہ اونکے قبضے مین خزانہ ہے

غبارِ راہ ہم سمجھین نہ کیونکر جسمِ خاکی کو
رگِ جان توسنِ عمرِ روان کو تازیانہ ہے

نہ کیون غائب ہون چشم جہانسے اے ناسخ
مجھے اوسکی کمر کا غیب سے مضمون چورانا ہے

اجل سر پہ کھڑی ہے خواب غفلت مین یگانہ ہے
چھپر کھٹ کی عوض لازم جنازیکا بنانا ہے

غبارِ ہستیٔ عاشق جو آج اوسکو اوڑانا ہے
سمندِ ناز کو گردون کا دوڑانا زمانہ ہے

عذارِ آتشین پہ بادہ کش کا اک بہانہ ہے
کہ منظور اوسکو اپنے سبزۂ خط کا ملانا ہے

لبِ گلرنگ پر مسی لگانیکا بہانہ ہے
اوسے برگِ گل و لالہ کو فرمان بنانا ہے

نکلتا ہے جو ہر گل زر بکف گلزارِ عالم مین
خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانہ ہے

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

رہون کیونکر نہ اوسکے گرد مین مانند پروانہ
کہ منہہ ہمرنگ شمع کا شعلہ تو دُودِ شمع کا گل ہے

لگا دی آگ کس آتش کی پرکالہ نے گلشن مین
کہ ہر گل شاخ مین گویا ہماری ہمارہ بلبل تجہ کا گل ہے

ہوئی تقلید سے کب قدر عالی پست فطرت کی
چمن مین گل ہے سر پر اور کسیکا کفش کا گل ہے

نسیم باغ ہے دودِ چراغان بیدماغی مین
تری فرقت مین ہر گل مجکو گویا شمع کا گل ہے

جلا ایسا چمن رشکِ بہارِ روی جانان سے
نہین ہر گل کی شاخین شمع ہر گل شمع کا گل ہے

حدی خوان ہو جلو مین ناقۂ لیلیٰ کے تو ناسخ
ہجومِ گردگان گلیون مین مجنون کا تجمل ہے

غنچۂ گلگون چمن کو اب دکھایا چاہیے
رشک سے مہندی کی ٹٹی کو جلایا چاہیے

ٹھوکر اک پائے حنا سے لگایا چاہیے
پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے

باغبان اوس گل کو لیجا کر ہنسانا ہی ضرور
کھلیون مین عندلیبون کو اوڑایا چاہیے

اشک کوئی چشم بیگون سے گرا کر شہ مین
بادہ مجھ بیکش کی تربت پر چڑھایا چاہیے

چہرۂ جانانہ ہے مصحف اور مین بیمار ہون
دار گر اسپر سے لب پانی پلایا چاہیے

دلکو خواہش ہے کہ طفلانِ حسین گھیرے رہین
آپکو ان روز دل دیوانہ بنایا چاہیے

میری نالے سنکے چڑھ آیا وہ ظالم بام پر
آسمان پر اب دماغ اپنا چڑھایا چاہیے

جسکے ہاتھ آیا خزانہ قصد رکھتا ہے یہی
مثلِ فوارہ جہان مین سر اوٹھایا چاہیے

داغ فرقت زیست بھر سوزِ جہنم بعد مرگ
ان بتون کو کس توقع پر خدا یا چاہیے

یار کی ٹیڑھی نگہ بھی لطف سے خالی نہین
ہو اگر تلوار حمیل اوسکو بنایا چاہیے

دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے	رُوح قالب مین نہین ہی بزم مین پروانہ ہے
نور رخسار صنم سے اور قرہ کی عکس سے	شانہ ہی سو آئینہ ہی آئینہ سو شانہ ہے
کرتی ہین محروم رحمت ہی عبادت کا شمار	سبز کیا باران سی ہو تسبیح کا جو دانہ ہی
بال سلجھاتا ہے وہ دست حنائی جیچ آ	پنجۂ مرجان دلا اُن گیسوؤنکا شانہ ہے
ہوش ہستی مین ہتا ہی عبادت کا مجھے	منہ کے بل گرنا زمین پر سجدۂ شکرانہ ہے
خندۂ دندان نما خوش آئی کس محبوب کا	یاد ای قاتل تری تلوار کا دندانہ ہے
نام سرسبزی ہے جسکا بوستان دہر مین	ای نہال آبرو وہ سبزۂ بیگانہ ہے
مجکو حاجت ہی کبوتر کی نہ قاصد کی تلاش	یار میرا شمع ہے نامہ میرا پروانہ ہے
جان دیکر جاؤنگا اندر مین جنت کیطرح	جان کا خواہان جو دربان جانانہ ہے
رنج اوٹھا کر بھاگتا ہے پھر اُٹھا دیتا ہی تو	شمع ہے تو ای ستمگر دل مرا پروانہ ہے
رات دن ہی جو تصور گیسوی شبرنگ کا	پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہی
آتش داغ جدائی کے جو مضمون مین تمام	شمع ہے مکتوب مرغ نامہ بر پروانہ ہے
بید مجنون میری تربت پر ہوا یا جو تخم	استخوان تکھا مرا جس سگ نے دیوانہ ہے
جوش مستی مین جو پھون پیر مغانکی سامنے	اس زمین مین مجکو یاد آورا اک غزل مستانہ ہی

ولہ

اون لبونکی یاد مین داغ دل دیوانہ ہے	آتش یاقوت سو روشن چراغ خانہ ہے

مرگئے تیرے غم مین ہم کچھ بھی ہوا نہ تجکو غم
ہر یہ وہ کہ اے صنم کعبہ سیاہ پوش ہے

صدقے ہو تیری چال پر کیون نہ نسیم ہر سحر
نقش قدم ہے رہگذر دامن گلفروش ہے

عشق گل عذار ہی بس یہی خار خار ہے
فصل بہار یار ہے اپنے جنون کا جوش ہے

ریخ ترا ہے ناگوار سر مرے تن سے جلد اوتار
کس لیے لے ستم شعار تیغ وبال دوش ہے

ذکر نزاکت بتان ہر جو چمن کے درمیان
موج نسیم ہے زبان گل ہو برنگ گوش ہے

رنگ ہر اوسکے جسم پر گل سی کہین ہا دہ تر
آئے برہنہ گر نظر سب کہین سرخ پوش ہے

دیکھتے ہین جدہر کو ہم پیش نظر ہر وہ صنم
کہتے ہین جسکو سب حرم خانہ بت فروش ہے

شکل نظر نہین پڑی آنہین پیام بھی
برسون ہوئی کہ ایک سی حالت چشم و گوش ہے

ناسخ کا قول ہی بجا حضرت میر درد کا
حسن بلاے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے

آتش عشق وہ ہی جس مین سمندر جل جاے
اک شرر جاے جو پتھر مین تو پتھر جلجاے

ہر پروانہ ہر کیا شمع رخ جانان پر
گر فرشتہ بھی اگر جاے تو شہپر جلجاے

تن بدن پھونک دیا ہے تپ فرقت نے مرا
کیا عجب ہے جو مرے جسم سے بستر جلجاے

شمع سان شرح تپ غم سے ہو سوزان مکتوب
کیون نہ پروانے کے مانند کبوتر جلجاے

ہو ترا روے جہان سوز اگر عکس فگن
ہے یقین خانہ آئینہ ستمگر جلجاے

دوست کہتے ہین اوسے ساتھ جو ہوے آفت مین
شمع کے جلتے ہی پروانہ نہ کیونکر جلجاے

کھیل سمجھے وہ صنم جان کے آتشبازی
سوز غم سے جو کوئی عاشق مضطر جلجاے

جب جنون نالہ سوزان سے جلا خانہ دل [illegible]
[illegible] جلجاے
[illegible] مضمون جلجاے
[illegible] اشعار کا دفتر جلجاے

ولہ

[illegible]

ولہ

کاہ کا سایہ بھی اب ناسخ کے تن پر بار ہے
سامنے آنکھون کے اپنی رات اوسکا خال ہے
اندنون تابان ہمارا کوکب اقبال ہے
دوسرے دن جو اوٹھا لیتا تھا کوہ عشق کو
دل ہمارا اوسکی زلف پرشکن پر بار ہے
کیا عجب نخچیر سان تنگ آکے جلاد سے [illegible]
تنگ کا رکھنا غزالان ختن پر بار ہے
بوسہ زلف عنبر افشان [illegible]
برگ گل سوسن کا ہر مرغ چمن پر بار ہے
ناتوان ایسے ہین تری فرقت مین ہم [illegible]
کوہ کو تیشہ لگانا کوہکن پر بار ہے
کیا خیال اپنی سبکدوشی کا آیا ہے جو آج
رنگ مستی کا ترے نازک بدن پر بار ہے
[illegible]

ولہ

رہ گئے اٹھتے ہین قدم مستانہ تیری چال پر | ناک انگورا ہی بتِ نازک جو بے تر شال ہے
گھر مین بیٹھے یار کو جو چاہو پانون مین زنجیر | جبتلک خانے مین آئینہ ہو بے تمثال ہے
رو رہا ہون جیسے اک موے کمر کی یاد مین | صورتِ دُرِّ نجف ہر اشک مین اک بال ہے
یاس نے مجکو عطا کی رنج نقصان سے نجات | برقِ غمگین ہو جو کشتِ آرزو پامال ہے
اوڑھنی سکتی تری انگیا کی چڑیا اسلیے | جالی کی کرتی کا اوسپر پڑی پر دو جال ہے
باندھتا ہون اضطرابِ دل کے مضمون زار زار | یان زمینِ شعر مین بھی زلزلون سے بھونچال ہے
نرگس آنکھین شاخ نرگس سرمہ و نبالہ دار | گر ہے ریحان سبزۂ خط تخم ریحان خال ہے
اسفلون سے دولتِ دنیا کو الفت ہر کمال | دیکھو تازیر زمین ہمراہ قارون مال ہے
ہمکو عاشورا محرم کا ہے ہر روز فراق | وہ گلے لگ جاے جسدن غرۂ شوال ہے
سانپ کالا ہے اگر وہ گیسوے عنبر فشان | سانپ کے نیچے کا بچھو زہر گیسو خال ہے
روز ہوتا ہے زیادہ اے ستمگار سیاہ | کیا خطِ مشکین تمھارا نامۂ اعمال ہے
اے صنم نام خدا چھپتا ہے ذرات اسکے نور | یہ تری جالی کی کرتی بھی عجب غربال ہے
شست و شوے عارضِ گل یہ ہے شبنم عبث | یاد ہمکو سیرِ گلشن مین کسی کا گال ہے

کچھ نہین اے ناسخ اوسکو فتنہ انگیزی سے کام
حضرتِ عیسیٰ ہون مین دشمن اگر دجال ہو

طور سے بھی اپنے داد دیا مین زیادہ نور ہے | آنکھ ہے جس غول کی گویا چراغ طور ہے
شمع کی ہے مے پرستی کسکی چشم مست نے | غنچۂ گل کی گلابی تک جو چکنا چور ہے

خیالِ یار مین دل شادمان ہے | نہین ہے غم جو نظرون کی نہان ہے
مسی مالیدہ لب پر رنگِ پان ہے | تماشا ہے کہ آتش دھوان ہے
تصور سیم تن کا دل مین ہے گنج | خیالِ یار کا گل پاسبان ہے
تکلم ہے نقط ہے اوس صنم کا | خدا کی طرح گویا بے دہان ہے
کرون نالے ہوئی شب وصل | طلوعِ صبح ہے وقتِ اذان ہے
سراپا ہون غمِ فرقت سے مین زرد | مرا قد شاخِ زعفران ہے
نقاب اولٹی گلِ عارض سے اوس نے | گلِ خورشید کی بھی اب خزان ہے
تصور ہے جو اک خورشید رو کا | گرہ دل کا مثالِ آسمان ہے
نہ کیون اوس شمع رو کے گرد ہو خلق | کہ نا نوسی خیالِ آسمان ہے
ہما تا کوے جانان کاش پہونچائے | کہ نامہ ہے مرا جو استخوان ہے
ستارے جھڑتے ہین جو کفش کے پا | زمین فیضِ قدم سے آسمان ہے
دہانِ سگ مین ہے مانندِ مشعل | یہ سوزان میرا ہر اک استخوان ہے
خیالِ زلف مین نالان جو ہے دل | بسانِ اژدہا آتش فشان ہے
برنگِ طائرِ رنگِ حنا ہون | کفِ پاے حسینان پشیمان ہے
ہر اک اونگلی ہے اوسکی شمع کافور | ہتیلی اک بلورین شمعدان ہے
غزل اک اور پڑھیے اس زمین مین | کہ سب مشتاقِ بزمِ دوستان ہے

وله

اور آجاتا ہون اُس کوچہ کو مین بے اختیار مین
شفا تدبیر سے کیا ہوگی مجھ بیمارِ ہجران کی
لبِ دندانِ جانان کو کہون لعل و گہر کیونکر
جلا دے کیون نہ مضمون آتشِ داغِ جدائی کا
بیابانون مین ہے ریگِ روان حکمِ روان اپنا
نشان اوسکے قدم کے پڑ گئے جب سے تیِ بت پر
دھوان ہو نہین سیہ بختی اور جذبِ یار صرصر ہے
کہ آبِ زندگی بے یار مجکو اور آبِ خنجر ہے
مرنجا ایک پانی کا ہے قطرہ ایک تیغ ہے
کہ کاغذ ہے مرا مکتوب یا بالِ سمندر ہے
اقلیمِ وحشت ہون بگولا گردِ لشکر ہے
یہ سمجھا مین کہ میری خاک پر پھولونکی چادر ہے

قریب آیا ہے شاید جلوہ گاہِ یار اے **ناسخ**
فروزان پانون کا ہر آبلہ مانندِ اختر ہے

جیمین ہی خارِ بیابان جائے اختر دیکھیے
کھائیے کیون داغ معشوقانِ گل رخسار کا
چاکیے چیتون کی کمر مین کیجیے طوق اپنے ہاتھ
پھیر لین آنکھین تُرہ سے نیش عقرب کیطرح
تا کیے اغیار میری آنکھ مین کھٹکا کرین
کرتے پھرتے کیون کسیکے مصحفِ رُخ پر نگاہ
کیجیے اب دیدۂ غولِ بیابان پر نگاہ
ہو چکے ہین اپنی آنکھون سے بہت سیلابِ اشک
کر چکے اقلیمِ وحشت مین بہت جوش و خروش
زلفِ جانان کی عوض شامِ غریبان دیکھیے
مدتعا ہے دیکھنے سے بس گلستان دیکھیے
نرگسِ جادو کی جا چشمِ غزالان دیکھیے
کاکلِ پیچان بدلے مارِ پیچان دیکھیے
آبلون مین کچھ دنون خارِ مغیلان دیکھیے
صبح سے تا شام بیٹھے اس سے قرآن دیکھیے
خشم آلودہ کہانتک چشمِ گریان دیکھیے
کوہ کے چشمون کو بھی کچھ جوشان دیکھیے
چند مدت عالمِ شہرِ خموشان دیکھیے

وصل کی شب بس ہوئے آہ لیکن غم بھی ہے
آفتاب حشر ہوگا صبح کا تارا مجھے

ساقیا بے یار کیا ساغر لگاؤن منھ سے مین
ہر حباب بادہ ہے ہونٹون کا تبخالہ مجھے

شل ہی ہو گئے کانٹے زبان مین پیاس سے
پر نہ ہمت نے کیا منت کش دریا مجھے

زیست ہے میری جہان مین گو سپندون کی طرح
آسمان نے ذبح کرنے کیلئے پالا مجھے

مضطر ہوتا ہون تڑپ کر کوئی دم مین ہمدمو
وصل کا یاد آگیا ہے موسم سرما مجھے

داخل خلوت سرا ہونیکی کسکو تاب ہے
دیکھکر زنجیر در کو ہوگیا سودا مجھے

ہوگیا مانند خورشید آشکارا داغ عشق
صبح سان چاک گریبان نے کیا رسوا مجھے

باندھتا ہون جبکہ مین دست حنائی کا خیال
خواب مین موطی دکھاتا ہے ید بیضا مجھے

ہجر مین شل پلنگ اب بھار ہے کھاتا ہے پلنگ
کاٹنے کو دوڑتی ہے صورت دیبا مجھے

پوچھ اے ناسخ نہ کچھ میری اوداسی کا سبب
آپ مین نرات حیران ہون ہوا ہے کیا مجھے

نہین پہونچتے جو نالے بھی ہمصفیرون کے
قفس کیطرح ہین دل چاک ہم اسیرون کے

حصول یہ دت یہان بھی ہے قاتل
جو رشک بال ہما پر ہین تیرے تیرون کے

کرے تو سلسلہ زلف مین اگر داخل
مرید نا کف بیعت ہون سارے پیرون کے

بڑھا محیط مرے جوش اشک سے ایسا
کہ اب نشان نظر آتے نہین جزیرون کے

یہ انقلاب کیا تونے چرخ مینائی
کہ تھے جو ساغرے کاسہ مین فقیرون کے

جواب خط مین نہ پرزہ کبھی لکھا اوسنے
اور اوڑا لئے پرزے اوڑا دی مری سفیرون کے

ولہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولہ

[illegible]

جوشش سودا مین کم ہونا لہو کا ہے مفید
ایک خواب طالع واژون کو افسانہ ہے
ایک ہین میری دل پر داغ مین سب خار غم
ہو گیا سنہ پر نہین آنکھو مین پلکین ہین نقط
باغبا سے پاس ہین پھولونکی چادر کے عوض
کہدیا مجکو فیر دار اسے ہا جلجائیگا
مانگ سب کہتے ہین جسکو سانپ کی ہے وہ لکیر
وہ بت کافر ہے گلدستہ ریاض حسن کا
زلف ہے مار اور ہوتی کان گر دندان مار
چاہیے قاتل کا خنجر زخم پر پھاہے کی جا
گر نہین ہے جیب سینہ کی اوڑادی دھجیان
تیر مجھ کشتہ کے پہلو سے نہ کھینچو یار کا
دور سے ہوتی ہے پیدا خاکسار ونکی دوا
آتش نمرود گلشن بنگئی تھی جسطرح
دوڑتا ہے جسطرح طاؤس پیچھے سانپ کے

کیا ہے ہم دیوانونکو غم عشق اگر خونخوار ہے
درد عالم میرے نالون کے سبب آزار ہے
ورنہ جو لالہ ہے باغ دہر مین بیمار ہے
دیکھنا نرگس ہے پر خار اور گل پر خار ہے
دل مرے پہلو مین گور حسرت دیدار ہے
استخوان میرے غذاے مرغ آتشخوار ہے
کیچلی ہے باف ہے اور اوسکی چوٹی مار ہے
رستہ گلدستہ بالاے کمر زنار ہے
کان اوسکا میری نظرون مین دہان مار ہے
رنگ اوس خنجر کا مجکو مرہم زنگار ہے
فصل گل مین کس لیے دست جنون بیکار ہے
بعد مردن بوسہ لینے کو لب سوفار ہے
زخم کو جا دیگا سبزہ مرہم زنگار ہے
یون مجھے آتشکدہ بے یار ہر گلزار ہے
یون دل پر داغ میرا گرد زلف یار ہے

ہے خدا کی یاد کا حیلہ پے اخفاے راز
اے صنم ناسخ ترے فرقت مین شب بیدار ہے

[illegible]

دستِ وحشت سے ہے جیبِ صبوری تار تار — پیرہن جلدی اوتار اپنے تن پر نور سے
فصلِ گل کرتی ہے بالیدہ برنگِ گل مجھے — جامۂ وحشت زیادہ ہو ذرا دستور سے
شبہہ ہو جاتا ہے تیری زلف کا شانہ انہین — بھاگتے ہین سانپ کو سب دیکھکر دور سے
اوسمین ہے آبِ بقا اور اسمین ہے زہرِ فنا — کیا ہے ظلمت کو مثال اپنی شبِ دیجور سے
پیرزن نے کوہکن کا کام آخر کر دیا — زور کا کچھ بس نہین چلتا ہے ہرگز زور سے
نغمۂ مطرب سے مجلس مست ایسی ہو گئی — مے چھلک پڑتی ہے ہر دم کاسۂ طنبور سے
پاشکستہ جو ہے کرتا ہے جہانبین سلطنت — یہ صدا آتی ہے ہر دم تربتِ تیمور سے
وصفِ لب کرتا ہون اک برقِ تجلی کی قسم — ہر خامہ شاخ منگوائی ہے نخلِ طور سے

ولہ

آتے آتے کیون نہ اولٹے پانون بھاگے دور سے — صبح ڈرتی ہے بہت میری شبِ دیجور سے
طالبِ دیدار جبکہ ہے ولا وہ تجھین ہے — جلوۂ برقِ تجلی تھا شرار طور سے
خلق کے اعمال کرتے ہین ایسا انقلاب — بجھ جائے آتش جوش پانی کا ہوا تنور سے
منعمِ موذی کے گھر کو اہلِ حاجت لوٹ لین — مانگتا ہے کب کوئی جا کر عسل زنبور سے
وعدۂ دیدار اوس نے حشر پر رکھا تو ہے — طالعِ خفتہ بھی ہون بیدار لیکن صور سے
باعثِ الفت ہے جنسیت گریزانی ہے کیون — نرگسِ بیمار کو میرے دلِ رنجور سے
ہو گیا ہے مجکو سودا اک تجلی دیکھکر — کہدو لڑکون سے کہ کھر دامن سنگِ طور سے
بعد مُردن بھی ہے ایسا خوف قاتل کا مجھے — بات کر سکتا نہین جنت مین آکر حور سے

شاخون کیطرح سایہ کو رکھتا ہے دوش پر | گر دیکھتا ہی دھوپ مین کوئی شجر مجھے
ہون وہ غمی کہ لب سے ہنسی ہون آشنا | دیوار قہقہہ بھی جو آئے نظر مجھے
دل مین تو کیسے سوز محبت نے گھر کیا | گویا ہے وصل سنگ مین مثل شرر مجھے
مین سر نہ پٹک کر مرون بعینہٖ اس جگہ | دکھلا دیا قضا نے ترا سنگ در مجھے
کعبے مین جاکے بیٹھ رہونگا مین دیکھنا | تو دیر سے نکالیگا اے بت اگر مجھے
ممکن نہین سواے خدا علم غیب ہو | کیونکر صنم تری نظر آئے کمر مجھے
مرجاؤن ہجر مین آئی وصال سے | فرقت مین زیست کی ہو تمنا اگر مجھے
صندل کی جستجو ہے عبث فائدہ ہی کیا | اک درد سر مین اور جو ہو درد سر مجھے
تھی اوسکے ہاتھ مین جو چھڑی اور قند تیز | کیا شاخ خشک مین نظر آئی ثمر مجھے
روشن دلون سے رکھتی ہین نفرت سیاہ کار | مکروہ جیسے وصل کی شب ہی سحر مجھے
تیری سنہرے رنگ پہ مجکو جو ہے جنون | اطفال کرتے ہین ہدف خشت زر مجھے

ناسخ برنگ نکہت گل ہے سفر مرا
مرکب ہوا ہے دوش نسیم سحر مجھے

ولہ

ابھی ہم قید ہین گو روح چھوٹی محبس تن سے | موئے پر بھی نہ اوترا مثل قمری طوق گردن سے
بہار حسن ہے ایمن خزان جور دشمن سے | چراغ گل کبھی ہوتا نہین گل باد دامن سے
خط رخسار جانان کے تصور مین جو روتا ہون | ہوئی ہین انتہاے اشک حاصل میرے خرمن سے
جنون نے میری عریانی کو یہ تاثیر بخشی ہے | نہ اولجھا میری صحرا کا کبھی کانٹا بھی دامن سے

قصرِ تن کی بے ثباتی کا جو آیا ہے خیال
شوقِ گلزارِ فنا مین میری مُرغِ روح کو

یہ ہمارا دل ہی یا پروانہ ہی یا فاختہ
سر جھکائی ہون تواضع سی گنہگارون کی طرح

ہر حباب اپنی نظر مین قلعۂ فولاد ہے
چار دیوارِ عناصر خانۂ صیاد ہے

ہے وہ قد یا شمع کافوری ہی یا شمشاد ہے
ہر کوئی اسیر بھی میر یکان کو جلاد ہے

کیا سمجھ کر کوے مہرویان مین پھرتا ہی تو
آفتِ عشقِ گذشتہ تجکو ناسخ یاد ہی

شبیہِ قامتِ موزون مرا ہر ایک مصرع ہی
ترا زیور جو سارا ہی پری پیکر مرصّع ہی

ترے رخسارِ تابندہ کے مضمون کا جو مطلع ہی
شگافِ خامہ ہی چاکِ گریبانِ سحر گویا

طوافِ اوسکا نہ کیون بارہ مہینے ہمیشہ واجب ہو
پر جوشِ صفا سے عکس جو اوسپر ستارون کا

گردون کو رکھ آتا ہی آخر ذکر جانان کا
پس از مُردن بھی ظاہر ہے دغل ان اہلِ دنیا کا

کہان بیت الصنم مین ہر کسیکو بار ملتی ہے
غرورِ اوج دو روزہ عبث ہی تجکو اے اسفل

بھلا دیر و حرم کیا آگے تیرے آستانے کے

نہین دیوان تصاویرِ حسینان کا مرقع ہے
تو اوسکی وصف مین بالکل کلام اپنا مرصع ہے

بعینہ آفتابِ صبحِ محشر کا وہ مطلع ہے
جو مطلع ہی مرا خورشیدِ معنی کا وہ مطلع ہے

کہ رتبہ طاقِ ابرو کا کہین کعبہ سے ارفع ہے
گمان ہی ایک عالم کو کہ جسم اوسکا مرصع ہے

مری جو بات ہی گویا وہ اک بند مرجع ہے
وگرنہ کیا سبب جو اونکے روضونپر ملمع ہے

وہ بیت اللہ ہی ساری جہان کا جسمین مجمع ہی
مین مثلِ ماہِ گردون ہون تو مثلِ ماہ متنع ہی

صنم نام خدا ہند و مسلمان کا یہ مرجع ہے

ولہ

ہے عشق اوسکے روئے کتابی سے بس مجھ
ناسخ جو شوخ صاحبِ ام الکتاب ہے

فکر سے مین نہین خالی غمِ جانان مین کبھی
کبھی زانو پہ سر اسر ہے گریبان مین کبھی

ناتوان ایسے ہین ہم سایہ گاو نپر جو پڑے
نکہتِ گل سے نہ جنبش ہو گلستان مین کبھی

ہے یہ میرے دل صد چاک سے نفرت اوسکو
شانہ کرتا نہین وہ زلفِ پریشان مین کبھی

قافلہ کیا کہ جرس کی بھی صدا دہشت سے
نہین آتی مرے پرہول بیابان مین کبھی

عالم آہون کے شرارونکا یہ ہے رونی کا
جسطرح اوڑتے ہین جگنو شب باران مین کبھی

ہم ہین وہ وحشیِ عریان کہ اگر قتل بھی ہون
ہوا بانہ لگے قاتل کے نہ دامان مین کبھی

فائدہ قرب تونگر سے تہیدستونکو
نظر آئے نہ گہر غنچۂ مرجان مین کبھی

راہ پائے ترے کوچے مین جو وہ آنیکی
نرکھے بادِ صبا پانون گلستان مین کبھی

شوقِ قاتل کی گلی کا ہو فرشتہ نقال
لاشہ اپنا نرہے گورِ غریبان مین کبھی

کہدو اک روز کہ غیر آنے نپائے گھر مین
جنگ دیکھی نہ اگر ہو سگِ دربان مین کبھی

یار آیا نہ نظر برسون رہا مین گریان
برق چمکی نہ مرے سامنے باران مین کبھی

دن جدائی کا شبِ وصل سے ہتا ہے دراز
دخل ہوتا نہین خورشید کا میزان مین کبھی

شرہی یہ رہی شعلہ رخون کی ناسخ
گرم ہیاہو نہوا فصلِ زمستان مین کبھی

دہر مین غرقِ گنہ کون مرا ثانی ہے
موج ہے مجکو بجائے خطِ پیشانی ہے

حیرت سے اشک چشم کے باہر نہو سکے
دریا بھرے رہے پہ ترہ تر نہو سکے

حاصل ہو غیر گوشۂ تجرید کیا کمال
بن سیپ قطرہ آب کا گوہر نہو سکے

باہر قدم نکالیں جو ہم گھر سے کیا مجال
یہ ضعف ہو کہ آپ سے باہر نہو سکے

بھولے نہ تیرا مصحفِ رخسار دیکھکر
جس سے کہ ایک حرف بھی ازبر نہو سکے

تقلید سے ہوا شرفِ ذات کب حصول
آئینہ ساز مثلِ سکندر نہو سکے

کیونکر کروں میں اپنی طرف دلستان کو
جب اختیار اپنے ہی دل پہ نہو سکے

رکھو کسی طرح تو سرو کار مہربان
کرتے رہو جفا ہی وفا گر نہو سکے

شامل نہو جو ناسخ برگشتہ کا غبار
صحرا میں گردباد سے چکر نہو سکے

گو مرا تابوت یارِ دلکا و بالِ دوش ہے
گور تو میرے لیے کھولے ہوئے آغوش ہے

کب چمکتا ہے تری نورِ بدن سے پیرہن
ایک عالم کے گمان میں تو تمامی پوش ہے

خوب بزمِ دہر میں آتش زبانی کر چکے
آجکل اپنا چراغ زندگی خاموش ہے

پنجۂ خورشید کیا ہے پنجۂ پا کے حضور
حُسن میں خورشید سے بڑھکر تری پاپوش ہے

ہوں میں وہ بیکس ہوا کوئی نہ مجھپر نوحہ گر
آدمی تو کیا چراغ گور تک خاموش ہے

کھیل گنتا ہے فغانِ عاشقِ جانباز کو
محو ایسا کھیل میں وہ طفل بازی گوش ہے

مرگ کے سامان مہیا ہیں قضا کی دیر ہے
باڑھ دالی تلوار پر ہے یاں لہو کا جوش ہے

چاند پر یہ خاک ہے یا اسکے چہرہ پر بھبوت
بدلی میں سورج ہے یا محبوب کمل پوش ہے

کہین ابر نہ کر دو سے ستم پر تیز گاری کا
ہمین دن چلا ہون سوے جانان بیقراری کا
شتابہ ہو گیا ہے گنبد مدفن غباری کا
ترے آگے چمن ہے پانی پانی شرمساری کا
روانی مین شتابہ رنگ گل ہے خون جاری کا
گریزان وہ بھی ہے تو کیون کہ میری اشکباری کا
کہین شمشاد بھی کہتے ہین دشت مرغزاری کا
ہوا ہو ہدایت ہے گذر عاری و تاری کا
ہوئے نقش قدم خضر بیابان خاکساری کا
فراق یار مین آئی اجل ابر بہاری کا

فراق یار مین نفرت ہے مجھکو بادہ خواری کا
شگفتہ ہوتے ہین گل جس روش ابر بہاری کا
ہنسی آتی ہے اوس گل کو ہماری اشکباری کا
ترے گلگون مین اے رنگین ادا باد بہاری کا
بناین غازہ رخسار گل گرد سواری کا

غزل

وہ سنگدل اک روز ہوا صاف نہ مجھسے
ممکن نہین تا حشر فناے غمِ خونخوار
گر آ کبھی پامال کہ اس شوق مین ذرات
دعوٰیِ خدائی جو ہے تو ہے نہ پھر و دُور
خالق نے یہ مسخ اوسکے رگِ پا کو بنایا
گر سودۂ الماس نہ تھا خون چھڑکنا
ہر دم ہے تمنا کہ نہین تن سے جدا ہو
عالم نظر آتا ہے ترے عشق مین بیمار

کہتے ہین غلط سنگ سے آئینہ بنا ہے
گویا مرے خون مین اثر آب بقا ہے
گلشن مین جو ہر شاخ گل اک دست دعا ہے
سوچو کہ رگِ جان سے بھی دیک صدا ہے
ہوتا ہے زمانے کو یقین رنگ حنا ہے
یہ ہر دہن زخم کو قاتل سے گلا ہے
جس نسخہ سراسر ترے قد موزون جدا ہے
عشق اسکو نہ کہیے یہ زمانے مین وبا ہے

کہتے جو طویل اوسکو سزا وار ہی ناسخ
جس بحر مین اس زلف کا مضمون بندھا ہے

باد کے مانند ساقی لے اوڑا پانی مجھے
اسقدر اے غم نہ میرے استخوانونکو گھُلا
کرتی ہے ضایع عبادت کو سیہ کاری مری
اسقدر تو نے اوڑایا ہی مجھے باتو نہ آج
تنگیا نقش کا تار اندنون تار نگاہ
اک ہوا ساکن کمان کے خانۂ زنگین مین تیر
تھا مین عاشق جب غرور حسن دنیا مین تھا

کشتی مے ہو گئی تخت سلیمانی مجھے
کرنی ہے اکدن سگِ جانان کی مہمانی مجھے
سجدہ مین حاصل نہین جز داغ پیشانی مجھے
اے پری زیبا ہے دعواے سلیمانی مجھے
بسکہ آتا ہے نظر وہ روے نورانی مجھے
رو کے گیا نقش و نگار عالم فانی مجھے
سنگ مین آئینہ تھا ہی جب حیرانی مجھے

بری ہوتی ہین تدبیرین سبھی جو دنیا مین کالا ہین
ہوا نیسی پھری گلزار کی دس گیگے آتے ہی
نظر آتا ہے شیشہ سر بریدہ ہجر ساقی مین
سیہ رو کیون کہا کرتا ہے ہم ستون کو انہا
زبان شمع سوزان سے یہ مصرع گرم سنتا ہون
جو خونریزی کی تاثیر رکھتی ہین بے فیض ہوتا ہین
دلیل اسیر ہی کیا جو حکم کرتا ہے نجاست کا
رد لایا مجکو جب سون تب آیا وہ سہی قامت
شہادت پائی جو سودائے زلف یار مین ہمنے

تعلق بخیہ و مرہم کو کیا ہے زخم کاری ہے
چراغ گل ہو گل جنبش باد بہاری ہے
شراب ارغوانی کم نہین ہے خون جاری ہے
کہ اپنے چہرے پہ رہتی ہے سرخی بادہ خواری ہے
سر عریان ہے اس محفل مین بہتر تاجداری ہے
کہان ملتی ہے سائل کو کبھی کوڑی کٹاری ہے
کہ مے گردش مین ہے کم نہین ہے آب جاری ہے
ہوا ہے سبز پیدا باغبان کی آبیاری ہے
ہوا نقشہ عیان مار سیہ کا خون جاری ہے

تنزل مین ترقی کرتی ہے افتادگی ناسخ
کہ معراج شجر پانی نے پایا خاکساری ہے

جب تلک گردش ہے دل سکو کہا گردش مین ہے
کیون نہ ظالم کی مدد کرتا رہے دور فلک
تم جو یان شب باش ہو پھرتا ہے کیا نالا مین نصیب
جو کہ ہین صاحب سخن اکرم نہین ان کو قرار
ہو نہین ہر دور مین محروم و سب ہین کامیاب
ہون وہ سرگشتہ کہ میری عکس کی تاثیر سے

شعلۂ فانوس خیالی آسمان گردش مین ہے
تیزی شمشیر کی خاطر فشان گردش مین ہے
خواب آسایش مین ہم تم پاسبان گردش مین ہے
ہے زبان بالفرض اگر معجز بیان گردش مین ہے
آسمان کی طرح جام میکشان گردش مین ہے
آئینہ آٹھون پہر گرد بیان گردش مین ہے

۱۰۷

دیوان ناسخ

فرقت قبول رشک کے صدمے نہین قبول
آتا ہے لب کو شکوۂ داغ فراق کا
ہین بے نصیب صحبت جانان سے ایکہم
آنکھین ہوئین سفید ترے انتظار مین
بنجائین عطر دان نہ کیون گوش سامعین
مرہم کی بتی بنتی ہے بتی چراغ کی
سونا سوگند کیون نہ کہون تجکو اے پری

کیا اُٹھین ہم رقیب تری انجمن مین ہے
جائز زبان زبانۂ آتش دہن مین ہے
پروانہ بزم مین ہے تو بلبل چمن مین ہے
ہر شب یہ چاندنی مری بیت الحزن مین ہے
خوشبو نسیم خلد سے تیرے سخن مین ہے
سوزش یہ آج تک مرے داغ کہن مین ہے
رنگت سنہری اوسپہ یہ خوشبو بدن مین ہے

دونو نکاح کر چکا ہون مین اے ناسخ امتحان
سیدین مہر ہے نہ وفا برہمن مین ہے

نقش اس وادی مین پای خضر کو ہر گام ہے
رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہی بلند
ہوگئی صبح شب وصل اوسکے جاتی ہی سیاہ
آگے وحشت شہر سے تھی اب ہے دنیا سے گریز
جان بلب ہون پر نہین صحبت کی مجکو آرزو
بود مردان کعبۂ مقصود کو پہونچین گے ہم
روز تیرا خط بنا کر قتل کرنا ہے ہمین
دیکھنا جالی کی ٹوپی مین کہین اونکے بھی

نقش پا میرا شراب بیخودی کا جام ہے
آسمان کہتے ہین جسکو میرے گھر کا بام ہے
آفتاب اپنی نظر مین اک چراغ شام ہے
تھا وہ آغاز جنون عشق یہ انجام ہے
کیا مرض ہے عشق جسکے درد کی آرام ہے
کہتے ہین جسکو حرم وہ کعبۂ احرام ہے
کیا ہماری جان کو جلا دیہ حجام ہے
بلبلون کے دام تھے اب یہ گلو کا دام ہے

زلفِ جانان کے یہ ہو دیکھنے میں آوارہ ہون
حلقۂ مار ہوا حلقۂ احباب سے مجھے

شمع سان محفلِ عالم میں ہو نہیں شب بیدار
تار رونے کا ملا جاے رگِ خواب مجھے

جوشِ گریہ سے ہے زندان میں لگی تک پانی
دو سلا طوق ہوا حلقۂ گرداب مجھے

واعظا غم نہیں دوزخ کی گرفتاری کا
بیقراری نے دیا عالمِ سیماب مجھے

پیاس میں یاد جو شمشیر کی آئی **ناسخ**
گھونٹ کیونکر نہ لہو کے ہون دمِ آب مجھے

کچھ عدم کا بھی خیال اے دل تجھے یان چاہیے
گو عزیزِ مصر ہے پر یادِ کنعان چاہیے

کوچۂ دلدار کی حسرت میں رد نکلے لیے
پانون کو اب آبلے کی چشمِ گریان چاہیے

حشر برپا کر رہی ہے ناقۂ لیلی کی چال
صورِ اسرافیل اب جاے حدی خوان چاہیے

چاک کرتا ہون جو وحشت میں گریبان شب صبح
اک پر پرو غیرتِ خورشیدِ تابان چاہیے

غل مری زنجیر کا پہونچا تو وہ کہنے لگا
خانۂ زنجیر کو بھی اب نگہبان چاہیے

میرے غل میں رو کے عالم کو کر گیا اُٹھ وہ قتل
اشک کیسی ناوکِ مژگان کو پیکان چاہیے

ہون وہ مجنون عہدِ طفلی میں مجھے کہتے تھے لوگ
گوشۂ زندان سے جاے دبستان چاہیے

استلامِ سنگِ اسود سے مجھے کیا زاہدا
بوسہ خال تہِ ابروے جانان چاہیے

دم بدم کہتی ہے میری کشتیِ عمرِ روان
مجکو آبِ خنجرِ قاتل کا طوفان چاہیے

آگیا پیری میں اوسکے بوسۂ لب کا خیال
ہونٹھ کاٹون کسطرح حسرت سے دندان چاہیے

نیچہ خورشید کو کافی ہے اک جیب سحر
روز یان دستِ جنون کو سو گریبان چاہیے

۱۰۵

ہو گئی ہے کوتاہ شب آتی ہے جب فصل بہار [illegible]
سبزۂ خط زلف کو کم کیجیے [illegible]
سینہ چاکوں کے لیے بھی فکر مرہم کیجیے [illegible]
روز روشن میں چراغ مردہ کا غم کیجیے [illegible]
حسرت کی نگاہیں سوے شبنم کیجیے [illegible]
انتقام فلک ابراہیم ادہم کیجیے [illegible]
گردن مینا کو بھی لازم ہے کہ اب خم کیجیے [illegible]

ولہ

ایک دل مجنون ہے جس کی لاکھ جا زنجیر ہے [illegible]
ماشقوں کی طرح تو اوسکو شاد و خرم کیجیے [illegible]

آیا ہے ایام سلے اگر غم محتسب	روزے شراب کے سر بازار توڑیے
ہم وحشیوں کے پاؤں کو کانٹوں سے کیا ہے انس	ہاتھوں سے بھی گلوں کی عوض خار توڑیے
ہے کس کو فہم زمزمہ سے صریر کا	بس عندلیب کلک کی منقار توڑیے
یاروں کی ہم سے دل شکنی ہو سکے کہاں	یاں پاس ہے نہ خاطر اغیار توڑیے
خرمہرے سے بھی گوہر مضمون کی کم ہے قدر	وہ وقت ہے کہ کلک گہربار توڑیے
ہم جور چشم یار سے دم مارتے نہیں	یعنے روا ہے کب دل بیمار توڑیے
یاں درد سر خمار سے ہے دوں کان بند	ٹکرا کے سر کو اب در خمار توڑیے
ٹکراؤں جو سر تو وہ کہتا ہے کیا مجھی	صاحب نہ مجھ غریب کی دیوار توڑیے
دم توڑنا ہے فرقت جاناں میں اپنا کام	کچھ کوہکن نہیں ہیں جو کہسار توڑیے

ناسخ بقول افصح ہندوستان کبھی
زاہد کا دل نہ خانۂ خمار توڑیے

روز مرگ آرزو ہے تا کجے غم کیجیے	تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے
حسن گندم گون ہے یہ خانہ برباد کن	ابن آدم ہیں نہ کیوں تقلید آدم کیجیے
یاں چراغ زندگی روشن ہے سوز داغ سے	امتحاں کو پہلے عیسی شمع پر دم کیجیے
جو کچلیوں سے ملا وہ قابل اتنا ہے	داغ حسرت کو چراغ گور حاتم کیجیے
سیکڑوں دیکھیے جا کر طلسمات جہان	موج مے کو آج خط ساغر جم کیجیے
نام رہ جاتا ہے دنیا میں تواضع کے سبب	اپنے قامت کو خمیدہ مثل خاتم کیجیے

[illegible]

دیوان ناسخ

زیادہ مژگان کو جز ابرو نہ کوئی کر سکا
برچھیون پر آتے جو غالب یہی تمشیر ہے

خط دہان نکلا دلِ بیتاب کو آیا قرار
پارہ کیون قائم نہو بوٹی ہی با تاثیر ہے

سانس لے سکتا تھا وہ مجھ ناتوان مین وہ نہین
کیون نہ سب مجکو کہین مجنون کی تصویر ہے

ناتوانی میری وہ پوچھے تو کہیو قاصدا
یہ ترا موسے کمر ناسخ بس تصویر ہے

نہ چھٹے بعد فنا کوچۂ جانان ہمسے
یارب آباد نہو روضۂ رضوان ہمسے

ایسے رسوا ہوے ملنے سے پریزادونکے
تنو حشش نظر آتے ہین سب انسان ہمسے

ہے مثل سچ کبھی کام آتا ہے کھوٹا پیسا
صنم دیر ہوے طالب ایمان ہمسے

غم فرقت مین ہوتے سوکھ کے کانٹا ایسے
اپنے دامن کو بچاتے ہین بیابان ہمسے

کاٹتا ہے وہ دلا پیار سے ہر دم مجکو
عشق رکھتا ہے سگِ کوچۂ جانان ہمسے

بتِ ہستی کو جو توڑین تو خدا آئے نظر
آتش سنگ کیصورت ہے وہ پنہان ہمسے

اسلیے تعزیہ خانون سے ہے کافر کو گریز
کہ مشابہ ہے بہت مرقدِ حیران ہمسے

لفظ رنگین مین یہ ہین معنی روشن پنہان
ہو سکا بس یہی صفِ لب و دندان ہمسے

ضعف نے طاقت رفتار ہی کھو دی ناسخ
انس جب کرنے لگا یار کا دربان ہمسے

عشق بلبل ہے جہان خار روان درکار ہے
گلشن تصویر کو کب باغبان درکار ہے

ہے طلب میرے دل نالان کی زلفِ یار کو
خانۂ زنجیر کو بھی پاسبان درکار ہے

صدف کیطرح تب منہ ہمنے کھولا تشنہ کامی سے
برس کر جبکہ سارے ابرِ نیسان ہوگئے خالی

جلائی تھو کر و نسلی سقدر رہبر دکے ان روزون
ترے اعجاز سے شہر خموشان ہوگئے خالی

ظلم اتنے ہوتے فرسودہ شوقِ خط کے لکھنے مین
کہ کلکونِ سے نیستان کے نیستان ہوگئے خالی

مرے نالونِ نے کی صحرا مین جسدم شعلہ افشانی
وہین شیرونِ سے اے ناسخ نیستان ہوگئے خالی

کیون ہوگیا دو چار مین اوس شہسوار سے
جاتی رہی عنانِ شکیب اختیار سے

نخلِ بریدہ ہون مجھے کیا برگ و بار سے
شاخ شکستہ ہون نہین مطلب بہار سے

چشمے روان ہوئی مژۂ اشکبار سے
رہتے ہین کاہ کم نہین یان کوہسار سے

آتی ہی بوے گل دہنِ داغدار سے
آج اے نسیم آئی ہی کیا کوی یار سے

برپا ہوا ہے حشر جو رفتارِ یار سے
روشن ہے آفتاب قیامت غدار سے

محوِ خیالِ عارضِ تابان ہون اسقدر
آئینہ آفتاب ہو میرے غبار سے

منہ کھو کتا ہون مین کہ پلادے کوئی شراب
ہردم جماہیان نہین لینا خمار سے

عریانی مین ہی چادر آب اپنے جسم پر
سیکھے ہین طرز رونے کا ہم آبشار سے

ہر ایک کی صدا ہی قدم روندتی ہی دل
بہتر ہے ہمکو یاس ترے انتظار سے

یون روسیاہ عشق سے ہوتی ہین سرخرو
بارود جیسے بنتی ہے شعلہ شرار سے

مچھلی کیطرح داغ ہین جز و بدن نہین
تلودن کو بھی ہے ربط بیابان مین خار سے

موہاے تابدار ہین اک موی تابدار
کیونکر کمر نہ اولجھی رہے زلفِ یار سے

ابر ہے اوس پر رحمت کی سواری کا غبار | رعد بھی اوسکی جلو مین ایک برق انداز ہے
کر گیا ہی کون صیاد آج گلگشت چمن | دیدۂ بلبل مین ہر گل چنگل شہباز ہے
سنتے ہی مطرب بجانے لگتے ہین بوتالیان | نعرۂ صوفی بھی گویا چغد کی آواز ہے
شرمگین آنکھین ہزارون ملگئی ہین خاک مین | جو زبان ہر خار کی صحرا مین بے آواز ہے

چونک اوٹھے خواب لحد سے سنکے سودا یہ غزل
شاعری ہرگز نہین ناسخ فقط اعجاز ہے

شعر لکھنے مین جو یاد اوسکا خرام ناز ہے | کلک مین جا گر صریر آب صور کی آواز ہے
نور افشان اسقدر اوسکا خرام ناز ہے | چادر مہتاب گویا فرش پا انداز ہے
بات جو میرے مسیحا کی ہے اک اعجاز ہے | جان آجائے تن بیجان مین وہ آواز ہے
جوشش سودا مین بھی پوشیدہ اپنا راز ہے | شکل زلف یاریان زنجیر بے آواز ہے
اوس سہی قد کو خرامان دیکھکر کہتی ہے خلق | سرو چلتا ہے یہ دیکھو حسن کا اعجاز ہے
چھوٹ کر اوڑ جاے اب کیونکر کہ دست ناز مین | طائر رنگ حنا کو چنگل شہباز ہے
کر دیا تھا جسطرح موسی نے پانی کو لہو | خون ہوئی ہے مے یہ ہجر یار کا اعجاز ہے
زاہدا کیا ڈھونڈھتا پھرتا ہے کعبے کی کلید | در میخانہ شکل باب توبہ باز ہے
جب لگا دی آگ غم نے رقص خوشحالی کیا | یہ دل پر داغ کیا طاؤس آتشباز ہے
سوچ ہے جب سے کبوتر لیگیا ہے خط شوق | کوے جانان مین رقیب اپنا کبوتر باز ہے
شکل صحرا انتظار سیل غم مین رات دن | چار جانب سے در ویرانہ دل باز ہے

ولہ

ہوگئی نالون سے آواز عنادل بھاری
رکھدیا سنگ سر بت نے میرے دل بھاری

خفت اس درجہ اُٹھائی ہے سیہ کاری سے | کہ مرے جسم سے ہے دانۂ فلفل بھاری

گرچہ ہے فکرِ سخن خاطرِ ناسخ کو گران
لائے پر بھی تو ہے یہ شاعر کامل بھاری

مائل سجود یہ تیرے حضور رہے
ہر فرق اوسکی عقوبت و تشہیر میں اسقدر
مجکو تو یار رہے ہم آغوشی کا خیال
آیا ہے رزق ہاتھ فلک سے یہی مجھے
کمخواب کی قبا ہے مرا جسم داغدار
چشمِ خیال میں ہے دہانِ میان یار
خورشید کی تلاش ہے نصف النہار میں
ٹھوکر لگا کے چلتے ہیں جس کھوپڑی کو لوگ
ہیں بیت ہی میں معنی نیت خیال بند
دیگا غمِ فراق مجھے بعدِ وصلِ یار

سر میرا ورنہ یار بہت پر غرور ہے
باطن میں ہر وہ نار تو ظاہر میں نور ہے
وان میرے اشتیاق میں آغوش گور ہے
ہے داغ نان و سینۂ سوزان تنور ہے
سر ہا میں ہوے سر بھی کلاہ سمور ہے
ان روز و دن علمِ غیب پہ مجکو عبور ہے
وہ ہے حضور تو ہی نہ لائے حضور ہے
کس بادشاہ کا یہ سر پر غرور ہے
نزدیک ہر بہت جسے سمجھیں میں دور ہے
اے آسمان یہ بھی ترا ایک زور ہے

معشوق سے ہے دلکی غرض طالبِ وفا
ناسخ بھی عاشقوں میں بڑا بے قصور ہے

کر گیا ہے مرے آغوش کو جانان خالی
بار ہا ہو گئے لالے سے بیابان خالی

اس سینے کو بجا کہتے ہیں انسان خالی
نہ کبھی داغ سے پایا لِ نالان خالی

کبھی ہوتا نہیں یہ خانۂ زندان خالی
نظر آتا نہیں یہ چاہِ زنخدان خالی
کسقدر تشنۂ دیدار ہوئے ہیں سیراب
دیکھ سکتی نہیں کاسۂ زبان تک شبنم
کیوں نہ ہو چشمۂ خورشید درخشان خالی
میں ہوں کیا چیز دلا خاک نشین ہوں ضعیف
کر دیا موت نے اورنگِ سلیمان خالی
دو میں جنت کو گئیں جسم سے ہو کر جو یار
دفن ہوتے ہی ہوئے گنجِ شہیدان خالی

[illegible]
ولہ
[illegible]

یہ مشت خاک تیرے جلو کی نیاز ہے — گر اے سمند ناز یہی ترکتاز ہے
زندان خیالِ یار مین عشرت سرا ہوا — نالہ مرا غنا ہے تو زنجیر ساز ہے
مجھ ناتوان سے گیسوے جانان کو ہو گریز — وہ مور ہون کہ مار کو بھی احتراز ہے
کیونکر نہو گریز زمرد سے سانپ کو — آ ناز خط سے رخصتِ زلفِ دراز ہے
دیکھی جہان عشق مین اولٹی ہر ایک رسم — محمود ہے غلام و صاحب ایاز ہے
لالے کو ربط داغ سے ہر گل کو خار سے — دنیا مین جو حسین ہے بے امتیاز ہے
ہے آہ سرد عشق بنا گوش یار مین — ہر دم نسیم صبح کو یان اہتزاز ہے
تارِ نفس ہے یا نو نہین دوڑا بند جا ہو — صعوہ ہے مرغ روحِ اجل شاہباز ہے
کھلتی نہین ہے آنکھ نہ جب تک شمار آئی — صوفی مراقبے مین مرا شاہباز ہے
حیرت سی ہے طلسم جہان دیکھکر مجھے — شیشے پہ جسکے ہین وہ کہان شیشہ باز ہے
زنہار اختیار نہین صلح جنگ مین — عالم تمام بازیِ شطرنج باز ہے
جبتک طلوع مشرق خم سے ہوا آفتاب — اے میکشو یقین ہے در توبہ باز ہے
ہین داغ نان گرم تو آنسو ہین آب سرد — آسودہ معاش دلِ عشق باز ہے
آتا ہے رحم کافر و مومن کے حال پر — بت محو ناز ہے تو خدا بے نیاز ہے
روشن ہوا یہ محفلِ عالم مین شمع سے — پروانے سر نہین جسے وہ سرفراز ہے
ممکن نہین ہے بڑھے معشوق زندگی — واعظ اب اضطرار مین سب کچھ جواز ہے
ہر عضو اوسکے عضو دگر سے ہے منعکس — حیران بزم یار مین آئینہ ساز ہے

فرصت نہین دم لینے کی اک طفل کے غمسے	معدوم کھلونے کیطرح حسن ہوئی ہمسے
کیا ہوگی نگہبانیِ جان فوج و حشم سے	ڈرنے کا نہین پیک اجل طبل و علم سے
پاتا ہون مضامین مین ہر نقش قدم سے	اوس طفل نے کیا سیکھی ہے رفتار قلم سے
مضمون جو زلفوکے لکھے مین نے قلم سے	لبریز بسان دہن مار ہے سم سے
ہر تارِ نفس رشتۂ دیگر ہے پے شمع	پھونچا نہ کبھی رنج کسی کو مرے دم سے
شانہ نظر آتا نہین گیسوے پری مین	اس نازنے یہ ہاتھ نکالا ہے شکم سے
زاہد مین تو پہ ہون اسپہ جز نام اپنے صنم کا	خورشید ابھی ہون تری تسبیح کے شمسے
امکان نہین تا بہ ابد دخل خزان کا	داغون کے چمن کم نہین گلزار ارم سے
گل پھولے ہین میرے قلم فکر سے جیسے	یون گل نہ شگفتہ ہون کسی گل کے قلم سے
سکان خرابات ہین مطلق متواضع	ثابت قرۂ نرگس ہیگون کے ہے خم سے
وہ حسن ترا نام خدا ہے ترے آگے	کلیین گے شررنگے عرق سنگ صنم سے
رکھتا ہے فلک سر پہ بنا کر شفق اوسکو	اڑتا ہے اگر رنگ حنا تیرے قدم سے
سمجھے ہین وطن کوچۂ جانان کو وحشی	آزاد وہ ہین اور حسینون کے ستم سے
کیا دام مین زلفونکے کوئی لا سکے اوسکو	رم کرتے ہین صیاد غزالان حرم سے

ناسخ کو ہوئی یاس تو ہے تو نہین غم
محروم خدایا تو نرکھ اپنے کرم سے

مشتاق سب ہین بدر افزون ہلال کے	دنیا مین قدردان نہین صاحب کمال کے

پوست کیطرح نچہوے ترے تن سے تو شنک
تیغ قاتل سے تمنا ہے یہ زخمونکی مجہو
ے کشی کیا کرون ڈبایا کہ زخمون سے ابہی
یہ نزاکت ہی جو لگجاے صبا کا لطمہ
سر کٹا کر جو پس توسن قاتل دوڑون
دہیان ارسال خط شوق کا آئی مجہے
تو وہ بت ہی جو تجہے ایک نظر دکہلاؤن
دیر جون جون کہ لگاتی ہی اجل ڈرتا ہون
ہوا گر سحر بیان دشمن افعی سیرت

میری تصویر اگر صورت دیبا ہووے
کہہ اک بند بدن لا یتجزا ہووے
ہے یقین ساغرے نبع دریا ہووے
گل رخسار بہی اوسکا گل رعنا ہووے
قتل گہ خلق کو اک جاے تماشا ہووے
ہے یہ قسمت کہ کبوتر رہین عنقا ہووے
پر ترسا بہی ناقوس کلیسا ہووے
مارکر مجکو نہ قاتل کہین رسوا ہووے
قلم اپنا بہی عصاے کف موسی ہووے

ہے مرا جوش جنون جس سے زیادہ ناسخ
حرے سائے کو جو دیکہے اوسی سودا ہووے

بجا ہی گر وصال اغیار کو ہی مجکو ہجران ہے
مے محبوب کے گردی ہین جو دانا و نادان ہے
کیا ہی دو جہان ہی مجکو آزاد اک اشارہ ہین
ید بیضا سے کیا تشبیہ دون اوسکے کف پا کو
کیا کرتے ہین خون آرزو کنج قناعت ہین
چمکتی ہے جو ریت اکثر نشان ہے یہ جبینون کا

کہ دنیا کافرونکو باغ ہی مومن کو زندان ہے
زمانہ اوسکا ہالہ ہے وہ ایسا ماہ تابان ہے
نگہ تیری پہ قطع تعلق تیغ بران ہے
جو اوسکا نقش پا ہی نیمۂ خورشید تابان ہے
ہمارے پاس جا گنج زر گنج شہیدان ہے
جسے ہم روند تے پہرتے ہین یہ سب خاک انسان ہے

ولہ

جگمگاتے تھے قمر و منظر بین گئے سب تمام
شہر ہوا آباد سے شہر خموشان ہو گیا
رات دن ہتی ہے ناسخ پیچان ہو گئی
آہ جسے عاشق رفت رفتہ جانان ہو گیا

ولہ

جان کنی بھی سیکھی ہے او کوہکن تیشہ فرہاد سے

بادۂ عشرت سے خالی زلیست بھر ساغر رہا
رسم اولٹی دیکھنا دیوانہ مین مسیحا ہوا
کوہکن کو فی الحقیقت آخر سر سے کام تھا
کون ہے اوس طفل کی فرقت مین جسکو غم نہین
وصل مین آیا جو یاد اوس طفل کا رونا مجھے
جیسے ہے وہ طفل غائب ہو گیا سودا مجھے

آج کیونکر جام میری عمر کا لبریز ہے
وہ پری اب عازم صحرای وحشت خیز ہے
کوہ پر تیشہ لگا دیکھا کہ کیسا تیز ہے
سودے والونکی صدا اک آہ درد آمیز ہے
چشم تر مین ہے جو طفل اشک طوفان خیز ہے
یاد اون منت کی طوقونکی جنون انگیز ہے

غیر تجھپر پھوڑتے ہین سر عبث فرہاد سان
تو اگر شیرین ہے تو ناسخ ترا پرویز ہے

ایسے ہم آماجگاہ تیر مژگان ہو گئے
جب ہوا سے بال زلفونکے پریشان ہو گئے
باغ مین گلبن ہین گلدستے فرار و نکی تمام
ولمین جب لایا تصور اوسکو تب کہنے لگا
گلشن عالم مین ہون وہ عندلیب نغمہ سنج
اوس پری زادی نشانی ہمکو جو انگشتری
یہ اسیری مین پھنسا یا نا توانی نے مجھے
رشک کو ہ یار سے دنیا مین جو داغ تھے
وصل کی شب پھٹ گیا جسدم گریبان سحر

رو دنگونکی جا بدن پر ساری پیکان ہو گئے
مثل بلبل تار تار اکثر گریبان ہو گئے
خاک مین کیا کیا ہی گل رخسار پنہان ہو گئے
مثل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہو گئے
زاغ جسکے زمزمے سنکر خوش الحان ہو گئے
ایسی آئی ہاتھ مین گویا سلیمان ہو گئے
رفتہ رفتہ حلقۂ زنجیر زندان ہو گئے
گلشن شہدا اوسان نظرونسے پنہان ہو گئے
پیرہن مین یان گریبان ہی گریبان ہو گئے

مے سے جب محروم رکھا ہے بنکر محتسب	کھود ڈالا خانۂ خمار کو بنیاد سے
کان مین اے سرو آ ویزے زمرد کے نہین	دانۂ انگور یہ پیدا ہوئے شمشاد سے
عشق کی مقتل مین یا رب ہمتو ہین بے سر ہے	پوچھا جاتا ہو ہر کوئی گنہ جلاد سے
رشک گلزار مصلے ہو ہر اک رنگین غزل	آتے ہین حافظ کنارِ آب رکنا باد سے

ولہ

بے ستون پر جا کے ٹکر کیون نہ لین فرہاد سے	سیکھے ہین ہم دونون یہ فن ایک ہی استاد سے
طائر رنگ حنا ہاتھون سے اوڑ سکتا نہین	چھوٹ آئے مرغ دل کسطرح اوس صیاد سے
کوئی ہو غلطان لہو نہین ہمدم جانان کوئی	خنجر آئینہ ہین ہر چند اک فولاد سے
انتہا کو ہے یہان حسرت فقیر انکو ہی عیش	باغ کے فردوس ہی اچھے رہے شداد سے
تھا ازل سے محو تا وقت ولادت خواب عشق	کھل گئین آنکھین مری شورِ مبارک باد سے
کوہکن بھی ہو گیا تیری محبت مین فقیر	ہے مشابہ خم تیشہ قشقۂ آزاد سے
چہرہ ہو جاتا ہے میرا اوسکے آنے ہی بحال	انس ہے رنگ پریدہ کو بھی اوس صیاد سے
شوق تجھ کھانے کا ایسا ہو مجھ دیوانے کو	چٹھیان لڑکون کو دیتا ہون ذرا استاد سے
حلقۂ گیسو جو ہین مانند طوق فاختہ	بال بلجھائے ہین شائد شانہ شمشاد سے
کوہ کو ٹکڑے کیا ہے میرے سر کے واسطے	انس مجھ وحشی کو ہے اتنے لیے فرہاد سے
دیکھنا ہمت کو ساتھ اوسکے بہا دو جوئے خون	تھی للب شیرین کو جوئے شیر کی فرہاد سے
سبزۂ مار سیہ خط کی رعایت چاہیے	تیرے رخ کو دو ن مثالِ آئینۂ فولاد سے

کرتے ہین کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے
بھاگتے ہین دور ہم مسجد کی بھی محراب سے

خاک کوئے یار ہے ناسخ مرے تن پر کیا
کام کیا مجکو حریر و اطلس و کمخواب سے

وضع انسان اور ہے ترکیب حیوان اور ہے
ماہ تابان اور ہے رخسار تابان اور ہے
باغ و بستان اور ہے گنج شہیدان اور ہے
کوئے جانان اور ہے گلزار رضوان اور ہے
چاہ کنعان اور ہے چاہ زنخدان اور ہے
ابر باران اور ہے اور چشم گریان اور ہے
ناز غلمان اور ہے انداز انسان اور ہے
یہ گریبان اور ہے تیرا گریبان اور ہے
خار مژگان اور ہے خار مغیلان اور ہے
سرو بستان اور ہے سرو خرامان اور ہے
جسم عریان اور ہے شمشیر عریان اور ہے
سنبلستان اور ہے زلف پریشان اور ہے
شاخ مرجان اور ہے دست حسینان اور ہے

ولہ

ہاتھ میرے یار کی زنجیرِ در سے باندھ دین	اور زنجیرین نہ بنوائین عبث حداد سے
ربع مسکون ہو مسخر دو ہین گر ہو نفاق	خلق تابع ہو رکھے جو رابطہ ہمزاد سے
آہنین زنجیر کی بیڑی گرہ ہو میرے لیے	عاشقِ ابرو ہو نہین کہدو کوئی حداد سے
نظم شیرین ہو دلون مین نقش شیرین سنگ مین	ہے قلم اپنا زیادہ تیشۂ فرہاد سے
جھاڑتا ہے ہر سہی قد گیسوے تیری راہ	نقش پا تیرا نہین کم سایۂ شمشاد سے
گر قفس مین پھنس گئی بلبل کو اسکا غم نہین	ہے یہی صدمہ کہ چھوٹی پنجۂ صیاد سے
قامتِ جانان کے آگے کچھ اوسے تشبیہ نہین	جانور ہے فاختہ جو عشق ہے شمشاد سے
آج مجھ شوریدہ سر کی جانِ شیرین جائیگی	کوہ توڑ واتے ہین اوس تیشۂ فرہاد سے
عکس جوہر خط نہ بنجائے کہین رخسار مین	رابطہ اپنا نہ کر آئینہ فولاد سے
پھرتے پھرتے سب تر آیا ہے تلوون مین لہو	خارِ صحرا ہین زیادہ نشترِ فصاد سے
ضعف سے ہے طائرِ دل طائرِ رنگِ حنا	کب یکایک چھوٹتا ہے پنجۂ صیاد سے

تاب سننے کی نہین ہمسیر خدا خاموش ہو
ٹکڑے ہوتا ہے جگر ناسخ تری فریاد سے

دکھا رہی ہے ہر دم تیغ موج آب مجھے	ہے گردِ دلشکن غم جوش ماہتاب مجھے
جو مے فروش نے زر لیکے دی شراب مجھے	عوض مین ذرہ کے بخشا ہے آفتاب مجھے
ملا ہے وہ بُت محبوب بے حجاب سے مجھے	عجب ہی آئی نظر برق بے سحاب مجھے
پیا ہو جام بھی اشک بنکے ساری شراب	بغیر یار ہو کیا نشۂ شراب مجھے

ولہ

ولہ

زہوا اونی کو تا حسرت کبھی اعلی مجے رتبہ سے	زمین راہ سے ہر اک تن گردش مین گردون ہے
کیا ہو اسقدر لاغر فراق یار نے ہمکو	کہ کہتے ہین مری ہمدم نہ لیلی ہے نہ مجنون ہے
کسی محبوب کیے کیا ہے مری محبوب سے نسبت	کہ رشک حال مشکین ہے جو اوسکے زلف کی چین ہے
اندھیرا سا اندھیرا چھا رہا ہو آگے آنکھوں کے	شب تاریک مین مجکو خیال زلف شبگون ہے
نظر آتا ہو مجکو غیرتِ شمشاد کیون شجرہ	رباعی مین مگر موزون تمہی قامت کا مضمون ہے
سخاوت کو بدل امساک سے ایسا کیا اسنے	کہ ہر ساغر مین جای بادہ گلرنگ افیون ہے

سیہ مستونکی ہے رفتار میری کلک مین ناسخ
دم فکر سخن مجکو خیال چشم میگون ہے

وہ محمل نشین ہے آگے لیلی کا جو مفتون ہے	وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون
علی ہذا اوس پری کے سر مین آج گلگون ہے	نہین معلوم کس بیجا پہ یہ عزم شب خون ہے
تو وہ لیلی ہے عالم ہر پری رو تیرا مجنون ہے	ترے آگے جو ہو شمشاد قامت بید مجنون ہے
تری قد کا نہایت طبع کو مرغوب مضمون ہے	مرے دیوان مین ہر جو لفظ اک سطر موزون ہے
رکھون آغوش مین ہاند ساحل کیون عالم کو	حباب و موج مین سب دوست دشمن یار جیحون ہے
بظاہر سب مساوی ہین مگر ہے فرق باطن مین	نہ ہر سینے مین حکمت ہے نہ ہر خم مین فلاطون ہے
بلندی مین مثال آسمان گر قصر تھا تو کیا	اجل کے ہاتھ سے آخر زمین آخر فریدون ہے
سیہ کاری ہی حاصل ہے سیہ کارو نسیم ملنے مین	سعین وسمہ بالونکے سیہ کرنے مین صابون ہے
بہار حسن جانان ہے کیا یہ رنگ گلشن کا	کہ جای برگ گل ہر غنچے مین اک قطرہ خون ہے

ولہ

دشمت شہر ملے تو زندگی سے کیا ضرر — دامنِ دریا ہزار آلودگی سے پاک ہے

یہ نہ ہوتا تو زمینِ شعر بھی ہوتی نہ خلق
اسلیے ناسخ جو مداحِ شہ لولاک ہے

گلشنِ عالم میں کیا دستِ جنون چالاک ہے — جیبِ گل سے تا گریبانِ سحر صد چاک ہے
اسفل و اعلی جو ہیں ملجائینگے سب خاک میں — آسمان اس رتبۂ عالی پہ زیر خاک ہے
پست تر کرنیکو گردون سبکو کرتا ہے بلند — اشک اس رتبۂ عالی پہ زیر خاک ہے
حسن ہو کیسا ہی پر رہتا ہے بالادستِ عشق — ہے زلیخا کو جنون اور جیبِ یوسف چاک ہے
دیکھ ہیں تشبیہ ان دونون مین بیہوش ہیں — مرد تو ہے ناپاک چشمِ مستِ جانان پاک ہے
چاک ہو کیونکر نہ اپنی چشمِ گریان کی نگاہ — آپ جس پر سے گذر جاتا ہے وہ شی پاک ہے
آج یہ مجھپر کھلے ہیں معنی والسابحات — ہر ستارہ میرے بحرِ اشک مین پیراک ہے
سانپ جیسے کیچلی والے وہ یون بائین ہوا — جو حسین ہے جسم پر اوسکے عبث پوشاک ہے
جلتے ہین سودائی میری گرمیٔ بازار سے — شعلۂ آتش ہون ہین عالم خس و خاشاک ہے
روح ہے ہر جسم مین مشتاقِ اخبارِ اجل — اسلیے یہ آمد و رفتِ نفس کی ڈاک ہے
خصیہ مالی اغنیا کی ہے عبث ای اہلِ حرص — نقد سے خالی ہمیشہ کیسۂ دلاک ہے
قتل کرنے تو آخر گھر سے باہر آئے گا — ہے دلا امید کی جا یار اگر سفاک ہے
شبل نگہت جسم اوسکا ہے لطافت سے نہان — غم نہین ٹکڑے برنگِ گل اگر پوشاک ہے
ڈرکے ماری صبح کا دیوے سفید آتا نہین — کسقدر صورتِ شبِ فرقت کی دہشتناک ہے

ولہ

کیسہ زر سے زیادہ کیسہ دلاک ہے

ہجر میں کیا اغ جاؤ دل مرا غمناک ہے
آج تیرا جسم ہے اور کینۂ دل پاک ہے
ہو بدلتا ہر لباس اپنا تو دن میں کتنی بار
عشق اوسکی جامہ زیبی کا ہے کچھ سودا نہیں
آگے افتادوں کے عالی منزلت ہوتے ہیں چاک
عالم بالا سے ہم بدست پاتے ہیں
تیرے آگے رنگِ گلشن ہوگیا ایسا سفید
سوسن مژگان ہوگئے پانی میں ہنسو سفید
نرگسِ زیبی سے پوچھو رنگ عارض ہو لطف
گو بظاہر خاک کے پتلے ہیں سب یکساں مگر
ہے یہی حسرت کہ پھونکوں اوڑکے کو پایا ہیں

گل نظر میں شعلہ ہو گلبن خس و خاشاک ہے
خاک میں گل جسم کیا ہر استخوان بھی خاک ہے
گل کی او ترکی کی جو تیری آخری پوشاک ہے
شبِ گل یاں جیب بیبیت جنون صد چاک ہے
دیکھ ہر پالی کے نیچے گنبدِ افلاک ہے
اپنے آگے آسمان اک وار بستِ تاک ہے
جیب ہر گل شبِ جیبِ صبح صادق چاک ہے
انتہا رونیکی کچھ اے دیدۂ نمناک ہے
اے گلِ سنبل کہ اوسکی آنکھ اوسکی ناک ہے
کوئی ہو اکسیر ان میں اور کوئی خاک ہے
بعد مردن خاک میں بھی مجکو راحت خاک ہے

ہوں سوارِ توسنِ معنی زمین شعر میں
صیدِ مضمون جو ہو ناسخ بستۂ فتراک ہے

جو غزل ہو اوسمیں مضمونِ دلِ مایوس ہے
روشنی دونوں کی کچھ نکی شمع ساں محبوس ہے
گل جو ہو وہ تیرے داغ عشق سے مانوس ہے
دستِ مطرب تیرے غم میں کفِ افسوس ہے

جو ورق ہے میرے دیوان کا کفِ افسوس ہے
جو کٹوری تیری انگیا کی ہو اک فانوس ہے
شاخ گلبن میں جو ہو گویا پرِ طاؤس ہے
داغ حسرت سے بط مے صورت طاؤس ہے

نظر آتا ہے جرم آفتاب افلاک پر ایسے
شراب اوس کے تن نازک سے یون عیان آشکارا ہے

نکل آؤن ابھی باہر گذر ہو گر حسینون کا
لحد پاریکی ہی کان اور میری خاک پارا ہے

گلو نکا او رمیر افصل گل مین ایک عالم ہے
چھپے ہین خار پا تو نہین گریبان پارا پارا ہے

تو وہ گل ہے کہ گذرا باغ مین جس جس خیابان سے
تو آواز شکست رنگ ہے گل نے پکارا ہے

وہ انپے گھر مین ہے خوشبو سے سب گلیان مہکتی ہین
نہان ہے رنگ گل اور نکہت گل آشکارا ہے

خدا کا اب کوئی طالب نہین ساری خدائی مین
تجھ پہ ہر کوئی بندہ کسطرح بندہ تمھارا ہے

نظر آنے لگی ہے چشم عزرائیل جو مجکو
الٰہی کیا یہی صبح شب فرقت کا تارا ہے

یہ مضمون غم و شادی مرگ و زیست ہے کاتبے
جہان وہ بیت ہے جسمین سراسر استعارا ہے

دلا اب پنجۂ مژگان مین ہے تسبیح اشکون سے
ارادہ کوے جانان کا ہے منظور استخارا ہے

گیاہ دشت کو رکھتا ہے مجنون سبز اشکون سے
سمجھتا ہے کہ یہ جمازۂ لیلے کا چارا ہے

کمر تیری وہ ہے جسنے کمر توڑی ہے چیتون کی
تری آنکھون کے آگے اے پری ہو چکا کارا ہے

اثر رکھتا ہے سایہ کیا ہی اوس زلف معنبر کا
بجا ہے خاک کوے یار مین عنبر ہے جسارا ہے

ہلا یہ رنگ نقشہ بیخودی یہ چشم تر اوسکو
شب مہتاب ہے مستی سے دریا کا کنارا ہے

ہمارے حکم سے یہ تخم ریزی ہے مضامین کی
کہ ناسخ ہر زمین شعر مین اپنا جارا ہے

فرقت ہوئی جو صبحکو اک شکل ماہ سے
غربال آفتاب ہوا تیر آہ سے

اتبک جو اوسکی ہین وہی غدر خلافیان
آگاہ کیا نہین مرے حال تباہ سے

ہون وہ غم دوست کہ بیتابی دل مین بھرتا
غم عالم کی اگر اس مین سمائی ہوتی

نطق کے آتا زمین تو مجھے ہوا حاصل تو کیا
لطف تب تھا کہ صفائی مین صفائی ہوتی

اعلیٰ جو ہین وہ کب ہوئے ادنیٰ سے ملتجی
سیراب کیا ہوا ابر بھلا آب چاہ سے

غلطت گرین ہوتا ہے تجسے زمانہ تمام
اوٹھی ہے رہروون کی سبب گرد راہ سے

روتا ہے میری غم مین جو وہ آج زار زار
چشم سیاہ کم نہین ابر سیاہ سے

سبزہ ہو گرد عارض گلگون تو عیب کیا
گلدستے باندھے جاتے ہین اکثر گیاہ سے

میری طرح جو پہنی ہے زنجیر پانون مین
کیا عشق چاند کو بھی ہے تیری کلاہ سے

انکھین حسینون کی لگی ہین خط یار پر
ہوتا ہے آہوؤن کو تعلق گیاہ سے

مجھ ناتوان سے حسن دوبالا ہے یار کا
دونا فروغ آگ کو ہوتا ہے کاہ سے

ہر ایک اپنی آنکھون مین دے مجکو کیا جگہ
سرمہ کیا ہے یار نے برق نگاہ سے

کب آؤنگا نظر نہ ملے گی جو تیری آنکھ
مین ناتوان اسیر ہون تار نگاہ سے

کہتے ہین جسکو عشق وہ پرتو ہے حسن کا
ہالے کا ہے وجود فقط نور ماہ سے

روشن ہے داغ سے مین عارض تابان تو اسمین داغ
کیا کم شب فراق ہے زلف سیاہ سے

تردامنی ہے آب خجالت سے ناہدا
ناسخ کو انفعال ہے اپنے گناہ سے

مجکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی
کاش عیسیٰ کی عوض موت ہی آئی ہوتی

گر نہ ہو شمع تو معدوم ہین پروانے بھی
تو نہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی

غیر سے کرتی ہوا برو کے اشارے ہر دم
کبھی تلوار تو مجھپر بھی لگائی ہوتی

اوسکی ہر دم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون
کاش ناصح سے بھی آنکھ اوسنے لڑائی ہوتی

پاس یار جانی ہو بادۂ ارغوانی ہے
شغل شعر خوانی ہے عالمِ جوانی ہے

رنگ زرد کی ہمدم ہوتی ہین عشق کی محرم
روتے ہین لہو ہر دم چہرۂ ارغوانی ہے

ابر ہو گلستان ہو مطربِ غزلخوان ہے
مست بادۂ جانان ہو لطفِ زندگانی ہے

چال کس پری رو کی وقتِ فکر یاد آئی
آج کچھ بہت اپنی طبع مین روانی ہے

منھ سے گر لگے مینا اب خضر ہو بنیا
پی کے ایکدم جینا عمرِ جاودانی ہے

آئینہ دوران ہو اسمین عکس جانان ہے
آپ اپنا حیران ہو آپ اپنا ثانی ہے

منھ نہ ٹوٹ پڑتا گر تو وہ آتے جیتے گھر
منھ یہ نہین ہے مجھ پر یہ قہر آسمانی ہے

سننے والے روتے ہین ایسی نیند سوتے ہین
اونپہ نوحے ہوتے ہین اپنی وہ کہانی ہے

گور ہو گیا ہے گھر نالہ شورشِ محشر
مین ہوتا بے دلبر اپنی زندگانی ہے

کھینچی ہے شبیہ اپنی اوسنے لاکھ جا ابھی
موقلم ہے زلف اوسکی ہاتھ اوسکا مانی ہے

خواب مین وہ آئیگا کیون اب کہی عدو
یعنے کب جدائی مین مجکو نیند آتی ہے

نخل وادئ ایمن کر دے بید مجنون کو
تیرے رنگ مین لیلی بانگِ لن ترانی ہے

آفتاب کو کہنا ہے شراب کو زیبا
کسلیے کہ شیشے کا رنگ آسمانی ہے

عمرِ خضر تک ناسخ ہے ثبات ہمکو بھی
گوہر سخن مین یہان آب زندگانی ہے

کیا سیاہی اور سرخی لالہ وار آنکھون مین ہے
چشم بد دور آج ای ساقی لجبا آنکھون مین ہے

کیون سفیدی اور سیاہی آشکارا آنکھون مین ہے
عکس انجمن کیا زلف روی یار آنکھون مین ہے

کرتے ہو تعمیر اورون کیلیے قصر روان
فاتحہ تکو ملی قسمت گر معمار کی

ہجر مین منھ سے لگاتے ہی ہوا صدمہ مجھے
ہین لب غنچان مے یہ باڑھ ہے تلوار کی

طور پر موسیٰ نے جسکا نام رکھا صاعقہ
ایک چنگاری ہے تیری آتشِ رخسار کی

پھلجھڑی کی طرح خط اپنا غبار افشان ہوا
گر کبھی لکھی حقیقت آہِ آتشبار کی

بوے زلفِ یار لائی ہے جو گلشن مین نسیم
ہوگئی تاثیر غنچون مین وہانِ مار کی

چہرہ اوس گل کا چمک جاتا ہے جبدم باغ مین
بند ہو جاتی ہین آنکھین نرگسِ بیمار کی

لے تصوّر مین صبا بوسہ تو مرجھائی وہ گل
برگِ گل کو تاب ہے بلبل تری منقار کی

دیکھنے آیا مرا جوشِ جنون وہ محو فروش
آتشِ سوداے گرمی ہے یہان بازار کی

باغ مین بر پا فواری ہوے آتش فشان
ہر ہزار و ن مین روش منقار موسیقار کی

آنکو نکو دیکھکر عبرت کرو اے ظالمو
اشک خون مین روتی ہین آنکھین تری بیمار کی

پیکرِ نازک کو کافی ہے مرا تارِ نگاہ
اوس بت کافر کو کچھ حاجت نہین زنّار کی

شوق مے نے کر دیا اس درجہ مجکو بیہوش
محتسب سے راہ پوچھی خانۂ خمار کی

تیرے آگے خشک ہو جاتی ہین کیا کیا ہچکیان
دیکھ اے نازک فگن خشکی لبِ سوفار کی

بے سبب توڑا نہین خم محتسب نے ساقیا
روح شاید تشنۂ مے تھی کسی میخوار کی

تیر سی لگتی ہے دلمین اوس لبِ گلگون کی بات
جب نظر آجاتی ہے سرخی لبِ سوفار کی

چھید لاکھون ناوکِ غم سے مرے دلمین نہین
ہین یہ تصویرین کسی کے روزنِ دیوار کی

اے جنون صحرا نوردی سی کیا روز انقلاب
پانو مین ہین ہوئین مجسے دھجیان ستار کی

ہوئی محفل کی محفل قتل تیغِ نازِ قاتل سے
مشابہ شمع سوزان ہو گئی حلقوم بسمل سے

محبت زیست بھر مجکو تھی اک نہرہ تمائل سے
مرے لاشے کو دینا غسل آبِ چاہِ بابل سے

زیادہ بار الفت اوٹھ سکا کب ناتوان دل سے
محبت مجکو کافی ہے تری رخسار کے تل سے

مگر لیلے کو مجنون کر دیا تیری محبت نے
کہ آوازِ جرس ملتی ہے آوازِ سلاسل سے

نہین ہو تون کچھ جرأت تنومندی طاقت پر
تمام اعضای تن کو کیا ہی نسبت معقول سے

پے تسکین دل تصویر شیرین جسبہ کھوتی تھی
بنائی کوہکن کی لوح تربت سل اوسی سل سے

کسی کن پانون انپے دھوتے تھے اوس لب پیا
حباب آ آکے اب تک سر پٹک جاتے ہین ساحل سے

تری آواز کیا انسان ہی کو قتل کرتی ہے
کہ تنہا بھی نہین ہے کم گلے مرغِ بسمل سے

وہ بحرِ حسن مجھ تابت قدم کیون گریزان ہے
نکل سکتا ہے کب آبِ روان آغوشِ ساحل سے

جہان مین خشک و تر جو ہے ترا مشتاق رہتا ہے
نمایان صورتِ گرداب ہے آغوشِ ساحل سے

سمجھکر سہل توڑا تو نے میرے شیشۂ دلکو
غضب اے محتسب ہوگا شکیبِ شیشۂ دل سے

چراغ آفتاب ایسا نظر آتا ہے جو روشن
ملا کیا ہے اسے روغن ترے رخسار کے تل سے

گریزان ہے خدا سے کیون ہے نبدونکو مین حیران ہون
رعیت کو محبت ہوتی ہے سلطانِ عادل سے

جو آنکھین سوئین تو دل خواب مین محبوب کو دیکھے
نہین ہوشیار وہ ہرگز جسے نفرت ہے غافل سے

بچھوڑ رو ساتھ سے اب سفید و زرد سیاہ ہونگے
ضررِ کافور کو پہونچے کرے دوری جو فلفل سے

گلابی کا ڈھکنا ہے تو ہم ہر بستر کو
لہو میرا نہین جو چھوٹتا شمشیر قاتل سے

کمال عشق مین آنکھون کے آگے یار رہتا ہے
نہان ہوتا نہین خورشید دم بھر ماہ کامل سے

ولہ

دل پر خون ہر شیشہ چشم تر ہمکو پیالی ہے
کھون کیا کیسی اے فیاض ہمت تری عالی ہے

ترے فیضِ قدم سے بز خزان گلزار قالی ہے
شب تاریکِ مدفن اکیدن پیش آنے والی ہے

کہان ساقی کی کوئی بات کیفیت سے خالی ہے
برنگ تیر دل مین لگتی ہے جو تیری گالی ہے

قدم کیا رکھ سکون محفل مین ایسا رعب ہے اسکا
نہین عورات مین بھی جان من دونکی طرح مجھے

زمین پر لوٹتا ہون مین اوسے آرام بستر
نہوگا میکشی مین یان عروج نشہ بے ساقی

نہ پائی ریش قاضی تو لیا عمامہ مفتی
کمال انسان نے پیدا کیا جوگا زوری مین

گران گوائی پی گر تو ہو تو اسکا تعجب کیا
چراغ روی جانان آج روشن ہو جو تربت

بلاگردان شمع عارض جانان ہین سیارہ
شبیہ اوسکی کھینچے کیا جو کر نظرون سے پنہانی ہو

جو کیفیت بھری ہے تیری آنکھون مین کہان دیکھین

بھر تری مین خم اگر کیا کام اپنا ہاتھ خالی ہے
فلک تیرے گدا کے ہاتھ کا جام سفالی ہے

بدن کے قرب سے جاندار تصویر نہالی ہے
دل ناوان فراق یار کی کیا بات کالی ہے

اے تلخی مین شراب اوسکی لب میگون کی گالی ہے
لب نازک سی قاتل تری ہونٹونکی لالی ہے

کہ میری جان کو شیر زیان ہر شیر قالی ہے
جو ہے پامالی کی کرتی اے صنم روضے کی جالی ہے

شب فرقت مین بہتر مجھسے تصویر نہالی ہے
نہین گردون ہر شیشہ پہ یہ خالی پیالی ہے

فراغ ان میفروشون کا بھی کیا لاابالی ہے
تفاخر کیا زمین اگ گا کوئی مر مر اد کھائی ہے

کہ تیرے گوش نازک کو گران ہنسلی بالی ہے
تو بس قندیل کی جالی مری روضے کی جالی ہے

فلک بزم جہان مین مثل فانوس خیالی ہے
جو موی کاکل پیچان ہے تصویر خیالی ہے

کہ نرگس کی کٹوری ساقیا اک جام خالی ہے

پتھر مین شرر ہین مری دل مین ہے تپ عشق	دانتون سے کہان لالۂ کہسار مین گرمی
سب زخم مری جلتے ہین شعلے کیطرح سے	بجلی کیطرح ہے تری تلوار مین گرمی
اے شعلہ صفت روزنِ مجمر کیطرح سے	رہتی ہے ترے روزنِ دیوار مین گرمی
کیون سوزشِ غم ہے دلِ صد چاک مین اتنی	کم ہوتی ہے ایوان ہوادار مین گرمی
دل کھانسے ہے زلف مین عالم ہے دھوین کا	شعلے کیطرح ہے ترے رخسار مین گرمی
بجلی کیطرح کیون نہ چمک جاے ہوا پر	کیسی ہے ترے توسنِ رہوار مین گرمی
جاتی ہے ہر اک آہ شرربار فلک کو	ہے میرے ہی دم سے کرۂ نار مین گرمی
مداح کی جلجاے زبان شمع کے مانند	ہے سر سے قدم تک یہ مرے یار مین گرمی
ہر بات مین ہونٹھون سے نکلتا ہے دم سرد	یاد آتی ہے جسدم تری گفتار مین گرمی
ساقی کی جدائی مین ہوئی آتش مے سے	دوزخ کی طرح خانۂ خمار مین گرمی

کس برقِ جہان سوز کے منہ دونسے ہوا وصف
ناسخ نہو کیونکر مرے اشعار مین گرمی

سودا ہے مجکو عشقِ خطِ سبز رنگ سے	ممکن نہین کہ عقل نہ زائل ہو بنگ سے
خوشبو یہ ہے ترے دہنِ غنچہ رنگ سے	شرمندہ ہے گلاب کا غنچہ تفنگ سے
ہشیار ہونگی نہ صلح سے خوش ہو اگر ہے ہوش	نسبت نہین ہے لالے سے مستونکی ڈھنگ سے
ناکہ نکدر کے حال اوسکے محمل پر گرائیے	قاصد نہین ولا کوئی بہتر تلنگ سے
توڑین جو پانون تو بھی جا نہین کچھ بیشتر	بیٹھا گیا نہ کونے مین تیمور لنگ سے

قطعۂ تاریخ طبع سابق دیوان از سحر بیانی ناظم مولانا محمد حامد علی خان صاحب حامد مصحح مطبع

عبد الغفور

چھپا اوس سخن سنج کا دیوان آج

کہ شیدا ہوی جس کا یکتائے فن

کہ [illegible] ہے [illegible] باتیں

مشتعل

سن طبع کا [illegible]

کلام پسندیدۂ شاہ سخن

١٣١٠ ھ

خلف حافظ غلام علیخان صاحب شاہ آبادی مدظلہما اللہ لہادی

بعون خالق کون و مکان فضل رازق انس و جان

نظم متین سحر بیان اشعار رنگین متضمن بر دو دیوان کلام دلچسپ و دلنشین و ناسخ یعنے جلد اول و دوم

دیوان ناسخ

کہ پیشتر ایک دیوان متن مین اور دوسرا حاشیہ پر مطبوع ہوا تھا اب علحدہ ہر ایک بطرز ثانیہ

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور مین طبع ہوکر رونق پائی

دیوان ناسخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوب موزون ہے وصفِ قد بالا ہوگیا
باعثِ گریہ ہوئی فرقت مین مجکو بیکشی
بیکشی مین بے رو روتی مین ہوا ہر یار کو
تیرا بالا ہو بتون کا قتل کرتا ہی مجھے
داغ حسرت کسنے تیرے عہد مین پایا نہین
خوش ہوا بھولے سے گر دل غم وہین آگیا
تمت بیخاسکا کچھ بھی نہ دستو نکو ضرر
وصف جو اوس ماہِ تابان کے بیان مین فہم

عالم بالا تک اپنا بول بالا ہوگیا
ساقیا اشکون سے کا استحالہ ہوگیا
نشے کے ڈورونکی جا آنکھونمین جالا ہوگیا
اے پری بالا سُرہی کا یہ بالا ہوگیا
باغ مین آگے جو گل تھا اب لالہ ہوگیا
قہقہا ہونٹون تلک پہونچا کہ نالہ ہوگیا
شیشہ ٹوٹ کر ساقی پیالہ ہوگیا
یک قلم اشعار کے حرفون پہ ہالہ ہوگیا

ختم ہے جادو گری تم پر کہ اے چشمانِ یار
ناسخ جادو بیان عاشق تمہارا ہو گیا

سرد عاشق ہو گیا اوس غیرتِ شمشاد کا
غل مچایا قمریوں نے بھی مبارکباد کا

دیکھتا ہوں اپنے خون آلودہ خنجر کی بہار
خنجرِ قاتل مجھے آئینہ ہے فولاد کا

الفتِ ابرو میں کھینچا ہے یہ ہاتھوں پر لیف
ڈھیر بھی ہو سرو کے سائے میں مجھ آزاد کا

دیکھکر موج ہوا کو کہتے ہیں غربت میں ہم
بوریا اوڑتا ہے اپنے خانہ برباد کا

کیوں نہ عیبِ زادگان طبع ہو نقصانِ طبع
بیٹے ہے والد کو لازم کھودہی عیب اولاد کا

جائے قاصد وہ پری نہ بھیجے اگر پیکِ صبا
تو تیا ملجائے میرے خانۂ برباد کا

عشق دل میں ہی نہ دل سینے میں داغوں کے سوا
ان چراغوں میں نشان ہو خانۂ آباد کا

کوئی غنچہ ہے کوئی گل ہے کوئی پژمردہ ہے
دیکھتے ہیں ہم تماشا گلشنِ ایجاد کا

کھینچتا ہے جو ترے رخسارِ تاباں کی شبیہ
شمع روشن بن گیا ہو قلم بہزاد کا

قید ہوتی ہی ہوا فارغ میں قیدِ زیست سے
کام نکلا اے جنوں حداد سے جلاد کا

محوِ عشق ایسا ہوں کرتی ہیں اگر اعدا بھی ظلم
شبہ ہوتا ہے مجھے محبوب کی بیداد کا

کوئی جاناں سے نکلجاتی کہیں وحشت میں ہم
بیڑیاں ڈالیں بڑا احسان ہے حداد کا

شرم سے پوشیدہ رکھتی ہیں پریزاد آپ کو
جب سے آشوبِ جہاں ہے حسن آدم زاد کا

چاک ہیں دل خوش قد و نگر رشکِ قدِ یار سے
جائے دل گو بغل میں شانہ ہے شمشاد کا

خندۂ دندان نما جز زخم کاری ہے محال
شاد ہوتا ہے یو ہیں اپنے دل ناشاد کا

ولہ

[illegible]

لب اوسکے پستہ ذقن سیب آنکھین ہین بادام
کھلے جو دانت ہنسی مین نظر انار آیا

جو گوشِ گل نہ سنے باغمین تو کیا چارہ
قفس سے نالۂ بلبل ہزار بار آیا

تری سواری مین کب نخچشا خ ہین ایسے سرو
جلو مین صحنِ گلستان لیے بہار آیا

شکست پائی ہی توبہ کی طرح اسکو بھی
ہماری پاس جو اے میکشو خمار آیا

یہ نازکی کے ہین یعنی کہ باغمین وہ گل
قریبِ آتشِ گل جب گیا بخار آیا

کبھی نہ قطرہ دیا تونے ساقیا مجکو
ادھر نہ آتشِ مے کا کوئی شرار آیا

مثال سنگ گرانجان نہین جو بیٹھ رہون
کہ اس جہان مین ہون صورتِ شرار آیا

لگا جو تیر ترا سینۂ مشبک مین
مین خوش ہوا کہ مرے دام مین شکار آیا

دیکھا کے باغمین آنکھین چڑھی ہوئی اپنی
وہ نشہ دیدۂ نرگس سے آج اوتر آیا

وله

ذرون کو تیری نور نے اختر بنا دیا
ہر تابدان کو نیرِ اکبر بنا دیا

ساقی نے برگ گل ہی لگائی جو ہونٹھ دونون
مے کو شرابِ دُرد کمر بنا دیا

نکلے شرار غیرتِ ساقی مین جائے مے
شیشے کو میرے بخت نے پتھر بنا دیا

اوس سروقد کی عشق کی تاثیر دیکھنا
ہر ایک دل کو شکل صنوبر بنا دیا

دستِ جنون مین آج وہ ثابت قدم نہین ہوئے
ٹھوکر لگا کے سنگ کو اخگر بنا دیا

وہ نخلِ باغ حسن ہی جو تیری سائے
فرشِ زمین کو ہان مشجر بنا دیا

لاغر وہ ہون کہ بند دریار اگر ملا
چیونٹی نے اور میرے لیے در بنا دیا

انکو امام اونکو پیمبر بنا دیا

وله

بسکہ ہر قطرہ عرق کا مانِ گوہر ہو گیا
بعد ازان گوہر فروغِ رخ سے اختر ہو گیا

تارِ مسطر جب ہمارا جسم لاغر ہو گیا
کیا مشابہ کاغذِ مسطر سے بستر ہو گیا

دیوان ناسخ جلد دوم ۵

پڑ گیا ہے عکس جو میرے تنِ پُر داغ کا	سارے جسمِ یار مین پھولون کا زیور ہوگیا
دیکھکر خورشید سا چہرہ جو ہم غش مین گرے	سایہ اپنا کوچۂ جانان مین بستر ہوگیا
باغ مین یاد آگئی مجکو جو اوس گل کی ہنسی	پھر مُرغِ روح ہر گلبرگ شہپر ہوگیا
تیغ قاتل نے جو کھولے میری چھاتی کو کیواڑ	حسرتِ دل کے نکلنے کو عجب در ہوگیا
خجلتِ دندانِ جانان سے گہر مین آب ب	سلکِ گوہر اپنی مژگان کی طرح تر ہوگیا
جیسے اوس بُت کا سنہرا رنگ ہو پیشِ نظر	حلقۂ چشمِ ترکا خاتمِ زر ہوگیا
مجکو جرمِ میکشی مین جب کیا حاکم نے قتل	جسم بے سر خم سر بے جسم ساغر ہوگیا
میکدہ مین جاکے بے ساقی نہ پی مین نے شراب	آج اس ظلمت کدے مین مین سکندر ہوگیا
کسقدر فرقت مین ہے میرا سیہ خانہ مہیب	شمع کے اوڑ جانے کو شعلہ شہپر ہوگیا
جل نہین جاتا جو وصفِ روے آتشناک سے	طائرِ مضمون بھی گویا اب سمندر ہوگیا
جانکر کانٹا مسافر پلکے رکھتے ہین قدم	اسقدر مین وادیِ غربت مین لاغر ہوگیا
گھر مرا تاریک ایسا ہے کہ لیکر خطِ یار	چاندنا آیا تو وہ کالا کبوتر ہوگیا
دستِ غربت مین بدن ہی کوچۂ جانان ہیچ	جسمِ بیجان کی طرح خالی مرا گھر ہوگیا
فصلِ گل مین اسقدر غم سے ہوا جوشِ شراب	مثلِ باران دامنِ بادِ صبا تر ہوگیا

بازو و ران و میان و گردنِ محبوب کا
رشتۂ پیمایش اے **ناسخ** برابر ہوگیا

خیال مین بھی اگر خواب سے دو چار ہوا	شبِ فراق سے مین کیا ہی شرمسار ہوا

سنجھے جانے تماشائے بہار ہو دیوانہ
عمن بجا دار ہے یا میدان صف آرائی کا
ہجرمین پیغام جو پہنچا ہوئی آواز تفنگ
ماتم نیچلا ہے چمن آمد صحرائی کا
نسخہ کہتا ہے ابرہ وہ غزال شہری
شعر ہم ابر کا رکھتا ہو تو سمجھ صحرائی کا
تیز زبان فرد رقیبوں کو دکھا ہی تو پنہانی کا
ای اجل عشق کا ہم جام دیکھو وہ کچھ دیکھا
ہجرمین گردش میں بیودہ جہان سب ساقی
سبز رنگوں کی ہے بس خاک مقرر ناسخ
سبز رنگ اسلیے آتا ہے نظر کاہی کا

ولہ

ہجر جانان سے رہائی کا قرینہ ہو گیا
سہل مرنا ہو گیا دشوار جینا ہو گیا
جو پری پیکر نظر آیا وہ سب زیر نگین
ہر درم گویا سلیمان کا نگین ہو گیا

جان پائیگا چمن اے گل تری گلگشت سے
انقلابِ دہر تب اوس سے ملا دیگا مجھے
حرص سے زائد یہ کہتا ہے کہ جا بین دانت گئے
بلے کر موتی ہین تارے رکتا بان آفتاب
تیسے ابروے کمان کو تیر سا سیدھا کیا
گریہ ہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
مالکِ روی زمین گر ہو تو مغروری ہے کیا
کیا ضرر مجکو جو وہ محبوب تیرا ناز ہے
یا رب مجھ جان بلب کو بھیجیگا پیغام وصل
استقدر ہے شوخ رنگت روی آتشناک کی
آبجو مین پڑ گیا ہے آج اوس گل کا عکس

ہر شجر مین مرغ جان کا آشیان ہو جائیگا
پیر جب ہو جاؤنگا مین وہ جوان ہو جائیگا
کیا کشادہ سبز رزق بنا دہان ہو جائیگا
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا
پیش مژگان تیر خم شکل کمان ہو جائیگا
اوس پری کو اپنے سائے کا گمان ہو جائیگا
ایکدن برگشتہ تجھسے آسمان ہو جائیگا
ہر خدنگ انکے بدن مین استخوان ہو جائیگا
دیکھنا پیغام بر معجز بیان ہو جائیگا
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا
باغ مین ہر غنچۂ گل عطردان ہو جائیگا

فکر کر موقوف ناسخ جی نہین لگتا ترا
پھر طبیعت کا کسی دن امتحان ہو جائیگا

ہے تصور مجھے ہر دم تری یکتائی کا
عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
جام سائل کیطرح ہین مری آنکھین در در
عشق کامل جو ہوا تنگ کہان ہار کہان

شغلہ آٹھ پہر ہے یہی تنہائی کا
دیکھو قابیل نے کیا حال کیا بھائی کا
جیسے عاشق ہون کسی کا فرشیدائی کا
دھیان بدمست کو رہتا نہین رسوائی کا

دیوان ناسخ جلد دوم ۲۴۶

کیون نہوا ایسا عروج ... [illegible]
تا فلک سبز ہوا ... [illegible]
وادی دل ہے ... [illegible]
ان دنون سینہ ... [illegible]

فرقت ساقی مین ایسے بن گئے ہم پارسا
محو خاطر سے خیال جام و مینا ہو گیا

ہے تصور مین جو محبوب الٰہی رات دن
کعبہ دل صاف اے ناسخ مدینہ ہو گیا

جب مرے دل کو اضطراب ہوا
سارے عالم مین انقلاب ہوا

خاک سر پر ہے مہر و مہ پامال
اے فلک روز انقلاب ہوا

نامہ پر خط کے پرزے چن لایا
یہی حاصل اوسے جواب ہوا

روز تاریک پھر ہوا روشن
پھر ہر اک ذرہ آفتاب ہوا

ہجر جانان مین یہ غذا ہے مری
داغ نان مرغ دل کباب ہوا

کی حکومت جو مصر مین دو دن
یہ بھی یوسف کو ایک خواب ہوا

داغ سوزان وہ ہے مرے سر پر
سنگ مانند برف آب ہوا

چشم گریان کے جو لکھے مضمون
خط مرا پارہ سحاب ہوا

ساغر چشم ہو گیا پر خون
جبکہ خالی خم شراب ہوا

جبکہ مین نے وطن سے کوچ کیا
گور مین میرا پلنگ تراب ہوا

جور اصحاب فیل سے ناسخ
کعبہ دل مرا خراب ہوا

کوئی اوڑتا کسی طائر کا اگر پر پایا
ہو گیا محو یقین نامہ دلبر آیا

یار کا لکھے جو مکتوب کبوتر آیا
طائر رنگ پریدہ بھی برابر آیا

روے گلرنگ اگر حوض مین ہو عکس فگن
دمبدم خندۂ گل سے یہ صدا آتی ہے

طور فوارے کا ہو رنگ کی پچکاری کا
باغ عالم مین ہے موقع یہی زرداری کا

خود بخود دوست کی دہتی ہوئی جاتی ہے سیاہ
کیا لکھون حال مین ناسخ کی سیہ کاری کا

اپنے نالون کا ابھی ظاہر اثر ہو جائیگا
شور سنکر اوس پری کا بند در ہو جائیگا

تیرے جلوہ سے حسینون کا ضرر ہو جائیگا
روبرو جب شمس آ دے گا قمر ہو جائیگا

مرچکا ہون پر ہوا آنا جو اوس صیاد کا
طائر روح روان بے بال و پر ہو جائیگا

اوس پری کے کوچہ مین لوٹین گر ہم دیوانہ وار
سایۂ دیوار کا ہمکو اثر ہو جائیگا

ہوگیا ہون روتے روتے کور لیکن پیش یار
تار اشکون کا ابھی تار نظر ہو جائیگا

دوست بے ہمسر ہوتی ہین دشمن جدا ہونیکے ساتھ
وہ شجر ہون برگ گرتے ہی تبر ہو جائیگا

بھیجین گے فردوس سے بھی نامہ ہم اوس حور کو
جو ملک ہوگا وہ مرغ نامہ بر ہو جائیگا

ساغر مے جلوہ گر ہے مثل قرص آفتاب
خشک اپنا زاہدا دامان تر ہو جائیگا

زخم دل میرا نہین جو ہو نہ ہرگز التیام
ایک دن بند اوس پری کا چاک در ہو جائیگا

کب تلاش مال کا اے جنون ہمکو دماغ
ہے جو قسمت آہن زنجیر زر ہو جائیگا

گر ترقی چاہتا ہے حسن کی اے سیم تن
پی مے گلگون کہ اس سے سیم زر ہو جائیگا

وصل کی شب ہے نہ چلا آج تو اے مرغ دل
اوس پری کو شبہۂ مرغ سحر ہو جائیگا

تا بہ میخانے پہونچ جاؤن تو پہونچ جاتی ہے جان
ساغر مے پیش تیغ غم سپر ہو جائیگا

ولہ

دیوان ناسخ

۸

دور دل کیجیے ابھی جلدی ابھی تازہ ہے عشق
زخم یہ ناسور ہوگا گر کہن ہو جائیگا

میں وہ وحشی ہوں کبھی سونگھا جو میرا استخوان
مارے وحشت کے سگِ جانان ہرن ہو جائیگا

گر یونہیں آ آ کے ڈوبینگے پریزادے صنم
دوستو بیرالعلم چاہِ ذقن ہو جائیگا

گر اوٹھا کر شہر سے صحرا میں بٹھلاؤ گے تم
بس وہیں مثلِ درخت اپنا وطن ہو جائیگا

حُسن کی زینت اگر چاہے کلامِ عشق سُن
گوہرِ گوش اے صنم اپنا سخن ہو جائیگا

کیوں اچنبھا ہے تجھے ناسخ فراقِ یار کا
ایکدن نادان فراقِ روح و تن ہو جائیگا

مظہر وہ بت ہے نورِ خدا کے ظہور کا
نقشِ قدم سے سنگ کو رتبہ ہے طور کا

ساقی مےِ وصال میں عالم ہے نور کا
چمکا دے چاندنی میں پیالہ بلور کا

جس شعلہ رو کو دیکھئے عالم ہے نور کا
ٹیلا ہمارے شہر میں ہے نام طور کا

ہیں پانوں تک جو بال کمر تک ہے انکے یوں
جاڑہ میں ہو گیا ہے لبادہ سمور کا

ابرو دکھاؤ یا کوئی تلوار بھیجدو
کچھ تو کرو علاج دلِ ناصبور کا

جھانکے کسی کوئیں میں وہ یوسف مرا اگر
شبہہ ہو عکس شعلۂ رُخ سے تنور کا

دیوان کیوں بھروں نہ حسینوں کے ذکر سے
قرآن میں بھی ذکر ہے غلمان و حور کا

کوثر کی موج کیوں نہو اپنی نگاہِ پاک
یاں چشمِ تر ہے جام شرابِ طہور کا

کرتا ہوں رنج دوری جانان میں فکرِ شعر
مضمون کسطرح مجھے سوجھے نہ دور کا

اے شہسوار اگر نہ کیا کشتۂ نگاہ
پہونچا دے قبر میں یہ نتیجہ قبور کا

غیر کو نامہ ہے سرنامہ مرے نام کا ہے		مہربان زور یہ تم نے ستم ایجاد کیا
ضعف مین ٹوٹ سکا جب حباب دریا		ہم نے تجویز اوسے بیضۂ فولاد کیا
نکہت گل کی روش اے فلک ناہنجار		تونے اوس گل سے چھڑا کر مجھے برباد کیا
نامے غیرون کو دیے رکھیے وحشت زدہ ہم		ہاے قاصد نہ کبھی تونے ہمین شاد کیا

ایک دل دو کی رسائی ہے بھلا کیا ناسخ
خود فراموش ہوا مین جو اوسے یاد کیا

ولہ

قمر تو باغ مین وہ وغیرت شمشاد آیا		بندۂ سرو ہو تم کرنے کو آزاد کیا

ولہ

گل کو جب دیکھا وہ گلگون پیرہن یاد آگیا		یاسمن کو دیکھکر اوسکا بدن یاد آگیا
آج مجکو دشت وحشت مین وطن یاد آگیا		بوے گل کو بعد بربادی چمن یاد آگیا
گھر بناؤن خاک اس وحشت کدہ مین ناصحا		آئے جب فردور مجکو گورکن یاد آگیا
ہوں وہ وحشی نیست بھر بھولا رہا پوشاک کو		جب کفن پہنا تو مجکو پیرہن یاد آگیا
سر پا تک اپنے شعلہ کیطرح تھرا گئے		شمع کو جس شب ما بیت الحزن یاد آگیا
تنگ جب مجپر ہوا ایام فرقت مین جہان		اے پری رو کیا مجھے تیرا دہن یاد آگیا
وادی غربت مین جسدم ہو گیا جوش جنون		ہاے کیا مجکو وہ طفل برہمن یاد آگیا
توڑ ڈالا مینے جو پیمانۂ مے میکشو		میکشی مین ساقی پیمان شکن یاد آگیا

لالہ کو دیکھا داغ کہن یاد آگیا
بیستون پر مجکو ناسخ کوہکن یاد آگیا

ولہ

فصل گل مین کیا مزاج اپنا بھی برہم ہو گیا

فصلِ گل مین فصد کیا کرتا ہے میرا طبیب	جوش ہو اور ہو گا گر لہو کم ہو گیا
زخمِ چاکِ در سے جہانکا مین کیا قاتل ذبح	رشتۂ نظارہ گویا صوفِ مرہم ہو گیا
میری قسمت کا طبیبو اسمحالا دیکھنا	جب سرور آیا مرے دلمین غم ہو گیا
چھوڑ کر چہرے پہ زلفین معجزہ اوس کیا	ایک پل مین بڑھ گئی رات اور دن کم ہو گیا
وصفِ ابرو بعد مژگان کے جو مین لکھنے لگا	تیر سا سیدھا قلم شکلِ کمان خم ہو گیا
پھول لالے کے نظر آتے ہین انگاری مجھے	باغ تھا جنت سو فرقت مین جہنم ہو گیا
نام کندہ اوس پریرو کا نگین دلمین ہے	جسکی چاہت ہین سلیمان جھکے خاتم ہو گیا

کیون نہ دم توڑون کہ جسپر دم نکلتا ہے مرا
ناسخ اِن روز دن رقیبون کا وہ ہمدم ہو گیا

ولہ

قاصدی کا کام تجھسے ای صبا ہو جائیگا — یا یو ہین حسرت مین ہم اپنا فنا ہو جائیگا

ولہ

وصل کے ایام مین وہ شور قلقل ہو گیا	اب تو ساقی کی جدائی مین مرا قل ہو گیا
بعد مرنے کے بھی ہم چھوٹے نہ دامِ عشق سے	جسم سے نکلا جو مرغِ روح بلبل ہو گیا
اسقدر مضمون لکھے کاکلِ محبوب کے	ریشہ بھی اپنے قلم کا تارِ سنبل ہو گیا
تیری اڑی سا اثر کا ہمکو رکھتا ہی سبیل	گل سے بھی خوشبو زیادہ کفش کا گل ہو گیا
عشق نے ہمکو دکھایا آج اعجازِ خلیل	آگ سے پیدا ہمارے ہاتھ کا گل ہو گیا

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

رات ہولی کی جو آئی تو لہو رو رو کر
عشق ہوتا ہے حسینونکو نظر بازون سے

راہِ جانان سے عجب رنگ مین ہین دو آبلہ
دی بصارت وہین یوسف نے جو یعقوب آیا

دُور سے مجکو جو آتے ہوئے دیکھا ناسخ
سالکِ دشتِ جنون بولے وہ مجذوب آیا

اس ادا سے چلے جو یار اپنا
نقش پا کیون نہو قرار اپنا

آپ مین آئین جائین یار کے پاس
کب ہے مجکو انتظار اپنا

ہے مقلّب قلوب کا جو خدا
کیا بتو دل پہ اختیار اپنا

بیخودی مین یہ کون یاد آیا
خود بخود دل ہے بیقرار اپنا

یاسمین دھوپ سے ہوے گلرخ
دیکھو آئینے مین عذار اپنا

ساتھ صحرا مین بھی ملے اغیار
لے جاتا رہا شکار اپنا

آگے آگے ہوئی ہے روح روان
پیچھے پیچھے چلا غبار اپنا

ہے جو اوس چاند کے جلو مین روان
چاندنی ہو گیا غبار اپنا

بعد مرنے کے آج اے ناسخ
عزم ہے سوے کوئے یار اپنا

دیجیے اوترا پیرہن اپنا
ماہِ کنعان کرے کفن اپنا

دشتِ غربت مین دیکھکر تجکو
آج بھولا مجھے وطن اپنا

لب مین رُخ حلب نہین نفین
آپ نے کیا کیا ختن اپنا

ولہ

[illegible]

بچہ اطلہ فردوس مین بھی مین گذرا دو پہر سے تمسے کوچہ مین ہم آکر بیٹھے اشک حسرت یہ بہو وقتِ وداعِ جانان تم کے خمِ صحبتِ ساقی مین چڑھا جاتی تھے یون فلک سے کبھی اوتری نہ شہابِ ثاقب سمجھے سب ابر کے ٹکڑے سے یہ نکلا خورشید چشمِ زاہد مین ہون گو خوار گنا ہون سے مگر کسی حالت مین مجھے ہوش ہی کچھ کام نہین بار دامن سے اوتر جائے نہ کیون مری کمر	دیتے مجھے پھر کفن پیرہن اپنا اوترا ہو گئی شام نہ دیوار سے سایہ اوترا کہ مرے گھر سے جو نکلا چڑھی گنگا اوترا ہجر مین حلق سے یان ایک نہ قطرہ اوترا جسطرح بام سے اپنے وہ بھبھوکا اوترا یان جو داغ سرِ شوریدہ ہی بھایا اوترا مغفرت کا تو مری شان مین آیا اوترا چڑھ گئے انجرے سوہوکے جو نشا اوترا آستین کا یہ ہوا بوجھ کہ شانہ اوترا

نہین چڑھتا ہون کسی کی جو نظر پر **ناسخ**
یار کی نظرون سے افسوس مین ایسا اوترا

محوِ خطِ عارضِ محبوب کا ترک کر اے دل کسی اسلوب سے ملگئے تو خط ہزارون خاک مین کیا کسی کو دیکھے عاشق غیرِ دوست	منتظر رہنے لگا مکتوب کا عشق اوس محبوب خوش اسلوب کا جا بجا ہو کیون نہ سبزہ دوب کا یہ سبب تھا کوری یعقوب کا

کوئی **ناسخ** کو نہ دیوانہ کہو
معتقد ہون مین اوسی مجذوب کا

ولہ

[illegible]

اوسنے جو پوچھا پسینا روے ماہتاب کا
بن گیا رومال کونا چادر مہتاب کا

کر سکین اغیار کیونکر خون مجھ بیتاب کا
ہر کسی سے کشتہ ہو سکتا ہے کب سیماب کا

ذکر کیا ہے ہجر ساقی مین شراب ناب کا
جبکہ اپنے حلق سے اوترے نہ قطرہ آب کا

عشق گیسو مین یہ عالم ہے دل بیتاب کا
نالۂ بیجان جو ہے اک سانپ ہے سیماب کا

بوسے لیتے ہی ترے بالے کی مچھلی اے صنم
ہے ہمارے دل مین عالم ماہی بے آب کا

کیا مرے دل کی طرح شیشہ بھی پر خون ہو گیا
ہے مگر گلگون مین ساقی فرا خون ناب کا

نسبت اگل کیا ہے تیری چشم خون آلود سے
طور نرگس مین ہے میرے دیدۂ بیخواب کا

کم نہین ہے شام سے صبح شب فرقت سیاہ
ہے یقین خورشید پہ بھی کرمک شب تاب کا

کم بضاعت جتنے ہین کرتے ہین وہ جوش و خروش
تو ڑ ہوتا ہے کسی دریا مین کب سیلاب کا

پڑ گئے ہین ناتوانی سے جو حلقے آنکھون
سبکو میرے چشم تر پر شبہہ ہے گرداب کا

ہے صفا حاصل تو بینائی بھی ہے لازم ضرور
صاف ہو کر آئینہ محتاج ہے سیماب کا

سینے اوسکا طاق ابرو تو کبھی دیکھا نہین
پوجنے والا ہون بس دروازے کی محراب کا

پستی طالع نے یہ گردش دکھائی ہے ہمین
ہے گڑھا دریا مین اے ناسخ سبب گرداب کا

ہو گیا اندھیر جب پنہان وہ مہرو ہو گیا
شمع کا شعلہ یہ اوڑ بھاگا کہ جگنو ہو گیا

ہونٹھ اوس میکش کے ایسے برگ گل ہین ساقیا
ساغر گل سے زیادہ جام خوشبو ہو گیا

چشم ساقی جام ہے بنی ہے مینائے شراب
میکدے کا طاق گویا طاق ابرو ہو گیا

گم ہوا خطِ شعاعی سے فروغِ آفتاب
کچھ نہیں غم گر خطِ رخسارِ جانان بڑھگیا

تھا مجھے جب جوشِ وحشت تنگ آ اُٹھا نظر
گھٹ گئی جو طاقتِ پا کیا بیابان بڑھگیا

پیری آئی کودکی سے پر مگر غفلت رہی
کیا ہمارا ہائے یہ خوابِ پریشان بڑھگیا

بال اُنکے جن دواؤن سے بڑھائے یارنے
کیا اونھین سے گیسوی شبہای ہجران بڑھگیا

اُسکو شائد یار کی جو روز کا ہو جا حساب
ہجر کا دن روزِ محشر سے دوچندان بڑھگیا

جسطرح خورشید سے بڑھ جائے لکا ابر کا
تجھسے آگے بس یونہین تختِ سلیمان بڑھگیا

پیرہن پھینکے ہین مینے بشتر کرکے جاک
اس سبب سے اجنون صحرا کا دامان بڑھگیا

خط سے دونی ہوگئی اوسکے دہن کی آبِ و تاب
خضر کے فیضِ قدم سے آبِ حیوان بڑھگیا

دامنِ صحرای محشر تک ہےآی دستِ جنون
رفتہ رفتہ کیا مرا چاکِ گریبان بڑھگیا

بوستانِ خوش خرامی مین شمیم گل سے ہے
سرو چمن آگے مرا سرو چراغان بڑھگیا

اور مردون کے کفن کا نٹو نہین او مجھے ہر گز
آگے صحرائے عدم سے بھی یہ عریان بڑھگیا

نقدا مرزش فقط کیا دو مجھے کچھ اور بھی
تم ہوئے جو مشتری یان نرخِ عصیان بڑھگیا

تو جو دریا مین لگا دھونے حنائی اپنے ہاتھ
بہرِ پابوس آئے پر رو دستِ مرجان بڑھگیا

اشتیاقِ نامۂ جانان کے جو مضمون لکھے
نامۂ اعمال سے ناسخ کا دیوان بڑھگیا

موج زن ایسے ہین یان دیدۂ تر مین دریا
پانی سے تپلے ہوئے اپنی نظر مین دریا

پھرتی ہین روتی ہوتے وادیٔ غربت مین ہم
جسطرح رہتی ہین دن رات سفر مین دریا

ولہ

یون مجھے آپ سے اب کرتی ہے تقدیر جدا
جسطرح جنگ مین ہو قبضہ سے شمشیر جدا

مس کے زر ہونیسے بہتر ہے کمال انسان
خاکساری ہے جدا اور ہے اکسیر جدا

جلے زندان لب سوفار ہوے ای قاتل
دہن زخم سے ہوگا نہ ترا تیر جدا

مرض عشق سے مٹھیا اپنی یہ بستر سے لگی
نہ کبھی صفحہ سے جسطرح شکل ہو تصویر جدا

ایجنون پانون ہین جبتک یہ تمنا ہے مجھے
کبھی مانند رگون کے نہو زنجیر جدا

چھوڑون کیا پیر ہین شیرین ہے نگی صحبت
نہین ممکن کہ ہون ملکر شکر و شیر جدا

کہتے ہین دیکھکے زلف اوسکی رخ تابان
کبھی ہوتا نہین اس شمع سے گلگیر جدا

جب جدائی کے مضامین مجھے سوجھے ہین
حرف سے حرف ہوا ہے دم تحریر جدا

کیون نہو جلوہ خورشید سے سایہ کا وجود
کیا ترے چہرے سے ہو زلف گرہ گیر جدا

مجھ گرفتار جدائی کی جو پانو نہین پڑے
ہو جنون حلقے سے ہر حلقہ زنجیر جدا

مینے جو درد جدائی سے کیے ہین نالے
کیجیے تن سے مرا سر پے تعزیر جدا

تیغ آہن سے سوا ہے برش تیغ زبان
حق کو باطل سے کریگی تری تقدیر جدا

آشنا ستمدا اس درجہ کہان ہوتے ہین
آپ دلگیر ہے ناسخ جو ہے دلگیر جدا

ذکر کیا اوس کے آگے زہرہ جبین کا
ہے سلیمان وہ پری رتبہ ہے کیا بلقیس کا

باہم دینے ہین جو دونون تیرے ابرو ماہ نو
ایک چاند اونتیس کا ہے ایک پورا تیس کا

یاس مجکو قتل کرتی ہے جلاتی ہے امید
معجزہ تازہ کیا ہے عشق نے جرجیس کا

ہے عضو عضو محو تجلّی یار کا
میرا غبار جسم جو تھا نور ہو گیا

ساقی ٹپک پڑا ہے ہو ہجر یار مین
منہ شیشۂ شراب کا ناسور ہو گیا

دل دیکھے آگیا ترے قابو مین الصنم
مین اپنے اختیار سے مجبور ہو گیا

ناسخ ہے اس جہان کا دار غرور نام
معذور ہے اگر کوئی مغرور ہو گیا

ہر پھول تیرے رشک سے جب آب ہو گیا
صحن چمن بھی نظر دنین تالاب ہو گیا

تیرے حضور زہرہ ماہ آب ہو گیا
شب چاندنی مین عالم سیماب ہو گیا

گھلے جو تجکو دیکھ کے دل کچھ عجب نہین
آئینہ ہاتھ مین قدح آب ہو گیا

پھاڑا جو اوس نے دست حنائی سے خط مرا
ہر پرزہ برگ لالۂ شاداب ہو گیا

آنا ترا وہ رات کو نکا یاد آگیا جو ہاے
مہتاب کو مین دیکھ کے بیتاب ہو گیا

غمنامہ میرا آج کبوتر جو لیچلا
تاثیر سحر دیکھیو سرخاب ہو گیا

چادر کے بدلے چاندنی دیکھی جو ڈالدی
میری لحد مین جلوۂ مہتاب ہو گیا

انسان دو چار ہو کی نکیونکر ہو بیقرار
آئینہ تجکو دیکھ کے سیماب ہو گیا

بھاگے جو سامنے سے ستارے شب فراق
مجکو گمان کرمک شب تاب ہو گیا

مضمون جو اپنے رونے کا مینے رقم کیا
ناسخ دہن دوات کا گرداب ہو گیا

جب بیان یار کا مضمون رقم ہو جائیگا
خط مسطر جادۂ راہ عدم ہو جائیگا

ولہ

ہون وہ معجز کہ اگر بیضۂ فولاد بھی ہو
کرودن اعجاز سے مین طائرِ مضمون پیدا

آج کل سے مین نواسنج نہین ہے قمری
سرو کی طرح خدا نے کیا موزون پیدا

سرنوشت اپنی یہ اُلٹی ہے ازل سے کہ ہوے
کاسۂ سر کیطرح بخت بھی واژون پیدا

اے پری میرے تصور کی نہین تجھکو خبر
پردۂ قاف مین پنہان ہو تو کرلون پیدا

نہ ہمارے دلِ بیتاب کو زلفون سے نکال
پارسے ہوتی نہین گیسو نہین جون پیدا

کرلیا پریون کو تسخیر سُنا کر اشعار
مثلِ ناسخ نہین اصحابِ افسون پیدا

ہے کیا ہی اثر خوبی ابرو کی بیان کا
تلوار سے کم کاٹ نہین میری زبان کا

اوس چاند کی ٹکری کے تصور مین ہین ٹکڑے
کپڑا ہے مقرر مرے کرتے مین کتان کا

پر کیون نہو حسرت سے مرا دامن خالی
گُل کیا کوئی کانٹا نہ ملا باغِ جہان کا

گو فصلِ بہار آئی نہ آیا تو مین وہ گُل
جھونکا کوئی چلتا ہے ابھی بادِ خزان کا

بے صیدِ فگن جان چلی تیر کے مانند
ہیرے بدنِ زار مین ہے طور کمان کا

شیرین سخنی ایسی کہان پائی کسی نے
چھوٹا ہے میرے منھ مین لعاب اوسکے دہان کا

محروم جو رکھتا اوسے منظور ہے میرا
کہتا ہے ظرافت سے کہ لے بوسہ ہان کا

ظاہر کے اطبا تو نہ سمجھین گے مگر ہان
عیسےٰ سے مداوا ہو مرے دردِ نہان کا

لشکر کی صفین ہونگی جنازے کے نمازی
اک روز نہین نام ونشان نام ونشان کا

ہے صبح قیامت ہوئی آخر جو شبِ وصل
ہے صور کی آواز مجھے شورِ اذان کا

رنج صحراے جنون ایسے گوارا ہو گئے
شکوہ تلوون کا نہین مانند ماہی خار کا

شیشہ اے ٹوٹتے ہین آج محفل مین بہت
تونے دل توڑا ہے کیا ساقی کسی میخوار کا

تیرے سر پر جسطرح ہے ابر کا سایہ مدام
میرے سر پر ہو یونہین سایہ تری دیوار کا

نطق ہوگا بند اوزاہد نہ میخواروںسی بحث
بے صدا ہو جائیگا گنبد تری دستار کا

گو تنہ خاطر مین دی اس غنچہ دل کو جگہ
گل کو تونے جسطرح بوسہ دیا دستار کا

ایک کونا کل ملیگا رہنے کو زیر زمین
سایہ ہے آج آسمان پر گو تری دیوار کا

اسقدر کافر بتون کا مینے نظارہ کیا
طور ہے آتا نظر مین رشتہ زنار کا

میرے زخمونکو اگر ٹانکے لگانے ہین تجھے
چلے لا جستراح دوڑا یار کی تلوار کا

کیا عجب سایہ پیمبر کا اگر معدوم تھا
دیکھ تو سایہ کہان ہے میری جسم زار کا

تیر بھی مجھپر نہین وہ پھینکتا اتنے لیے
جانتا ہے بوسے لونگا اب سوفار کا

وصف اک مطرب پسر کے لکھتے ہین ناسخ جو ہم
اب قلم پر ہے گمان منقار موسیقار کا

ثناے ابرو خمدار ہے بیان اپنا
سواے تیغ نہین کوئی ہمزبان اپنا

یہ شوق بعد فنا ہے کہ بے اعانت غیر
اوسی گلی کو جنازہ ہوا روان اپنا

ہوا اس جہان سے جدا اندنون جہان اپنا
زمین سے ہے کہین پست آسمان اپنا

اسیر ہم جو قفس مین ہین تو ہماری عوض
ہواے باغ مین اڑتا ہے آشیان اپنا

برنگ پنجہ خورشید نقش پا ہے ترا
بلند بام فلک سے ہے آستان اپنا

[illegible]
خدا ہی جانے کہ جاتا ہوا ہے کہان اپنا

ولہ

جوش سودا سے ہے سواد شب ہجران اپنا
نہ ہوئی صبح ہوا چاک گریبان اپنا
[illegible]

۲۰

غم افلاس کہاں دل ہے تونگر اپنا
زرد چہرہ نہیں فانوس سے یہ ہو زر اپنا

پوچھنے کی نہیں طوفانِ بلا کو حاجت
جانتا ہے مرے ویرانے کو وہ گھر اپنا

ہے کبھی کوچہ جانا نہیں بدنہیں ہر کبھی
طائرِ روح ہے گردانِ کبوتر اپنا

خاک پر لوٹتے ہین فرقتِ محبوب مین ہم
چاندنی ہے شبِ مہتاب مین بستر اپنا

لوگ سمجھے ہین غلط نیر تابان اوسکو
ہمنے دشت مین اُچھالا ہے یہ افسر اپنا

اپنے طالع مین جو ہے اے رشکِ قمر ہالہ
ہے ستارہ تری پاپوش کا اختر اپنا

اشک حسرت کے سوا بادۂ گلرنگ سے پلے
شلِ زاہد کبھی دامن نہوا تر اپنا

آتی مدت سے ہو نہین وادیٔ وحشت مین خراب
کہ وطن جاؤن تو پاؤن کبھی گھر اپنا

کھول دیتا ہے اگر جوہر شمشیر کسیس
چھپ گیا تیر گئے بخت سے جوہر اپنا

ساقیا شیشۂ گردون ہوا بھی چکنا چور
پھینک مارین ہم اگر ہستی مین ساغر اپنا

ذکر پرواز تو کیا تنگ ہے ایسا یہ چمن
جھاڑ بھی سکتے نہین ہم کبھی شہپر اپنا

دھیان اُس کوچے کا ناسخ جو ہے مانندِ جسن
گھر مین ہم رہتے ہین اور ڈھونڈتے ہین گھر اپنا

کہاں وطن سی ہو مین خانمان خراب جُدا
ہوا بیاض سے کب شعر انتخاب جدا

ہوا ہے آج جو وہ رشکِ ماہتاب جدا
بدن کو جان سے کرتا ہے اضطراب جدا

ہوا نہ پیر مین بھی ساغرِ شراب جدا
یہ وہ ہے صبح نہو جس سے آفتاب جدا

نہین ہے غم جو بدن سے ہو سر جدا ساقی
مگر نہ ہاتھ سے ساغرِ شراب جُدا

سر پر ایسا ہے سوز داغ جنون | شعلہ ہر پر ہے مری بالین کا
کیا تری کفش پا مین ہی خوشبو | شبہہ ہے ناف آہوِ چین کا
حُب غربت مین ہو نہین خانہ بدوش | صاف عالم ہے خانۂ زین کا
فرع چرخ مین نہین برکت | کب سے ہے ایک خوشہ پروین کا
کودک سنگ زن نہین تو نہ ہو | سر کو کافی ہے سنگ بالین کا
ہو گئے تار سیم بال تمام | نہ گیا دھیان ساق سیمین کا
یاد آیا مجھے وہ مصحفِ رو | نزع مین وقت ہے جو لیسین کا
ہون مین اک شیر نیستان سخن | خوف کیا مجھکو شیرِ قالین کا
میرے اشعار ایسے ہین پیچیدہ | کہ نہین دخل یان سخن چین کا
خبر مرگ غیر نے خط مین | یہی مضمون ہے میری تسکین کا

طبع رنگین ہے کافی اے ناسخ
شوق کب ہے لباس رنگین کا

رہا ہون تجسے مین یا وہ ایکسال جُدا | نہ اکدم تو بھلا گال سے ہو گا ل جدا
بندھ رہا ہے کمر یار کا خیال دلا | نہ شل دُرِ نجف ہو کبھی یہ بال جدا
بجاے نقش قدم کرتے ہین سر عشاق | برنگ تیغ ہے دنیا سے تیری چال جدا
ہمارے دل کو ہوئی زلف یار جزو بدن | نسونکی طرح نہو گا کبھی یہ جال جدا
مرے جگر سے بھی ہونگے نہ محو داغ جنون | نہ روے یار سے جسطرح ہونگے خال جدا

کیا کوئی جاندار اوس قاتل سے جانبر ہو بھلا
کٹ گیا تیغ نگہ سے قافیہ جو رنگ کا

اپنی خلوت مین بھی وہ ننگا کبھی ہوتا نہین
خوف ہے چشم خیال ناسخ بے ننگ کا

اوڑا کے ساتھ یہ مشت غبار لیتا جا
مجھے رکاب مین او شہسوار لیتا جا

چلا عدم سے مین گھبرا تو بول اوٹھی تقدیر
بلا مین پڑنے کو کچھ اختیار لیتا جا

شگفتہ غنچۂ امید باغ کر اے گل
خزان مین ساتھ نسیم بہار لیتا جا

ہو آنکھ تو ہر شوریدہ زینت فتراک
ہمارے دوش سے صیاد بار لیتا جا

صراحی کہتی ہے مجھسے کہ مغتنم ہے یہ دور
پیالی متصل اے بادہ خوار لیتا جا

دلا نہین یہ خرابات جاے کیفیت
براے بادۂ کوثر خمار لیتا جا

جگر کے ٹکڑے ہین گل لالہ ہے دل پر داغ
مرے چمن سے کچھ اے گلعذار لیتا جا

ولہ

وہ روے کتابی تو ہے قرآن ہمارا
کہتے ہین جسے عشق ہے ایمان ہمارا

ہاتھون کی شکایت ہے ہمین دست جنون مین
پاؤن مین اولجھتا ہے گریبان ہمارا

ہر صبح دکھاتا ہے ہمین جلوہ پری کا
بالاے ہوا دار سلیمان ہمارا

ہین مردم غمدیدہ کی دانتونکی طرح بند
شکل دہن تنگ ہے زندان ہمارا

ہم خانہ خرابون سے ملے کیا کوئی آکر
دروازۂ افتادہ ہے دربان ہمارا

رہتا ہے ہمین دھیان تمہارا ہی ہمیشہ
تمکو نہین آتا ہے کبھی دھیان ہمارا

وا مکتوب گویا قاصد آتش زبان ہوگا رسائی غیر نے پائی کوئی قصہ برپا ہو		ہر اک مضمون مین عالم ہے پیغام زبانی کا مری نیند اڑ گئی شوق دنگو ہر جسے کہانی کا
	بڑا اکال ہے ناسخ ہم عالم فراہم کر ارادہ ہے اگر اے چرخ اُسکی میہمانی کا	

دیدۂ دل حیرتے او فرہاد یک بین ہوگیا
ہمنے جس پتھر کو دیکھا نقش شیرین ہوگیا

پھول جھڑتے ہین تری منھ سے جو اس رنگین بیان
نکتہ چین آیا تری محفل مین گلچین ہوگیا

ساقیا ساغر نہ کیون ہنجائے مثل آفتاب
نور سے سے خوشۂ انگور پروین ہوگیا

رنگ گل ایسا اڑا اوس رشک گل کے سامنے
دامن باد صبا گلشن مین رنگین ہوگیا

جلوہ گر ہوتا نہین گھوڑے پہ اب وہ شہسوار
بے چراغ ان روزون اسکا خانۂ زین ہوگیا

سیر سے دل دیدہ سے ہر یہ حسن کا اوسکو غرور
ہاتھ آیا جسکے آئینہ وہ خودبین ہوگیا

خانہ برباد ہین بھی ہے اپنی آسائش کی
پتھر بستر ہوگئی ہے ہاتھ بالین ہوگیا

کیا ہی تاثیر حلاوت ہو لب جانبخش کی
حرف منھ سے تلخ بھی نکلا تو شیرین ہوگیا

ساق سیمین کی محبت ہے ہمارے جسم کو ساتھ
ای پری تار نفس بھی تار سیمین ہوگیا

اوس پری کے قاصدونکو ہمنے زر ایسا دیا
آدمی کیا ہر کبوتر مرغ زرین ہوگیا

جوش سودا نے بچایا لشکر غم سے مجھے
گرد سنگ کودکان سے قلعہ سنگین ہوگیا

باغبان آیا نہین گلگشت کو وہ رشک گل
تنکے اب چننے لگا دیوانہ گلچین ہوگیا

ایسے کاہیدہ ہوے محبوب تیرے رشک سے
گیسوے مشکین جو تھا اب خال مشکین ہوگیا

[illegible]

پھر وہی ہے روزِ وحشت پھر وہی جوشِ جنون
فصل آتے ہی کیا ناسخ توانا ہو گیا

ہے مکان گور تنگ سونے کا — کیا کرون گا پلنگ سونے کا
جو تنگ تجھمین ہے کہان اوسمین — کیون نہ پھیکا ہو رنگ سونے کا
یاد آتا ہے ہجر مین وہ فرا — بر مین لے لے گے تنگ سونے کا
وصل کی رات ہے نہ چاہیے جنگ — وقت ہے خانہ جنگ سونے کا
میری لیلے کو یان اگر لے آئے — باندھون ناقہ مین زنگ سونے کا
تم چھپر کھٹ مین ہم جنازے پر — کیا نکالا ہے ڈھنگ سونے کا
محو تیری سنہری رنگت کے — کبھی دیکھین نہ رنگ سونے کا
ہر گران زر کے سامنے ہے سبک — کیا ہو ہموزن سنگ سونے کا
ہجر مین ہر شعاعِ شمس مجھے — ہو گیا ہے خدنگ سونے کا

خواب مین شاید آئے وہ ناسخ
قصد کر لے درنگ سونے کا

جب سے شغلِ خون نشانی ہو گیا — پردۂ چشم ارغوانی ہو گیا
روے ہم یادِ لبِ جانبخش مین — اشکِ آبِ زندگانی ہو گیا
ہجر مین ہر رنگ کیفیت ہی بزم — بادۂ گلرنگ پانی ہو گیا
ہم جو باقی تھے سو باقی رہ گئے — تھا جو فانی دم مین فانی ہو گیا

ولہ

[illegible]

[illegible]

ہمہ تن آبلہ ہون آتش گل سے بلبل
پھول مارا جو کسی نے تو مین پتھر سمجھا

کیا ہی دم باز ہے وہ دشمن جانی ظالم
آج اُٹتے ہی جو بیڈھب کے تیور سمجھا

ہنسکے بولا کہ ہر کچھ کام ابھی آتا ہون
اور اپنے دل بیتاب کو دم بھر سمجھا

رات دن ہے مرے کاشانۂ دلمین تو مقیم
ہوگیا چاک جو سینہ مین ترا در سمجھا

لال جوڑا جو ہے برسات مین تو نے پہنا
تجکو خورشید فلک کے مین برابر سمجھا

دل مرا ٹوٹ گیا یاد جو آیا ساقی
شیشۂ مے کو شب ہجر مین پتھر سمجھا

کوئی عاشق کے برابر نہین دنیا مین حریص
عمر بھر وصل مین گذری ہے مین دم بھر سمجھا

فصل گل پر نہین موقوف مری بادہ کشی
پنبۂ شیشۂ مے کو مین گل تر سمجھا

دل نے جس راہ لگایا مین اوسی راہ چلا
وادی عشق مین گمراہ کو رہبر سمجھا

پڑگیا عکس زرِ گل جو تن عریان پر
تجکو مین پہنے ہوئے خلعت پر زر سمجھا

کیا ترقی ہو دلا پیر مغان کی دولت
جوش مستی مین خم مے کو مین ساغر سمجھا

سوزش داغ جہان کم ہوئی گھبرانے لگا
طائر روح روان کو مین سمندر سمجھا

موج عنبر تری ہر بال کو کہتا ہون صنم
شانۂ زلف معنبر کو مین عنبر سمجھا

جان شیرین جو گئی یاد لب شیرین مین
چونٹیون نے بھی مری خاک کو شکر سمجھا

زلیست بھر شوق خط یار رہا اے ناسخ
جب تلک نزع مین آیا مین کبوتر سمجھا

تو جو آیا باغ وقف پائمالی ہوگیا
ہر گل تر صورت گلہای قالی ہوگیا

۲۵

کمند زلف مین مجبور ہے دل بیتاب
بھلا ہو شست مین کیا اختیار مچھلی کا

ہماری آنکھوں سے دریاے اشک جاری ہین … خیال ہو تری بازو کی یار مچھلی کا

کباب کھاتی ہین مچھلی کے رقیبونمین … ہم اپنے دل سے کرین پار خار مچھلی کا

نظر پڑا دل بیتاب جب مرا پُر داغ … ہوا گمان اوسے فلس دار مچھلی کا

بتاؤ ماہچھیو تمکو قسم ہے گنگا کی … کدھر وہ کھیل رہے ہین شکار مچھلی کا

لگاے کانٹے مین ٹکڑا کوئی مرے دلکا … جو چارہ چاہیے اے گلعذار مچھلی کا

تو اپنے بالے کی مچھلی نہ زلف مین اٹکا … شکار شب کو نکر زینہار مچھلی کا

تمہاری سست خدائی کی ایسی مچھلی ہو … کہ جی ہوا ہی صنم اوسپر نثار مچھلی کا

چھپے گی کان کی مچھلی نہ زلف جانان سے … یہ ہے محال کہ جی چھوڑے مار مچھلی کا

برشتہ آتش خورشید مین حوت فلک … کباب کھائے جو وہ بادہ خوار مچھلی کا

وله

گل ہی کیا مجروح ہے تیغ نگاہ یار کا … ہر گلی پر بھی ہے پھاہا مرہم زنگار کا

اپنے سر کو اندنون سودا ہو زلف یار کا … ہار پیچان بن گیا جو پیچ تھا تلوار کا

ہو جھپکنا شکل اپنے دیدۂ بیدار کا … چہرے پر نقشہ ہے تیری روزن دیوار کا

نکلے کیا ارمان اوس محبوب کی دیدار کا … بخت ہو خوابیدہ اپنے دیدۂ بیدار کا

ہے تصور مجکو ہر دم ابروے خمدار کا … دل نہین گویا بغل مین میان ہو تلوار کا

ہو گیا ہون فرقت جانان مین ایسا ناتوان … توڑنا مشکل ہوا ہے آنسوؤن کی تار کا

اب جاڑے یون بسر کرتا ہون کوئے یار مین … خاک کا بستر ہے کمل سایۂ دیوار کا

بگڑے عیسی کبھی کلفت ہو موئی کے … ہے غضب انداز اوسکا فرق تری رفتار کا

کب سے ناسخ کی جستجو ہے مجھے
آج وہ خانمان خراب ملا

تیرے پرتو نے کیا گنگا کو دریا نور کا
جسنے دیکھا اہر کو سمجھا وہ شعلہ طور کا

توڑتا ہے محتسب شیشہ مے انگور کا
توڑنا لازم ہے مجکو خم کے انگور کا

اوس پر رکھے وکفِ پا مین ہی عالم نور کا
سنگ پا کیواسطے منگوائین پتھر طور کا

جسنے دیکھا تجکو عریان وہ یہی کہنے لگا
خوب آذر نے بنایا ہے صنم بلور کا

کشتی مے فرقتِ ساقی مین اب ہوگی تباہ
جوش مے خم مین نہین طوفان ہے تنور کا

نقش کے عالم مین بھی اپنی وہی ہے عمدگی
بھر کہ یہ چاہیے کاسہ سرِ فغفور کا

حسن بھی کیا چیز ہے زاہد ذرا انصاف کر
اپنے بندونکو خدا دیتا ہے لالچ حور کا

ہوگی طے راہِ عدم کیون کہ مجکو ضعف ہے
اوسکے منہ تک ہاتھ لیجانا سفر ہے دور کا

پہلے کر لیتا ہون گل اپنے سیہ خانے کی شمع
تب کہین مضمون پاتا ہون شبِ دیجور کا

دیکھا و شیرین ذرہ ہم عاشقون کی بیخودی
اپنے سر کو کوہکن سمجھا ہے نیشاپور کا

موذیون پر قہر یارب لطف سے خالی نہین
کیا مزا دیتا ہے ٹٹنا خانۂ زنبور کا

جلوہ فرما ہو یہین شاید کبھی وہ برقِ حسن
اپنے گھر مین ہم لگائین کوئی پتھر طور کا

سوزش اپنے داغ مین بھی ہے برنگِ آفتاب
چاہیے جراح مرہم صبح کے کافور کا

باعمین جو مے کشی منظور رہا او مست کو
دانۂ انگور شیشہ ہو مے انگور کا

غیرِ حق آئی نہین ہرگز زبان پر کوئی بات
ہے یہی اس دارِ فانی مین نشان منصور کا

پھکاؤن مین تجھے رندونکو توچھکا کرجا — یہی ہے جام سے ہردم کلام شیشے کا

بہار آئی ہوا پھر ترا مین دست نگر — سبوے مے کو گیا یہ پیام شیشے کا

نہین نماز اگر زاہدا تو پھر کیا ہے — یہ میکدے مین رکوع و قیام شیشے کا

نہین بعید کہ ہو سنگ حادثات سے چور — سپہر ہے مری نظرون مین نام شیشے کا

یہ ہے اشارۂ اوج سپہر مینائی — ہر ایک شے سے ہے اعلیٰ مقام شیشے کا

چھپائی سکیشی بزم شیر تمنے عبث — بنا ہے جسم تمہارا تمام شیشے کا

شراب شب اگر حشو اوس سے کیجیے دور — خیال آئے نہ کیون وقت شام شیشے کا

ہوئی یہ شیشے سے نفرت فراق ساقی مین — کہ ہے گلاب بھی مجکو حرام شیشے کا

ولہ

وحشیون کو کیا ہی مجھ وحشی سے یارانہ ہوا — شیر کا پنجہ براے موے سر شانہ ہوا

تیرے آگے باغبان نے نوچ ڈالے سب چمن — باغ مین ہر گل برنگ سبزۂ بیگانہ ہوا

بزم مین خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام — شیشۂ مے کا وہین لبریز پیمانہ ہوا

اُنگلیان رنگ حنا سے شمع ہین اونکی — دست جانان مین مرا مکتوب پروانہ ہوا

زلف جانان بنگئی ہو گور مین مار عذاب — تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا

صورت اونکی دیکھتا ہون مرد دیوار سے — اندنون کاشانہ میرا صاف تبخانہ ہوا

زندی اپنی پارسائی سے مبدل ہوگئی — ہجر مین ہر قطرۂ مے سبحہ کا دانہ ہوا

جوش حیرت سے کسی کو طاقت جنبش نہین

جانور اپنے کہین ناسخ بڑی انسان سے ... وحشت ہوئی مانوس ویرانہ ہوا

ولہ

اقرار بہ نبوت مین ہے اقرار خدا کا

انکار بہ امامت مین ہے انکار خدا کا

معشوق ہین ہے عاشق اللہ محمد	بندہ ہے علی پر ہے خریدار خدا کا

محشر مین کہے گا یہی ناسخ کہ بچا لو
یا احمد و حیدر ہون گنہگار خدا کا

تیری زلفون کا زمانہ مبتلا ہو جائے گا	دیکھ لینا بال بال اوسکا بلا ہو جائیگا
تو وہ خورشید قیامت ہی کہ تیرے سامنے	گورا گورا چاند سا منہ سانولا ہو جائیگا
حسن وحشت خیز ایسا ہی تو کیسے آدمی	اے پری ہر جن بھی کتنا باؤلا ہو جائیگا
آدمی کیا تو ہے گل ایسا کہ بلبل کیطرح	عشق کا ہر جانور کو حوصلا ہو جائیگا
کوئی میری چاک پیراہن جو کر دیگا رفو	پنجۂ وحشت کو دم بھر مشغلا ہو جائیگا
طاق کسریٰ مین تزلزل آگیا ہی ایکبار	تربت کسریٰ مین ابکی زلزلا ہو جائیگا

ولہ

گیا گذر اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا	کھل گیا مسی سے رستا بند ہے ظلمات کا
باغ مین سنکر شگفتہ غنچۂ گل کی صدا	یاد آیا مجکو اے گل لطف تیری بات کا
روتے روتے ہم ذرا ترے پڑ تھے باکا زمین	کہتے ہین سب قہر تھا یا زلزلہ برسات کا
فرقت محبوب مین اندھیر سا اندھیر ہے	دن شب تاریک ہے پوچھو نہ عالم رات کا
گاہ روتا ہون کبھی ہنستا ہون نیچ حال ہے	کوئی بھی ہوگا نہ دنیا مین مری اوقات کا
ہڈیان میری سگ جانان کو پہنچا دے کوئی	بعد مردن بھی ہی لازم بھیجنا سوغات کا

تیرے رہنے کو اہو رفیع القدر	خیمۂ آسمان بلند ہوا
جب نہ تب تیرے طاقِ ابرو پر	نالہ جاے اذان بلند ہوا
نہ ملے گا کبھی شکار یقین	گو عقابِ گمان بلند ہوا
بس سلیمان کا جنازہ بنا	کچھ جو تختِ روان بلند ہوا
پست آواز مدح خوان کی ہوئی	نعرۂ نوحہ خوان بلند ہوا

ولہ

تو جو دم بھر تہ مرے پاس نہ تھا	جی مرا جیتے سے اوداس ہوا
اوڑ چلا باغ سے ترے آگے	رنگِ گل اسقدر اوداس ہوا
رہگیا مین سوسن کرہ دل کو	کب میسر مجھے مساس ہوا

ولہ

زبس خیال ہے فرقت مین دم نکلنے کا	یہی سبب ہو مرے گھر سے کم نکلنے کا
زمین کوچۂ جانان قدم پکڑتی ہے	جو قصد کرتے ہین وحشت مین ہم نکلنے کا

ولہ

مین جو رونے کو غمِ ہجر مین کل بیٹھ گیا	اڑاڑا کر وہین گردون کا محل بیٹھ گیا

ولہ

گھر اپنا حادثوں نے جو برباد ہوگیا	انبوہِ غم سے مُلکِ دل آباد ہوگیا
سودائی ہوکے پھنس گئے زندانِ جسم مین	دل تو ہر ایک قید سے آزاد ہوگیا

ایسا کھلا ہون گل بیجا کے عشق مین
ہیں میل سر مسا عارو باز و جو سو کھکر
زندان ہمار ہو منی کو کا شانہ ہوگیا

ہر استخوان شانہ کا دندانہ ہوگیا
ہاتھ اپنا تیرے گیسو ونکا شانہ ہوگیا
دشت جنون تمام جلو خانہ ہوگیا

ناسخ تمام رجس تناسخ سے پاک ہو
وہ شمع ہوگیا تو یہ پروانہ ہوگیا

ناخن فکر سے نادان جو دل ریش ہو گیا
جا تلی ہے کوئی موجود بچا لینے والا
کر سکے گا نہ خدا بھی جسے غافل آسان
تو ہو نادان دلا او رخدا وانا ہے
ہے دلا منت جراح و تدابیر عبث
سپر حفظ خدا تجکو بچا ئے گی دلا
عید قربان ہو کر ہو چار ونکو پہلے قربان
بھول تلخی بھی اگر یاد نہین شیرینی

مفسدہ کچھ بھی نہین مصلحت اندیش ہو گیا
زہ ہو گیا قوس ہو گیا تیر ہو گیا کیش ہو گیا
امر دشوار وہ ایسا تجھے درپیش ہو گیا
ہو یہ تھوڑا بھی بہت ذکر کم دبیش ہو گیا
مرہم مرحمت دوست ہو یہ نیش ہو گیا
غم نہین تیر جفا ہو بت کیش ہے کیا
نر ہو گیا ناقہ ہے کیا گاؤ ہو میش ہو گیا
نوش کا شکر نہین تو گانہ نیش ہو گیا

ولہ

آج مولد ہے جناب احمد مختار کا
کسقدر ظاہر ہوئے ہین معجزات بینات
ختم نکر دی کیون درفش یادگانی کو علم

خار زار دہر مین عالم ہوا گلزار کا
منکر و نکو حوصلہ باقی نہین انکار کا
نقش صد در صد جو ہوا وسکے علم دار کا

انجمن مین او سہی قامت نہ اپنا عکس ڈال
شرم سے سرو لب جو آبجو ہو جاے گا

سخت حیران ہون جو بگڑونگا تو سننے کو شعر
گرد بڑگا اور بھی وہ تند خو ہو جاے گا

پڑگئی ہی خو شراب تند پینے کی اوسے
اتنا آگے سے بھی دونا تند خو ہو جایگا

دل مرا کہتا ہے صاف آئینہ کہتا ہی مین
پاک یہ قصہ تمھارے روبرو ہو جایگا

ہین وہ مکیش لڑکھڑا اینگے اگر مستی مین ہم
دستگیر اپنا وہین دست سبو ہو جایگا

کوزۂ مے واعظا خالی اگر ہوگا یہان
تیری مسجد کے لئے ظرف وضو ہو جایگا

عشق اگر خوا نخواہ ہی تو یہ بہان بھی جو خون
غم نہین کچھ ای جنون کار لہو ہو جایگا

غم اگر مجکو یوہین ہی اوس لب نوش کا
جسم تو کیا ذرہ سب میرا لہو ہو جایگا

چاک اگر مجھ سوختہ کا ہی گریبان ناصحا
رشتہ ہاے شمع سوزان ہی رفو ہو جایگا

کیا ہوے ہجر ساقی مین کہ لگجاویگی داک
بس گلو میرا بھی شیشے کا گلو ہو جایگا

گر پڑینگے لڑکھڑا کر نشہ مین ہو گی نماز
زاہدا اپنا چشمۂ زخم سے وضو ہو جایگا

چین سے سویا کرونگا تیری بدولت حشر تک
خواب ہی مین میری تربت پر جو تو ہو جایگا

چھوڑ دیگا غیر سے ملنا لڑانا آنکھ کا
صلح پر راضی اگر وہ تند خو ہو جایگا

کاکل پیچان جان کا اگر غم ہے یہی
سوکھ کر بار سیہ مانند مو ہو جایگا

دوڑے ہین اطفال سے کہنے کو ناسخ طفل اشک
شہرہ اب اپنے جنون کو کو بکو ہو جاے گا

تولد ہے آج اوس شہ عالیجناب کا
جو گیارھوان لپسر ہے ولایت مآب کا

ترٹپے ترا حسود تو تیغ آفتاب ہو
تیرا عدو نشانہ ہو تیر شہاب کا

پائینگے تیرے سایہ مین آرام جن و انس
سایہ ہے تو جناب رسالت مآب کا

ناسخ کتب خلاف کے منسوخ ہو گئے
اب جا بجا ہے ورد خدا کی کتاب کا

آج دنیا مین امام انس و جان پیدا ہوا
یعنے ابن عم شاہ مرسلان پیدا ہوا

روز میلاد علی کہتے ہین جن و انس و طیر
صاحب خاتم سلیمان زمان پیدا ہوا

دیکھکر حیدر کی سطوت کہتی تھی بنت اسد
کیا لپسر پیدا ہوا شیر ژیان پیدا ہوا

بعد محبوب الٰہی کے امامت تیس سال
بادشاہ مالک دین صاحب قرآن پیدا ہوا

بیشتر کعبہ ہی تھا قبلہ بھی تجکو کر دیا
ای حرم تجھ مین جو فخر مرسلان پیدا ہوا

لیکن محمد سے وہ تقریر ین کہ عیسیٰ دنگ تھا
پہلوی مادر سے جب خوش بیان پیدا ہوا

طائر سدرہ بھی جسپر تھا بزنگ فاختہ
گلشن عالم مین وہ سرو روان پیدا ہوا

ہی وجود مرتضیٰ سے زلیست موجودات کی
پیکر کونین مین مانند جان پیدا ہوا

سارے عالم کو حلاوت زندگی کی ہو گئی
جبکہ وہ شیرین زبان شیر ژیان پیدا ہوا

جو علی کی بات ہی لبشیک ہے قرآن و حدیث
یہ خدا و مصطفیٰ کا ہم زبان پیدا ہوا

سب سے اول ہے وجود مصطفیٰ و مرتضیٰ
پیشتر کعبہ سے سنگ آستان پیدا ہوا

کیا بیان ہو رفعت قصر جلال مرتضیٰ
عرش اعظم بھی براے سائبان پیدا ہوا

ہاتف غیبی پکارا جب علی پیدا ہوے
آج یہ اللہ کا سر نہان پیدا ہوا

[illegible]

جسنے موسیٰ کو بتائی ہر رہِ آبحیات
مولدِ احمد و حیدر مین ہوا فرق بیان
نہ فلک اونکو سمجھتا کہ براے تمہید
عہدہ حیدر کا ملا مرتبہ عثمانی کا
کیون نہ بشاش ہو محبوبِ خدا عدسوز باد
ایک اون دونون کو کہتے ہین جدا ہین ہم
تھے نہ باطن مین جدا دونون بظاہر مین
کیا بھلا رجعتِ خورشید ہو دشوار اوسے
اسد اللہ ہے خورشید تو ایسا خورشید
کشتیِ نوح کو طوفان مین جسنے تھا نبا
نیک کم بد ہین بہت ایک ہی ہے سب کے دوست
جس سے تابندہ خدا کا ہے جواہر خانہ
کردیا بحرِ کرم مین کرم خالق نے
روزِ میلادِ علی کہتے تھے مشرق مین بشیر

مژدہ اے خضر ہوا آج وہ رہبر پیدا
پیش از زین ورنہ ہوئی دونون برابر پیدا
سات زینون کا کیا حق نے یہ منبر پیدا
ہوتے جبریل کے اسواسطے شہپر پیدا
کہ ہوا آج برابر کا برادر پیدا
نورِ واحد سے ہوے دونون برابر پیدا
اولاً بعد محمد ہوے حیدر پیدا
جسکے ہاتھون سے ہوا گنبدِ اخضر پیدا
کئے ذرون کیطرح جسنے سب اختر پیدا
بحرِ وحدت مین ہوا ہے وہ شناور پیدا
اور دشمن ہوے حیدر کے بہتر پیدا
سنگ کعبے سے ہوا آج وہ گوہر پیدا
کشتیِ عالمِ ایجاد کا لنگر پیدا
آج مغرب سے ہوا خسرو خاور پیدا

نہین ممکن ہو کوئی مثلِ علی بر ناسخ
گیارہ فرزند ہوے ویسے برابر پیدا

ہو مبارک قائم آلِ عبا پیدا ہوے
مہدیِ ہادی امام ماسوا پیدا ہوے

قردہ باد اے دل امیر المومنین پیدا ہوا
عرش کی کرسی نشین کا جانشین پیدا ہوا

اوّل خیلِ ائمہ ثانی آلِ عبا
مقتدائے اوّلین و آخرین پیدا ہوا

قائلِ قولِ سلونی عالمِ علمِ لدن
گنج اسرار الٰہی کا امین پیدا ہوا

میرے مولا کو امیر النحل ملتا تھا خطاب
خانۂ زنبور مین تب انگبین پیدا ہوا

حیدرِ کرار کی ہوتی تھی کنیت بو تراب
اسلیئے روزِ ازل نقشِ زمین پیدا ہوا

کیا سلیمان اور کیا مہرِ سلیمان مومنو
خاتمِ ختمِ نبوت کا نگین پیدا ہوا

کوئی اس دار العمل مین خیر شفیع المذنبین
ابتدائے آجتک کوئی نہین پیدا ہوا

کی ندا ہاتف نے اب کامل ہوا دینِ خدا
جبکہ یہ شیدائے رب العالمین پیدا ہوا

جبہہ داغِ سجدہ ہی تختِ شہی جائی نماز
بادشاہِ کشورِ دنیا و دین پیدا ہوا

مومنو نکو نعمتین فردوس کی کھلوائیگا
اسلیے وہ عاشقِ نانِ جوین پیدا ہوا

اہلِ دین محفوظ تا فوجِ شیاطین سے رہین
حیدرِ خیبر شکن حصنِ حصین پیدا ہوا

ہے رجب کی تیرھوین کہتا ہی بس ناسخ یہی
قردہ باد اے دل امیر المومنین پیدا ہوا

واعظا حبِ ذہب تیرا جو مذہب ہو گیا
عیب کیا شرب شراب ناب بھی مشرب ہو گیا

جلوہ فرما بام پر وہ ماہ جس شب ہو گیا
بدر ایسا گھٹ گیا گویا کہ کوکب ہو گیا

وصف جو موزون کیئے اوسکے سنہری رنگ کے
خود بخود ہر صفحۂ دیوان مذہب ہو گیا

ہی کتابون مین نمک کھائین جو بو کر کیون نہ ہم
بادۂ گلرنگ ای زاہد حلال اب ہو گیا

وله

۳۵

ایک دن وہ چاند کا ٹکڑا جو عریان ہو گیا

عکس میرا صاف ... تابان ہو گیا

دل ... پیچان ہو گیا

بجلیان ... عریان ہو گیا

ردیف ۳۶

انسان کو انسان سے کینہ نہین اچھا	جس سینے مین کینہ ہو وہ سینہ نہین اچھا
گرمی مین نکلتے ہو غضب باتی ہین گلیان	کیون عطر سے ایجان پسینا نہین اچھا
ہے نقش ترا نام پری رو مرے دل پر	ہے نام تو اچھا یہ نگینا نہین اچھا
آنکھین تو ملاتے ہو مگر دل نہین ملتا	ساغر تو بہت خوب ہے مینا نہین اچھا
کیا اگلا مہینا اجی ہو جائے ابھی کل	شوال سے خالی کا مہینا نہین اچھا
آنکھین ہی بلا لاتی ہین انسان پر اکثر	اندھے ہی یہان اچھے ہین بینا نہین اچھا
خون جگر اچھا کہ ہمیشہ ہے میسر	ساقی مے گلرنگ کا پینا نہین اچھا
رخسار طلائی نے نکالا ہے عبث خط	سونا ہے سو گندا اور یہ مینا نہین اچھا
آواز یہ آتی ہے لب آب بقا سے	مرنا ہی یہان خوب ہے جینا نہین اچھا
پہونچا ہے کوئی اوج حقیقت کو کب ایسے	واعظ ترے ممبر کا یہ زینا نہین اچھا
ہوشیر جو منظور ہے لا بحر جہان کی	بر کشتی درویش سفینا نہین اچھا

ہے ہند بھلا کیا ترے رہنو کو کہ نل سیخ

مکہ نہین اچھا کہ مدینہ نہین اچھا

گھر مرا فرقت مین سونا ہو گیا	کنج مدفن کا نمونہ ہو گیا
قبر اگر پکّی بنی مردے کو کیا	استخوان ہر ایک چونا ہو گیا
آگئے تھی امید وصل اب ہم ہجر	غم ترے آنے سے دونا ہو گیا
ہے جو عاشق تیرے ابروے ہلال	آگے تھا تیغ اب وہ اونا ہو گیا

دی لب ساقی نے ... حیران ہو گیا

... ویران ہو گیا

... پریشان ہو گیا

ولہ

٣٧

ایسے ظالم تیرے گیسو ہین کہ اونکے خوف سے	سایہ بھی مار سیہ بنکر گریزان ہوگیا

ولہ

جوانی آگئی خط بھی ہوا رخسار پر پیدا	یہ ہوتی ہے خوشی مجکو ہوا گویا پسر پیدا
کوئی مضمون ہوتا ہی طبیعت سے اگر پیدا	یہ ہوتی ہے خوشی مجکو ہوا گویا پسر پیدا
نہین تیرے لب و دندان خدائی اپنی قدرت سے	کئے ہے کوہ و دریا واہ کیا لعل و گہر پیدا
کہان پرواز کی ای ہمصفیرو ہنیو گلشن مین	قفس مین بس پھڑکنے کو ہوئی ہین بال و پر پیدا
یہ باطل خشک زاہد ہین یہ عاطل رند تر دامن	خدانے اپنی حکمت ہی کیا ہے خشک و تر پیدا
زمرد کی انگوٹھی کب ہو انگشت حنائی مین	ہوا ہے اے پری وہ شاخ مرجان سے ثمر پیدا
نہ ماری ہو لکے اب تیر مین بھی چین آئیگا	سنا ہے خلق ہوگی حشر مین بارِ دگر پیدا
فراقِ یار مین وحشت ہی اپنے گھر سے کیا مجکو	نکلجاؤن اگر ہو گنبد بیدر کا در پیدا
فلک پر مہر و مہ کیطرح رہتا ہی دماغ انکا	کیا جن نا قلون نے گردشون سے سیم و زر پیدا
کرونہین الجنون بی یار کبتک چاک پیراہن	کہین ہو دامن شب سے گریبانِ سحر پیدا
بلاکے پیچھے پیچھے ہے دلا فضلِ الہی بھی	کہ جیسے تیغ ماہِ نو سے ہوتی ہی سپر پیدا
تو ایسا سر بسیم اندام ہی جو لوگ کہتے ہین	ہوا ہی باغِ عالم مین یہ چاندیکا شجر پیدا
تپ فرقت نے آگ ایسی لگائی میرے اعضا مین	عرق کی بدلی ہوتی ہین مسامونسے شرر پیدا
ملے ہین مجکو مضمون آپکی شیرین ادائی کے	عجب کیا ہے زمین شعر سے ہون نیشکر پیدا
خدا واسطے ان بتونکو بھی یہی نسبت ہی ای زاہد	ضیائے شمس سے ہو جسطرح نورِ قمر پیدا

ولہ

زاہدا حاجت روا ہو جا کسی محتاج کا
کل نہ تو ناکام ہوگا کام کرلے آج کا

جنکی ہمت ہو بلند اونکو تعجب کچھ نہیں
پست فطرت جو کہ ہو قائل ہو کیا معراج کا

ایک یہ شق القمر کیا وہ صنم چاہے اگر
اوسکے گیسو کیلیئے بنجاے شانہ عاج کا

کر رہا ہے انتظام ملک دل سلطان عشق
ہوگیا ہے حکم عقل و ہوش کے اخراج کا

تجھسے کیا نسبت کہ ہین خط شعاع جا بجا تیر
صاف ہو خورشید مین نقشہ ترے آماج کا

کوئی دم فرصت جسے ملجاتے سمجھے مغتنم
رہگیا بس جسنے رکھا کام کل پر آج کا

ملک و دریا رہگئے اکثر ہوئے دونون فنا
ایکسا عالم نظر آیا حباب و تاج کا

چشم تر سے عشق ابرو مین ملے آتے ہین اشک
قافلہ گویا سمندر مین رواں ہے حاج کا

دل تو ہے وحدت سرا داغ محبت ہو چراغ
چاہیے اسکو فتیلہ پنبہ حلاج کا

رات کو ہوتی ہو جیسے ماہ یکشنبہ کی سیر
یون نظر آیا تری زلفون مین شانہ عاج کا

ملگیا ہے عشق کا آزار قسمت سے مجھے
ہون جو عیسی بھی ارادہ ہو نہ استعلاج کا

استرے سے کردے ابروے جانان کیا درست
مرتبہ حاصل ہوا حجام کو حجاج کا

تیرے دانتونکو جو دیکھا ہوگئے ہیرے سفید
زرد ہے کان ملاحت رنگ ہو پکھراج کا

بند کر راہ قضا غافل یہ کیا کرتا ہے حکم
گرد خیمہ ہو طلایہ رات دن افواج کا

ناسخ اوس بحر لطافت کی جو ہین مداح ہم
عالم اپنے طبع کا ہے قلزم مواج کا

صبح فرقت نے دکھایا روز سیارا شام کا
آفتاب صبح کو سمجھا مین تارا شام کا

[illegible]

جسطرح باغمین رُتہ سہاہے یون ہین جنگاہین
نظر آتا نہین کچھ ہو گئی ہے گور گھٹا

دم نجو دصور قیامت جو ہونا لان ہوئین
پر یہ چپ رہتی نہین ہے بڑی منہ زور گھٹا

دہُوان بال ہوایان دِل پہ داغ گو ومید
رقص کرتے ہین اگر دیکھتے ہین مور گھٹا

ناتوانی ہوئی ذرات کے غم کہانسے
جسقدر بھوک بڑھی اور ہرا زور گھٹا

خم برسات مین اس درجہ ہوا جوشِ شراب
ہو گئی بادۂ گلگون سی فیرا بور گھٹا

لازم اُس مُنہ کی سواری مین گھٹا تو ہے بھی
نہ بھگو دے تری سکھپال کا سب تو ڑ گھٹا

وله

عالِم بالا بھی تجھپر مبتلا ہو جائے گا
رفتہ رفتہ وہ سہی بالا بلا ہو جائیگا

دُھوپ تو کیا چاندنی پڑ جائیگی تجھپر اگر
گورا گورا جسم نازک سانولا ہو جائیگا

ذبح کرنے کو اگر تم مستعد ہو جاؤ گی
جوہرا جزو بدن ہے وہ گلا ہو جائیگا

تو لگاے گا جو قاتل سُرمۂ دنبالہ دار
تیری شمشیرِ نگہ کو پر تلا ہو جائیگا

تو وہ یوسف ہے کہ تجھپر کیا بشر دیوانے ہین
گرگ دیکھیگا تو کُتا باؤلا ہو جائیگا

رات دن غافل بدونسی ہی کیا کر نیکیان
کیا بُرا ہے اسمین کچھ تیرا بھلا ہو جائیگا

موتیون کا ہار کر دے گا پسینا آپ کا
یہ معطر موتیون کا پر تلا ہو جائیگا

ہے یوہی ترکِ ہوا ہمکو اگر اے فلسفی
ثابت اپنے عالمِ دل مین خلا ہو جائیگا

گرمیِ رخسار سے بیمار ہو گی چشمِ یار
دھوپ کی شدت سے آہو کا ملا ہو جائیگا

[illegible]

وله

[illegible]

۳۹

[illegible]

وله

[illegible]

جب خوشی آئی مرے دل مین اوسے غم کر دیا
کیا ہنسی کی جا ہے ہوتی ہے جو رو دینا ہو پھر
بحر مین گل کو بھی گویا ہنسی شبنم کر دیا
رات کٹتی ہے تو بڑھتا ہے فروغ آفتاب
حسن رخ چمکا جو اوس نے زلف کو کم کر دیا
یہ دل نالان یہ ہے مانند شانہ چاک چاک
قتل زلف اوس نے فراق یار برہم کر دیا
ماہ کنعان ماہ کنعان ایسے خجالت سے ہوا
چشمہ خورشید کو بھی تو نے شبنم کر دیا
قبضہ مالک کا فرشتونکو ہوا رضوان [illegible]

کیا فراق یار کو آتے ہین جور انقلاب
نفرت دل کو بھی جل اور [illegible] غم کر دیا
سامنے آیا وہ گل [illegible] رونا دیکھا
[illegible] شبنم کر دیا
[illegible] سے گریبان چیا [illegible] راحت [illegible]
[illegible] کوئی آیا سر [illegible] کام کر دیا
ساقیا تو وضع کیا ہی باکیفیت اپنی بزم مین
[illegible] بخشش سے تو حاتم کو بھی حاتم کر دیا
انگلیون [illegible] مین اسے سلیمان بیان

ہی بجا یہ دونون لفظونکا مقام ابرو پاس	پیش ازین کعبے مین بھی تھا ایک جوڑا سانپ کا
غیر کو ہے مضحکہ مجکو جو ہے سودا زلف	شکل ضحاک اوسکو شانونمین ہو جوڑا سانپ کا
دیکھ کر چوٹی کو اڑتی تک جو بل کھانی لگا	سنگ پا یار سے سر پیٹے توڑا سانپ کا
اوس پری پیکر کو گیسو کی عشق مین بیمار ہون	چاہیے میری دوا مین زہر تھوڑا سانپ کا
زلف کا سودا ہو ہے جنگل کی پھرتا ہون سیر	اژدہے کی ہو سواری اور کوڑا سانپ کا
یا سمن گاو نہیں چار ونکی چار وست ہین	آنکھین ہین بھنور یکا جوڑا زلفین ہو جوڑا سانپ کا
ہوگیا رنجور تیری زلف پیچان دیکھکر	زہر کا چھالا بنا ہے ایک جوڑا سانپ کا
کیا کوئی سوزی ہے تیرے سامنے اژدہا [illegible]	رخش رستم کیطرح قاتل ہے جوڑا سانپ کا

بولے وہ مل دل کے ہیر دل کو اپنی زلفین
خوش ہوا ے ناسخ پھپھولا ہینے پھوڑا سانپ کا

ملکے مسی ربتہ دانتون کا بہت کم کر دیا	کیا غضب تونے کیا ہیرے کو نیلم کر دیا
کیا شہری اوسکی رنگت ہو کہ سونا گرد ہے	سامنے جب آگیا دینار و درہم کر دیا
کوئی کیا جانے کھلاڑی ہو کھیلتے ہو کیسے تم	بارہا اس گنجفے کو تم نے برہم کر دیا
زیست بی نظارہ یارب یکدم ممکن نہیں	اوس پری رو کے بدن کو جان آدم کر دیا
بارہا اوس سیکشش خود بنے ہین میرے ساتھی	آئینہ کو تو سکندر جام کو جم کر دیا
گردن ساقی کے آگے بار ہا محفل مین رات	گردن مینائے مے کو شرم نے خم کر دیا
مے پرستو اپنے ساقی کے تعرف دیکھنا	خیز کو رستم کیا ممسک کو حاتم کر دیا

دیوان [illegible] بہم

[illegible]

ولہ

[illegible]

ہر شب تب نہ تم اے جانِ آتی ہو نہ صبح
ہو گیا ہے ایک سا غمزہ تمہارا صبح کا

یہ غزل وہ ہے کہ نقطہ صبح مین ہے نور صبح
ہو گیا ہے صبح کا نقطہ ستارہ صبح کا

دور ہے صبح شبِ تب شبِ فرقت دراز
غیر خورشیدِ قیامت کب ہے تارا صبح کا

زندگی کرتی ہے کوتاہی شبِ تب دراز
حشر پر ہو تو ن رکھتا ہون نظارہ صبح کا

وصل کا مین خطِ رات اوٹھاکر ہو چلا مین سفید
بولے ہوتا ہے سفیدہ آشکارا صبح کا

ہولناک ایسی شبِ تارہ جدائی ہے کہ بس
ہو سکے باہر افق سے کب ہے تارا صبح کا

ہوگئی آخر شبِ فرقت مین آخر زندگی
عہد پیری مین کیا آخر نظارا صبح کا

لے کے تیغِ آفتاب آئی ہمارے قتل کو
ظلم ناسخ ہو گیا ہے آشکارا صبح کا

رات آئی تری فرقت مین جو اے یار گھٹا
میری آنکھوں کی طرح ہو گئی خونبار گھٹا

چاہیے پانی کے بدلے ہو شرر بار گھٹا
دودِ آہِ دلِ سوزان ہے دھوان دھار گھٹا

جاتی شبنم یہ بھی اشک مری حالت پر
بن گئی ہے شبِ فرقت کی شبِ تار گھٹا

ہجر مین بجلی کی تلوار دکھاتی ہے مجھے
آج مانند فلک ہو گئی خونخوار گھٹا

جانب رحمتِ حق دھیان ہے بس رند و نکا
شاد ہو جاتے ہین کیا دیکھکے میخوار گھٹا

ہوش بدمستو نکی جاتے ہین پے استقبال
جاتی ہے طرفِ خانۂ خمار گھٹا

اے پری رو ہے ترے کان کی بجلی بجلی
نظر آتی ہین ترے گیسوئے خمدار گھٹا

روے روشن ہے وہی ہو گئی گو زلف دراز
بڑھ گئی رات مگر دن نہین لے نہار گھٹا

ولہ

رفتار میں اور رنگ سلیمان ہے یہ گھوڑا
پر سیرت و خلقت میں تو انسان ہے گھوڑا

سلطانِ جہانگی یہ سواری کا اثر ہے
ہے ابلقِ ایام بدن جان ہے یہ گھوڑا

چمکاتی ہے جاتا ہے زمین جو فلک پر
سب کہتے ہیں خورشید درخشان ہے یہ گھوڑا

ہے جلوہ تماشائے جیلان چاند کی مانند
رتبہ میں فلک سے بھی دوچندان ہے یہ گھوڑا

گردن یہ بلند اوسکی ہے گلشن میں جو گھوڑا
قمری نے کہا سروِ خرامان ہے یہ گھوڑا

جو حکم کیا شاہِ جہان نے وہین سمجھا
انسان کے مانند سخندان ہے یہ گھوڑا

فیروزہ جسے نامِ مبارک تو بجا ہے
لاریب نگینِ مُہرِ سلیمان ہے یہ گھوڑا

آتا ہے پسینا جو اوسے آبِ بقا کی
حیوان ہے تو چشمۂ حیوان ہے یہ گھوڑا

ایسا ہے بدن صاف کہ لوٹا جو زمین پر
سب کہنے لگے گوہرِ غلطان ہے یہ گھوڑا

کہتے جو اسے برقِ تجلی تو بجا ہے
نعلون سے ہمیشہ شرر افشان ہے یہ گھوڑا

یہ دامنِ زین میں شبنم ہیں پری کے
مانند پری صاف نمایان ہے یہ گھوڑا

بر چھپے ہیں اگر اسکی جلو میں تو بجا ہے
کچھ شبہہ نہیں شیر نیستان ہے یہ گھوڑا

تابع ہے یہ ہیں رشکِ فلک شاہِ جہان کی
جس طرح سدا تابعِ فرمان ہے یہ گھوڑا

ہے شاہ جہان کی نظرِ لطف جو اسپر
آفاق میں سب گھوڑونکا سلطان ہے یہ گھوڑا

رکھتا ہے قدم فخر سے اب چرخ بریں پر
سلطانِ جہان کے جو ثنا خوان ہے یہ گھوڑا

کافی ہے فقط نقل آتی کا اشارہ
ناسخ کی طرح تابعِ فرمان ہے گھوڑا

ولہ

گہی زر کی جگہ دل میں خرابہ ہو گیا
بیشتر جس جا خزانہ تھا خرابہ ہو گیا

ولہ

ولہ

مری آنکھوں سے کیا نسبت کہ قطرہ آب نیساں کا / دُرِ نایاب ہو سکتا ہے آنسو ہو نہیں سکتا

بنا گو سجدہ گاہِ اہلِ ایمان طاق کعبہ کا / مگر حاصل مقام طاق ابرو ہو نہیں سکتا

گدائی کوچہ کیا درویشِ صحرا گرد کی آگے / کوئی کتا کبھی وحشت سے آہو ہو نہیں سکتا

کمال اے ماہِ کامل تو نے گو پیدا کیا لیکن / ہلال عید ہو سکتا ہے ابرو ہو نہیں سکتا

ہو سارے بدن کا کر دیا ہے خشک فرقت نے / مگر اے آہ تجھسے خشک آنسو ہو نہیں سکتا

کرے کیا استفادہ اوسکو استعداد لازم ہے / کہ برگ شاخ گلبن گل سے خوشبو ہو نہیں سکتا

نزاکت شاخ گل میں ہے کہاں اس گلبدن کی تھوڑی / کوئی گلبرگ بھی تعویذ بازو ہو نہیں سکتا

ہوا اس آتش کے پرکالہ کی فرقت ایکی جارہین / سوائے داغ حسرت گرم پہلو ہو نہیں سکتا

جدا و پہلو نشین تو گر گیا پہلو تہی ہمسے / جدا پہلو سے دم بھر دل و پہلو ہو نہیں سکتا

ہوا جو خود نما اس باغ میں جلدی فنا ہوگا / قیام رنگِ گل تا ہستی بو ہو نہیں سکتا

ردیف بای موحدہ

ساقیا دے مجھے شتاب شراب / کب سے کرتا ہوں میں شراب شراب

ہجر میں آگ ہو گیا پانی / دلکو کر دیتی ہے کباب شراب

ہیں قلوب اوس کے نور سے روشن / کیوں نہ دکھلائے آفتاب شراب

ہے سزاوار عیش آخر عمر / صبح پیری ہے آفتاب شراب

ہے مرا جام زندگی لبریز / ساتھ اپنے پئیں جناب شراب

مست ہوں دیوانہ بھی ہوں سنگِ طفلاں بھی
غم نہیں سر کا کہیں ٹوٹے نہ مینائے شراب

ساغرِ داغِ جنوں سے مست میں دیوانہ ہوں
کیا خراباتِ جہاں میں مجکو پروائے شراب

میں بھی دستِ سبو شکل خم ٹکڑی ہوں آج
ہے غضب میرا لہو رہیگا بجاے شراب

مجھسے کب اے محتسب ڈرتے ہیں ہم سر فروش
کر رہے ہیں ہم سر بازار سودائے شراب

ہجر ساقی میں ہے ایسا شورِ بختی کا اثر
سرکہ ہو جاے جو میری بزم میں آئے شراب

ہو گیا لبریز اے ناسخ پیالہ عمر کا
فرقتِ ساقی میں ہے کسکو تمنائے شراب

تمہارے خلد میں ہے یا سقر میں جوے شراب
کہ واعظا کروں محشر میں جستجوے شراب

موا ہوں خاک پر اتنک ہے جستجوے شراب
دعاے روح ہے پھوٹے کوئی سبوے شراب

نہ پائیں زاہدا بے آبرو شراب کہیں
نہ اپنے ہاتھ کہیں کھوئیں آبروے شراب

بدن شراب کشی سے خمِ شراب بنا
ہے اپنی روح بدن میں برنگِ بوے شراب

جو ناگوار نہ تلخی ہو مہرِ کیفیت
ملی ہے عشق کو اس میکدے میں خوے شراب

نظر حرام ہے کہتے ہیں دخترِ رز ہے
سواے مغبچہ دیکھا نہ ہمنے روے شراب

حضور پھول کے برگِ شجر ہوں کب سبز
بھلا ہے بنگ کی کیا قدر روبروے شراب

شراب خوار وہ شیریں دہن ہے او فرہاد
منگائیگا عوض جوے شیر جوے شراب

برنگِ جام ہو پھٹیں آنکھیں ساقیا پر خون
ترے فراق میں دیکھا جو میں نے سوے شراب

حساب اب یہی ہے کون جائے مسجد میں
شراب خانوں میں ہاتھ آئی ہے سبوے شراب

ردیف باے فارسی

دیوانِ ناسخ ۹۵

کہا کب آتشِ فرقت سے جلایا تو نے
خار نہ برہے ہیش گل تقدیر عبث
دونوں عالم میں اگر نہیں شعبدہ باز
نہیں آتا جو وہ خورشید مرے گھر میں
کچھ شکایت نہیں عشقِ کمرِ نازک کی
او وجود چمن آرائے ازل کے منکر
سرخ پوشاک پہن کر وہ سہی قد جو گیا
زلف کو چھو کے پڑا ہے جو بلا میں اے دل
کچھ تیرے تیغِ جفا کی نہیں تقصیر اے گل
غیر کا منھ ہے کہ لے بوسے ترے او ظالم
نالہ کش مثلِ جرس کیوں ہے عبث اے مجنوں

ہیں مرے نالۂ دل عاشقِ آپ سے آپ
وقت پر باغ میں آتی ہے بہار آپ سے آپ
جمع کیونکر ہوئے اضداد دچار آپ سے آپ
صبح ہو جائیگی آخر شبِ تار آپ سے آپ
ہو گیا ہوں میں صنم زار آپ سے آپ
خود بخود گل ہوئے موجود نہ خار آپ سے آپ
جل اٹھے سرو چمن مثلِ چنار آپ سے آپ
کاٹ کھاتا ہے کسیکو کوئی مار آپ سے آپ
صورتِ غنچہ مرا دل ہے فگار آپ سے آپ
نیل گوں ہو گئے ہوں گے یہ عذار آپ سے آپ
صبر کر آئے گی جمازہ سوار آپ سے آپ

ولہ

جلوۂ رخسارِ جاناں سے نکل آتی ہے دھوپ
کیا شبِ وصلِ صنم کی چاندنی آتی ہے یاد
وصل کی شب صبح ہوتی ہی بندھا آنکھوں کا تار
وصل کی شب بختِ بد اپنا دکھاتا ہے کمال

وصل کی شب پھر ویرانہ میں ہو جاتی ہے دھوپ
روزِ فرقت جب مری بوار پر آتی ہے دھوپ
پیشِ ابرِ چشمِ تر بارش میں چھپ جاتی ہے دھوپ
میرے گھر میں چاندنی آ جاتی ہے بن جاتی ہے دھوپ

حقا کہ با عقوبتِ دوزخ برابر است رفتن بپای مردی ہمسایہ در بہشت

وله

شب دیکھے کسطور سے ہو وصل ہو کیونکر
اس ڈر سے کہ پژمردہ نہو جائے کہین پھول
بکلر شب تاریک مین داغو نسے جو بچا ہا
ہین سر صنوبر جو جلین دھوپ مین دن بھر
ہی تیرے تصور سے مری قبر بھی روشن
کیا پردے سے باہر نکل آیا ہے وہ خورشید

زر پر تو اڑی غیرِ لبِ بام اڑی دھوپ
چھپ جائے جو دیکھے تری پھونکی جھڑی دھوپ
اک خلق مرے سامنے کھاتی ہی کھڑی دھوپ
وہ سروِ روان آ نہ سکے اک گھڑی دھوپ
ای مہرِ جہان تاب مری ساتھ گری دھوپ
خلقت چلی جاتی ہے بڑی آج پڑی دھوپ

ردیف تای فوقانی

غمخانہ تری یاد مین ہی سیم بر بہشت
غلمان و حوریان ہین تصور مین بیشمار
جاتی ہو راہِ راست کو تم چھوڑ کر کدھر
جلکر سموم نالۂ دل سے کرونین خشک
فرقت مین مجکو دوزخِ غربت قبول ہے
بنت العنب ہی حور تو غلمان ہین مغبچے
ای حور جاؤ نہین تری دروازے سے کہان
آنا ترا محال ہے کیسا جواب خط
دنیا مین لاکھ سعی سے پایا نہ ایک باغ
تیری گلی کی راہ چلا ہون کئی قدم

زہرِ غمِ فراق فری مین ہی در بہشت
ہے رو برو سے وسعتِ دل مختصر بہشت
ای گمرہو ادھر ہے سقر اور ادھر بہشت
رکھتا ہے خوب نہرونسے گلہا ئی تر بہشت
کیا کام اگر وطن مین ہی ہر رہگذر بہشت
زاہد مجھے ہین بادہ فروشونکی گھر بہشت
دوزخ تمام شہر ہے تیرا ہی گھر بہشت
کوچہ ہے میرے حور کا ای نامہ بر بہشت
ملنا نہ سہل جان تو اے بیخبر بہشت
مشتاق کیون نہ میری قدم کا ہو در بہشت

کیا بھری رہتی ہے مدام شراب	خم کے مانند ہے ہمارا پیٹ
پہنے کرتی اگر وہ جالی کی	کرے ہر حلقہ کو ستارا پیٹ
گو وہ رعنا غزال ہے لیکن	نرم ہے مثل شیر سارا پیٹ
تیری ہی فکر رہتی ہے دن رات	جیتے جی تو نے مجھکو مارا پیٹ
دیکھکر ایک بار پیٹ اوس کا	کہہ رہا ہون دکھا دو بارا پیٹ
جی مین ہے رکھکے سر مین سو جاؤن	تکیہ مخمل کا ہے تمھارا پیٹ
زیست بھر پی شراب اے ساقی	نہ بھرا ایک دن ہمارا پیٹ
عکس ابرو و چشم جانان سے	ہوگیا صاف چاند تارا پیٹ
ہیضہ دشمن کو کوس رحلت ہو	جلد ہو پھول کر نقارہ پیٹ
آپ کی ناف مشک نافہ ہے	اور کافور کا ہے سارا پیٹ

ضو رخورشید ہے جو اے **ناسخ**
کرنے دیتا نہین نظارا پیٹ ٭

ردیف ثای مثلثہ

ہے جدائی دشمنِ جان الغیاث	الغیاث اے وصلِ جانان الغیاث
تنگ نامردون کے جور سے ہون مین	الغیاث اے شاہِ مردان الغیاث
تاکجا اعدا کی گیدڑ کی بھبکیان	الغیاث اے شاہ یزدان الغیاث

ہے غضب تاریکی شب ہاے ہجر
الغیاث اے روے تابان الغیاث
پیچ مین ہون اے پریشانی زلف [illegible]
الغیاث اے زلف پیچان الغیاث
[illegible] اے ابر جان [illegible]
الغیاث اے [illegible] الغیاث
[illegible] عنبر [illegible] ہجران سے ہون مین
الغیاث اے [illegible] الغیاث
ہے [illegible] نامسلمان ہین
الغیاث اے ہیچ مسلمان الغیاث
خواب مین بھی اب وہ مہر جان ہوئی
الغیاث اے کس خواہان ہون الغیاث
حلق پر ہے جان کی خاطر جان الغیاث
الغیاث اے خاطر جانان الغیاث
وادی ... خضر ... ہون مین
الغیاث اے ... بیابان الغیاث
تنگ دل ہین ... الغیاث
الغیاث اے ... قرآن الغیاث
باہجر مین دوزخ ہوا مجھکو جہان
الغیاث اے باغ رضوان الغیاث
فرط امید سے ناسخ خشک ہے
الغیاث اے ابر احسان الغیاث

دیوان ناسخ جلد دوم ۱۷۴

ولہ

وہ نہین پیش نظر ہین دیدہ بینا عبث
وہ نہین سینہ بہ سینہ ہے مرا سینہ عبث
[illegible]

فصل

ہم نشین مینا ایک قطرہ نہین [illegible]
[illegible]

فصل گل جبتک ہو رہنے دی برنگ گل ہو	میری چاک پیرہن ناصح تو سینا عبث
میری قسمت مین وصال اونکو نصیب ہین فراق	کیا قصور اسمین ہوا غیرونکو ہر کینا عبث
شیشۂ مے مینے جانان ہو ساغر چشم	میری محفل مین ہو ساقی ساغر و مینا عبث
ترک گردون مین جو نظارہ تبونکا و غلط	کیا کیسے پیدا خدا نے دیدۂ بینا عبث

ردیف جیم عربی

کرتا نہین مرے دل افگار کا علاج	ہردم ہے زخم روزن دیوار کا علاج
موقوف ہے حنوط کی کافور پر لا	مجروح تیغ ابروی خمدار کا علاج
اوس رشک گل کو طب مین مہارت ہر اسقدر	چاہے کرے وہ نرگس بیمار کا علاج

ولہ

سانپ لہراتے ہین کہتین نہین آثار موج	کف نہین دریا مین پھیلا ہے یہ ہر بار موج
لطمہ زن دریا مے ہے ست ہاین پھر جنگ	کھل گئی دستار زاہد صورت دستار موج
اے صنم تجھکو کیا اللہ نے دریای حسن	مثل دریا چاہیے زیب کمر زنار موج
تیرے دریا مین جو یاد آتی ہر اوس کافر کی زلف	کاٹنے کو دوڑتی ہین میری جانب مار موج
دھوئے بال اوس نے جو دریا مین تمام حباب	بن گیا تا تار بے مشک سے ہر تار موج
بنگیا ہے پرتو عارض سے ہر لالہ کنول	عکس گیسوے ہوا تالاب سنبل زار موج

اشہب خونین مین ہین غلطان تو وہ سیلاب مین
ہون خوش طالع مری جانب ہے تقدیر نہنگ
سیل اشک آنکھونکی باہر ضبط سی آتا نہین

کیا مشابہ ہی مری تقدیر سے تقدیر موج
ہو اگر دریا ہی آفت خیز مین تاخیر موج
پنجۂ مژگان تر رہتے ہین دامنگیر موج

سوز غم سے آتش عالکردہ ہی سیلاب اشک
ہے بزنگ شعلہ ناسخ اندنون تنویر موج

ہے نگاہ و ابرو و مژگان چشم یار کج
کیا ہی منہ کرتا ہی ٹیڑھا دیکھتا ہی جب مجھے
خیریت چاہے تو سیدھی چال چل دمال مست
کج ادائی یار کی مجکو گوارا ہے دلا
وہ گئی دن جو ہمیشہ مجسے سیدھی آنکھ تھی
پھر گئے بندی تو برگشتہ نہو کیونکر خدا
راستی کا نام بھی اس شہر مین سنتے نہین
ہین کجی مین ہردم کج طبع بھی کتتے کی دم
مجھو نہین کیون بل ڈالتے ہو مجکو ایجان جھکا
پڑگئی گلشن مین جوا ی گل ترمی ٹیڑی نگاہ
ہے سادی اہل دنیا کی کجی و راستی
تانے ہے دنرات سر جنگ حوادث آسمان

فوج کج مجسے نہو کیونکر کہ ہی سردار کج
کردی یارب روی دشمن لقوے کا آزار کج
گرتے ہین نشے مین جلتے ہین اگر میخوار کج
پر غضب یہ ہی کہ اب رہنے لگے اغیار کج
جب نہ تب مین اٹھو پاتا ہون نگاہ یار کج
دیکھی مسمار خانہ ہاے خلق سے سوار کج
کیون نہون سب لکھنؤ کے کوچہ بازار کج
رہت اونکو کیجئے سو بار ہون سو بار کج
کیا ہی قیمت جو ہو جاے کوئی تلوار کج
ہو گئی ہر ایک شاخ نرگس بیمار کج
راست ہین ہمسے اگر دو چار تو دو چار کج
سر پھرا ہے سرکشو رکھتے ہو کیون دستار کج

ردیف جیم فارسی

یاں جوش خوں ہو میرے تماشا یکی گو
موسیٰ کہ بے خلل یہی تا زندگی ہا
آزار رشتہ ہو تو شفا کی امید ہو
جز مشت خاک اور نہیں خاک پیشو
زلفوں کو کیوں نہ ربط ہو رخسار یار سے

کرتے نہ نشتر لب سوفار کا علاج
عیسیٰ سے کیا ہو لکنت دلدار کا علاج
مشکل ہے عشق رشتۂ زنار کا علاج
رحم نہاں واعظ ستمگار کا علاج
ہر ذرہ آفتاب سے ہو مار کا علاج

منگوا دو جائے خاک شفا خاک کوئے یار
منظور ہے جو ناسخ بیمار کا علاج

ترے گال پہ واری چاند سورج
نہیں ہیں احمد و حیدر کہ حق نے
ہوا ہے شق و رجعت سے یہ ر
تم ایسے دونوں بھائی ہو کہ دنیا
تم ایسے نور خالق ہو کہ تم سے
نبوت کا جو احمد آسمان ہے
نہیں آئینہ میں روئے نرتی ناک
تصور میں جو ہے وہ روئے پرنور
تری نوبت ہو ساری سیم و زر کی
رواق چرخ سے کرتے ہیں نرات

کہاں ایسے ہیں پیارے چاند سورج
فلک پر سے اتارے چاند سورج
سمجھتے ہیں اشارے چاند سورج
رہے تابع تمہارے چاند سورج
ہوئے روشن ستارے چاند سورج
ہوتے سلطنتیں باری چاند سورج
ہوئے جمع تارے چاند سورج
ہیں میرے داغ سارے چاند سورج
نظر آئیں نظارے چاند سورج
صنم تیرے نظارے چاند سورج

کہہ رہا ہوا اندرون میر لیطرح ہر گلعذار
میرے زخمون کی اگر ٹانکے تجھے منظور ہین

ہجر ساقی مین بطے ہو گئی جلکر کباب
تو تیا کر اپنی آنکھون مین غبار بیزگان

چاہیے مقیش اوس سر کی چوٹی کیلیے
نقشہ کافی ہے مصور میرے جسم زار کا

بھر رہا ہے کیا ہی ظالم تیری خاطر مین غبار
پاے مجنون کی قسم ہی تو بگولا ہو دست خوان

چلتی ہے اوس بت کی فرقت مین لا بادہا
دیکھکر ظرف وضو یاد آتے ہین ظروف شراب

ہو گیا مانند پنجہ مارے چاکون کے دلا
چین ابرو کی نہین برداشت ہے آفتین مجھے

مسطر ابرو یکے نقشہ یکی کا ہے غبار پیچ
اے بت خونریز اپنے پیرہن تا تیغ

بادۂ قلقل ہے صراحی آہ آتش بار کھینچ
پنجۂ قمر گان پائے اندگان کے خار کھینچ

چرخ گردون پر ہے خورشید زرنگار کھینچ
بس یوہین تصویر مین دنیا کی کھینچ

شوق ہی اب میرا اپنے پیچ مین دستار کھینچ
چھوڑ کر سر اگر یبان دامن دلدار کھینچ

با غمین تو بھی دم آتش فشان و باد کھینچ
جلد ... مجھے اے خانۂ خمار کھینچ

تو بھی شانہ کی طرح اب گیسوی خدار کھینچ
غم نہین تلوار مجھ پر ونہین سو سو بار کھینچ

وصل ہی معشوق کا معراج عاشق کیلیے
چھوڑ ساقی عرش تک آہ ستم صاعد دلدار کھینچ

کرنا کہین نہ ساتھ رقیبون کے جان کوچ
ہم سر نکیے کلبۂ احزان مین گئے
ہون بیقرار وادی غربت مین سقدر

کر جائیگی بدن سے ابھی میری جان کوچ
یوسف کو لیکے کر ہی گیا کاروان کوچ
اک آن ہے مقام تو ہی ایک آن کوچ

۵۱

ردیف خای معجمہ

52

وصل کی شب ہوگئی آخر ہوا عالم سیاہ
وہ پری پیکر سراپا ہے برنگ آفتاب
فرقت محبوب مین ہر ماہ نو شمشیر شام

آج کیا برعکس آئی ہے نظر تاثیر صبح
ہین سفید اوسکے جو کپڑے وہ نہین ہین تو بہ صبح
ہے ہماری جان کو خط شعاعی تیر صبح

چھا رہی ہے میرے بخت کی سیاہی ہر طرف
کچھ شب فرقت مین ای ناسخ نہین تقصیر صبح

شکلے آئی ہے شاید پیکر کا نور صبح
چہرہ ساقی چمکتا ہے برنگ آفتاب
آگیا جو میکشو مجکو صبوحی کا خیال
ہجر مین ہے آج میری جان کو دو سفید
رُخ زرین فلک اندلیسے بھی نکلا نہین
وقت بیوقت آگیا بستر وہ آفتاب
نیش عقرب سے زیادہ رات بھر پہونچی گزند
کہتے ہین مروے کیسے حسرت دیدار مین
بھاگتا ہے مرہم کافور میرے داغ سے
میری آنکھون مین کہان ٹھہرا چراغ آفتاب
دیکھا اے موسیٰ تجلی اور اوس محبوب کی
ہجر مین ظاہر سب آثار قیامت ہوگئے

آج فرقت مین برنگ شام ہے پرنور صبح
بادۂ گلگون شفق ہے ساغر بلور صبح
بنگیا مینا سے ہر دانہ انگور صبح
وصل مین کل گوری گوری تھی برنگ حور صبح
یہ شب فرقت ہے اے نادان ابھی ہے دور صبح
ہوگئی ہے بارہا شام شب دیجور صبح
بند کردی اخترون کے خانہ زنبور صبح
شب تار لحد کو ہے صدای صور صبح
جسطرح خورشید مملا ہوگئی کافور صبح
ہے شب فرقت سیاہ آنے مین ہے مغرور صبح
طور کا شعلہ ہے خورشید درخشان طور صبح
پردہ شب مین رہیگی تابکے مستور صبح

حنائی ہاتھ ذرا دیکھو اوس سہی قد کے	بھلا یہ سرو نے پائی کہان بہار کی شاخ
یہ دستِ جود ہی ہتا ہی سب بالادست	وگرنہ پست ہے ہر نخل باردار کی شاخ
ہوئے ہین کیا ہی تہی دست ملے اہل وطن	نہ اس چمن مین رہی کوئی برگ و بار کی شاخ
مین لیکے ہاتھ مین پستانِ مرتا ہون	جریدتین کی لاؤ کوئی انار کی شاخ
ہماری قتل کو آمادہ ہے وہ خوش قامت	نکالی سرو نے شمشیر آبدار کی شاخ
یہ اپنے پانو مین پُر خار دشت وحشت مین	کہ لوگ جانتے ہین نخل خاردار کی شاخ
بجائے شمع یہان سوزِ داغ حسرت سے	ہر ایک جلتی ہی نخل سرفراز کی شاخ
شگفتہ رہتے ہین گلہائے معنی رنگین	نہین ہے خشک مرے کلک مشکبار کی شاخ
برابری کبھی کی تھی جو اوسکے ابرو سے	مروڑ ڈالی ہے کیا آہوئے تتار کی شاخ

خیالِ زلف مین باغ جو گئے ناسخ
تمام برگ تھے کفچے ہر ایک مار کی شاخ

ردیف دال مہملہ

آ مجھ سے ہو ہمکنار قاصد	کرتا ہون مین تجکو پیار قاصد
بر آئے ترے قدم کی دولت	امید امیدوار قاصد
قسمت سے ایک تو پھرا ہے	بھیجے مین نے ہزار قاصد
آنکھون سے نکا نون پانون پھیلا	گر کوئی چبھا ہو خار قاصد

ابھی دریاے اشک اُمنڈ آئے
گردون گر سیراب اے قاصد
مرکے جاؤن جو خلد مین بیشک
ہو سفر کا عذاب اے قاصد
وہم مین بھی کبھی نہ تھے یہ دن
ہے جدائی کا خواب اے قاصد

خطِ ناسخ کا لاجواب شتاب
ہو دُعا مستجاب اے قاصد

آیا نہین پھر گئے آہ قاصد
تکتا ہون مین کب سے راہ قاصد
آتا ہے کبھی جو ہوش مجکو
کہتا ہون یہی کہ آہ قاصد
مکتوبِ صنم دکھائے مجکو
پشتِ در دست سیاہ قاصد
ہون دستِ نگر اوسی کا ہر دم
مین شکلِ گدا ہون شاہ قاصد
اوس ماہ کا لیکے خط کرو جلد
طے راہ کو شکلِ ماہ قاصد
قاصد قاصد مین کر رہا ہون
کیا دیر لگائی آہ قاصد
ان روزون حواس کسطرح آئین
آتا ہے گاہ گاہ قاصد
جلد آیا نہین مین مر چلا تھا
جتیا رہے دیر گاہ قاصد
لکھے ہین مرے نصیب مین رنج
تیرا نہین کچھ گناہ قاصد
طے راہ کو جلد تو کیا کر
شکلِ پیک نگاہ قاصد
احباب سے اضطراب کہنا
ہے تو ہی مرا گواہ قاصد
میرے تنِ خشک کا نمونہ
لیجا کوئی برگِ کاہ قاصد

ولہ

کیا اس مین ہے اختیار قاصد

ولہ

سُرخ دیکھا جو خوشی سے مری چہرہ کو کبھی	ہوگیا غصے سے رُخ دشمن بے پیر سفید
سادگی مین جو مزا ہے نہین رنگینی مین	اے صنم دیکھ لہو سُرخ ہے اور شیر سفید
شوخ ہے رنگ سُنہرا یہ ترے سینے کا	صاف آتے ہے نظر سونے کی زنجیر سفید
ابروؤن پر ہے گلال اور غرہ پر ہے عبیر	سُرخ آتی ہین کمانین نظر اور تیر سفید

خون سفید ایسا ہے ابنائے زمان کا ناسخ
کیجیے قتل جو انکو تو ہو شمشیر سفید

شلِ نسرین بدن یار ہو جز خال سفید	ہے سراپا مین بجا ہو کمر اک بال سفید
ہوگیا پیر جو مین ہو گئی آخر شب ہجر	صبح امید ہوئی تار مرے بال سفید
کیا فقط اشکون نے آنکھونکی سیاہی دھوئی	کہ ہوئی ہین مری پلکون کی بھی سب بال سفید
ساری بازار کو سودا ہے مری یوسف پر	ہوگئے زرد خریدار تو دلال سفید
میرے نجتون نے زمانیکی سیاہی لی لی	ہو نجائین کہین قاتل ترے اب بال سفید
چاندنی گردِ قدم چاند ہر اک نقشِ قدم	رات کیسی ہو سیہ کردے تری چال سفید
آگیا یاد سیہ خانہ وطن کا مجکو	دشتِ غربت مین جو رہنے کو ملی پال سفید
نہین ممکن کہ سیہ دل نہو زردارون کا	ایک دن مین ہو سیہ کیسی ہو ٹکسال سفید
حُسن کو چاہیے انداز و ادا ناز و نمک	لُطف کیا گر ہوئی گورونکی طرح کھال سفید
دم مین یاقوت ہو تاثیرِ لب جانان سے	ہو جو قلیان مین بلور کی جنجال سفید
آگئین یاد جو حور و نہین نشیلی آنکھیں	اشک ست ٹپکے مری آنکھون سے یہ لعل سفید

گورے بدن پہ اوسکے نہیں پیرہن سفید
یا نستر سفید ہے وہ یاسمن سفید

کس درجہ تیرے دانت ہین اَے سیمتن سفید
ایسا نہیں ہوا کوئی دُرِّ عدن سفید

او رشکِ شمع و ماہ ترا نور دیکھ کر
انجم کی ہو رہی ہے تمام انجمن سفید

اے گل ترے حضور نہ ٹھہرے کوئی بھی رنگ
ہو جائے اکدم مین چمن کا چمن سفید

اوڑ جائے رنگ تیرے لبِ لعل کے حضور
بلّور کی طرح ہو عقیق یمن سفید

آئی بہار ہمدمِ مو سے ہے جوشِ جنون
ہو جائے سُرخ پہنون اگر پیرہن سفید

نسبت ہی میرے ماہ کے گورے بدن سے کیا
ہے جیب تو ماہ کا سارا بدن سفید

ولہ

تمھارے چہرے کے آگے ہے آفتاب سفید
نہ کیون برنگِ شفق سُرخ ہو نقاب سفید

تمھارے چہرۂ تابان نے یہ نکالا رنگ
کہ آفتاب ہے زرد اور ماہتاب سفید

ہوا نہین مری مژگان تر سے تر رومال
یہ ہے شہاب سیہ اور یہ سحاب سفید

ولہ

ہوئے رونے سے میرے دیدۂ بیدار سفید
بلکہ اشکون نے کیا رنگِ شبِ تار سفید

آنکھین خوش چشمون کی تجھ بِن ہوئین اے یار سفید
جسطرح ضعف سے ہو چہرۂ بیمار سفید

ہو گیا ضعف سے میرا بدنِ زار سفید
نظر آتا ہے صنم صورتِ زُنّار سفید

سرخ تھا خونِ سرِ فرہاد سے پانی تمام
لوگ سمجھے ہین کہ جوئے شیر ہوگی جو سفید

آسمانِ بام پر تیری تجلی دیکھ کر
زرد ہر خورشید رو ہو جائے ہر مہ رو سفید

چاند کو کہتے ہین سب ہر چند کاسہ شیر کا
پر کہین اس سے ہی تیرا کاسۂ زانو سفید

حال ہے روے زمین پر اک سیہ خانہ مرا
چاندنی سے ورنہ آتا ہی نظر ہر سو سفید

مثلِ نجم و ذنب چہرہ ترا ہو جائیگا
عالمِ پیری مین جب ہونگے ترے گیسو سفید

ہوگئی ہے صبح لیکن ہی شبِ ہجرت وہی
عہدِ پیری مین نہین ہوتے ہمارے مو سفید

ہجر مین یون چاندنی راتین سیہ ہین جسطرح
ماہِ عارض سے نہین ہوتی شبِ گیسو سفید

بارہا دیکھا ہے ناسخ پر نہین رہتا ہی یاد
شاخِ شبّو سبز ہوتی ہے گلِ شبّو سفید

زیست بھر ہوگی نہ یان چشمِ خیالِ یار بند
غم نہین گر اپنے گھر کے روزنِ دیوار بند

باغ مین جاتا ہی جب بندِ قبا کھولے وہ گل
غش ہی ہو جاتی ہی چشمِ نرگسِ بیمار بند

یوسفستان ہوگئے ہین کوچہ ہای لکھنؤ
ایک مدت سے پڑا ہے مصر کا بازار بند

نیند آئیگی کہ موت آئیگی ہجرِ یار مین
دیکھیے کیونکر ہون اپنے دیدۂ بیدار بند

بارہا گلشن مین سنتی ہی مرے گلبانگ کو
قسمِ غنچہ بلبلون کی ہوگئی منقار بند

بابِ توبہ تو کھلا ہے تو سہی جاؤن مین
کر لیا ہے تو نے دروازہ جو اے خمار بند

مُردے جی اٹھے تری ٹھوکر سے زندہ مر گئے
کھل گئین دو چار آنکھین ہوگئین دو چار بند

قیس سن لیتا ہماری برہنہ پائی کا حال
کیا کرین ہی قسمتِ وحشت مین پای خار بند

پر لگائے گا مجھے شوق اگر چاہی گا	اپنے گھر کی تو بنا شوق سے دیوار بلند

ولہ

میرے ہاتھون سے گریبان کئی تار بلند	میرے پانون نی بیابان کے کئی خار بلند
مثلِ شیرین وہ ستمگر جو ہے دشوار پسند	قبر کوہم بھی کرین اب کوئی کہسار پسند
دمبدم آئینے کے دیکھنے سے ثابت ہے	کہ بہت آپ کو ہے دیدۂ بیدار پسند
کیا دکانون سے چلے سنگِ ترازو مجھپر	جوشِ سودا نے مجھے آیا سرِ بازار پسند
جھانکنے کیلئے جبین درازین رخنے	اے پری رکھا مجھے ایسے ہی دیوار پسند
دل لگایا ہے کہین نام خدا تونے بھی	ورنہ کیون آتی ہے اے بت تجھے دیوار پسند
کہتے ہین ہوتی ہے باتیں اولٹی پریزادونکی	اے پری ہے ترے اقرار سے انکار پسند
غیر کے دل سے مرادل ہے اگر خوب تو کیا	ہے وہی جنس کرے جسکو خریدار پسند
حسب ہے عاشق ہون تمنا ہے یہی دور ہو عشق	خبر شفا کچھ نہین کرتا کوئی بیمار پسند
کردیا تونے ستمگار یہ حال ایسا	اب مرا دل نہ کریگا کوئی دلدار پسند
کوئی دیکھے نہ مجھے مین نہ کسی کو دیکھون	فرقتِ یار مین ایسی ہے شبِ تار پسند
جس سپاہی نے ترے ابروے پرخم دیکھے	اوسکو آتی نہین کوئی کبھی تلوار پسند
یہی گھر رنج سے خالی نظر آیا مجکو	اس خرابات مین ہے خانۂ خمار پسند
چین آنے کا نہین کوچۂ جانان کے سوا	یہ چمن کیا کہ نہو خلد کی گلزار پسند

۵۸

ہوئی یان آمد و رفتِ نفس بند
قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند

غبارِ دشتِ مجنون گیا ہی سُرمہ
کہ ہو جاتی ہے آوازِ جرس بند

سمائے گا نہ دستون مین بھی مطلب
ہوئے القاب مین تو صرف دس بند

شبِ فرقت مین ہم پھرتی ہین نالان
زبان ہوتی نہین مثلِ جرس بند

کہان وہ اگلے مجنون صحرا نوردی
ہوئے زندانیئن ہم اِکی برس بند

مین فریادی نہین افسانہ خوان ہون
کرے گا خواب چشمِ دادرس بند

ولہ

قدر اپنی تیری مدح سے ہی جانِ من بلند
آواز جیسے ہوتی ہر وقتِ اذان بلند

ایسے ہین میری نالۂ آتش فشان بلند
ہے آگ کے کرے سے بھی جنکا دھوان بلند

ادنی جو ہین منھ لگے وہ اعلی کسی جگہ
ہر چند زمین پست ہی اور آسمان بلند

کس سے مثال دون ہی عجب بارگاہِ دل
اِسکا تو عرش سے ہے کہین آشیان بلند

کیا زاہدونکو ظاہر و باطن مین فرق ہی
دالان خانہ پست ہی اور آستان بلند

بجلی جلائے گلشنِ ہستی مین ہمصفیر
صیاد کے ڈر سے جو کرون آشیان بلند

دیکھو تو مہر و مہ کے طلوع و غروب کو
رکھتا ہے کسکو چار پہر آسمان بلند

قامت مین جو کہ کم ہے وہ قیمت مین ہے زیادہ
رتبہ مین سر سے ہے وہ سرِ روان بلند

آسمان میری پستی طالع کا بھی علاج
جنبش ہوا کو ہو تو ہو خین نا توان بلند

دلمین جگہ تو دی غمِ دنیا کو بیوقوف
قدرِ مکین ہے پست شکوہِ مکان بلند

قطعہ

چاند کے جلوے سے بندھتا ہے خیالِ آفتاب
چاندنی میں مجکو ساقی بیشتر آتا ہے یاد

نوجوانو تکو سرو نیرِ طرّۂ گل دیکھکر
انجمن پیرکین مجکو داغ سر آتا ہے یاد

خشک ہو جاتا ہے حاسد کا لہو سننے کو سا
کوئی ناسخ کا جو مجکو شعرِ تر آتا ہے یاد

پیریین ہوتے نالہ گرم اپنے دلا سرد
معمول ہے چلتی ہے دمِ صبح ہوا سرد

رکھتا ہے قدم کوچۂ جانان میں جو ہمسر
جلتا ہے بدن تپ سے مگر ہے کفِ پا سرد

کس مرتبہ باہم ہے فراخو نہین تخالف
جب گرم ہوا یار تڑپ کر میں ہوا سرد

حیران ہون کیون ہاتھ ترے لگتے شعلے
کہتے ہین کہ تاثیر میں ہوتی ہے حنا سرد

بیخود ہون شبِ فرقتِ محبوب میں ایسا
معلوم نہین وہ مری گرم ہے یا سرد

ولہ

پہنے وہ صنم جو پیرہن زرد
ہو جائے سفید یاسمن زرد

پہنا ہے جو تو نے پیرہن زرد
یان ہے یرقانِ غم سے تن زرد

غصے سے وہ گل جو لال ہوگا
ہو جائے گی ساری انجمن زرد

گلگشت کو آئے گا جو وہ گل
گل ہون گے برنگِ یاسمن زرد

دل خون ہے مرا برنگِ لالہ
گنبد کی روش سے ہے بدن زرد

گو آئے خزان چمن میں وہ گل
ہوگا نہ یہ غنچۂ دہن زرد

تیرے بغیر شیشے مین وہ زہر ہے کہ ہو	جام بلور صافی پیمانہ شکن کبود
کیا اتحاد ہے کہ وہ پیٹا جو گاڑ کر	مدفن مین ہوگیا ہے ہمارا بدن کبود
زندون کے حال پر مجھے ماتم ضرور ہے	بعد از وفات چاہیے مجکو کفن کبود
پان وسمی کو دیکھکے بولا وہ بت بلطف	ثابت ہو کہ مرد ہے سُرخ اور زن کبود
تُو تو لہو مین لال ہوا پر اثر کہان	شیرین کا سر ہوا نہین اے کوہکن کبود
انسان کشن جی نے کیا ہے جو مُنڈ تون	اتبک اسی اثر ہے رنگِ چمن کبود
وہ سیب باغ ہے کہ گرا لے ہن سنگ سے	ہو جائے سونگھتے ہی وہ سیب ذقن کبود
باغِ جہان کا ہے حال دگرگون ہے کیا عجب	سُوسن ہو سُرخ اور گل نارون کبود
کیسا ہی ہو قریب نہو گا ثمر بکنج	کیا چوٹ سے ہو شبل بدن سیم تن کبود

چشمِ کبودِ یار کو کیونکر مثال دون ؛
ناسخ نظر پڑا نہین اتبک ہرن کبود

تپ سے جلتا تھا بدن میرا ہوا ای یار سرد	کسقدر تاثیر مین ہے قرب دیدار سرد

ردیف ذال معجمہ

قابل نامۂ محبوب کہان یان کاغذ	بے زری مین نہین ممکن زر افشان کاغذ
میرے مکتوب سے ایسی ہوئی نفرت اسکو	کہ کوئی اب نہین چھوتا کسی عنوان کاغذ
دستِ پر نور مین نامہ مرا جو اوس نے لیا	ہو گیا صاف برنگِ مہِ تابان کاغذ

[illegible] دل [illegible] مسلمان کاغذ
[illegible] پنہان [illegible] کاغذ

ولہ

[illegible] قاصد جانان کاغذ

۶۱ دیوان ناسخ جلد دوم

[illegible] لفافے مین ہمارا ہے کلام شیرین
[illegible] ہین قند کے اوپر کاغذ
ناتوانی سے نہین [illegible] جنبش حرکت
مین ہون حرفون کی طرح میرا ہے بستر کاغذ
حال لکھا ہے جو مین نے تن لاغر کا
[illegible] رنگ کے مانند کبوتر کاغذ
مین نے لکھا ہے جو اپنا مصیبت نامہ
[illegible] اشک سے [illegible] تر کاغذ

نہین تجکو خط جانان [illegible] مجھے قند وطن سے کہین بہتر کاغذ
ہو گیا طائر جان ساتھ [illegible] جانان کے برابر کاغذ
ساتھ نامے کے گئی جان بھی [illegible] کاغذ
یار نے خط مین جو لکھا کہ نہ آنا ہر گز
[illegible] سکندر کا کاغذ
کسقدر مشق قلم مین ہے جبین سائی کی
[illegible] کاغذ
فال [illegible] فرقت [illegible] کاغذ
میرے نامے کو [illegible] رنگ مین بہتر کاغذ
[illegible] دستِ حنائی مین وہ [illegible] کاغذ

جائے جراح کہ اب نامہ بر آ پہونچا ہی	بدلے بجالے کے رکھون داغ جگر پیکاغذ

کیا مین افلاس مین خطِ یار کو لکھون کاغذ
نہ قلم ہے نہ سیاہی نہ میسّر کاغذ

ہے کیاہی بوسۂ لبِ شیرین دہان لذیذ	شفتالو ایسے باغ جہان مین کہان لذیذ
سیبِ ذقن ترا ہے جوای جانِ جان لذیذ	ایسا دلائے میوہ کبھی باغبان لذیذ
گر ہے برنگِ کوزۂ مصری دہان لذیذ	شاخِ نبات سے ہے تمہاری زبان لذیذ
میرے دہانِ زخم سے چھٹنا ہوا محال	قاتل ہے کس قدر تری نوکِ سنان لذیذ
کیا رکھیے پیش غم جگر و دل بھنے ہوے	لاتے ہین سب طعام پہ مہمان لذیذ
ہوگی سگ و ہما مین پس از مرگ خوب جنگ	ہین کیاہی عشق اب مرے استخوان لذیذ

دنیا مین تلخکام ہے ناسخ تو غم کھا
ہون گے تمام میوۂ باغ جنان لذیذ

ردیف رای مہملہ

اے دل اگر آئے قاصدِ یار	چومون کفِ پاے قاصدِ یار
اجرت مین دل تو ہے کیا مال	ہے جان فدائے قاصدِ یار
ہے پیکِ اجل کی آج آمد	پہلے کہین آئے قاصدِ یار
ہون تنگ جو انتظارِ خط مین	کہتا ہون مین ہائے قاصدِ یار

کچھ شوقِ دل لکھا تو لگا کہنے نامہ بر	نامہ اوٹھا نیکو کرون تدبیر دوش پر
اوس مرحلے مین خانہ بدوشی ضرور ہے	گھر اپنے واسطے کرون تعمیر دوش پر
مجھ رند بد عمل کے جنازے کو گر لگے	ثابت ہو روزِ حشر یہ تقصیر دوش پر
اوس گل کے پاس عین زمستان مین ہو بہار	گلزار ہو دوشالۂ کشمیر دوش پر

ناسخ نہ کسطرح ہو دو بالا علی کی قدر
جسدم چڑھائے مالکِ تقدیر دوش پر

مین ہی مرتا نہین کچھ اوس بتِ لاثانی پر	جان عالم کی نکلتی ہے مری جانی پر
کیا ہوا اوس سرِ خم مانگی غذا غیر شراب	کہ درختون کی قناعت ہے فقط پانی پر
رکھدیا دل ترے آگے جو اوسے سر کا کر	رحم آیا تجھے آئینے کی حیرانی پر
کیون نہو محوِ قدِ یار کہ مثل آزاد	سرنوشت ایک الف ہے مری پیشانی پر
آتے جاتے تجھے دیکھون ملے غیر کو یار	کاش ہو جاؤن مین نوکر تری دربانی پر
خبرکسن مجکو بدلنے کی نہین ہی حاجت	غش کرون کیون نہ بھلا جامۂ عریانی پر
غش مین موسیٰ کی طرح صاعقہ طور گرا	کیا تجلی ہے ترے چہرۂ نورانی پر
دشتِ غربت مین جو گمراہ پڑا پھرتا ہون	کیا مین عاشق ہون کسی غولِ بیابانی پر

اگرچہ ہے نظم مگر نثر کا ہوتا ہے گمان
یہ غزل دال ہے ناسخ کی پریشانی پر

آئے یارب جلد در پر نامۂ پر	دے مجھے مکتوب دلبر نامہ بر

تیرے ابرو کسی مجنون نے کیا تشبیہ دی تیری ابرو سے کسی مجنون نے کیا تشبیہ دی جام اپنا ہے لبالب جام خالی اوسکی پار	آگیا ہے ہمارا ہاے کس بڑ دید پر جوہر خنجر نکل آتے ہین برگِ دید پر میکدے مین لے گئے ہین فوق ہم جمشید کو

آپ اب چلنا پڑا ناسخ دیارِ یار کو
قاصد اپنا آجتک آیا نہ اس تاکید پر

کیا شبِ فرقت مین صدمہ ہین دلِ بیتاب پر
شل زخمی کو ٹتا ہون چادر مہتاب پر

ہجر مین سو جاؤن کیا ہین تو رشک کمخواب پر
جنگلے مین بال پلکون کی برای خواب پر

شل ہالہ رات صدقے ہوتی ہے مہتاب پر
یہ خطِ شکین نہین رخسارِ عالم تاب پر

آگیا یاد آہ محبوبِ نمازی کا رکوع
آنکھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر

گنبدِ مدفن مری انکھوں سے یون ہے بعد مرگ
بلبلے ترتے نظر آتے ہین صبح آب پر

جھوٹا پانی یار کا تھوڑا پلا دے اے طبیب
ہے شفا موقوف اپنی شربتِ عناب پر

خیمۂ لیلیٰ نظر آتا ہے او مجنون حباب
نجد کے وادی مین میرے اشک کے سیلاب پر

وہ جو قائم ہو بخور زر اوسکو نام زر نسی
نوق ہے میری دلِ بیتاب کو سیماب پر

عین دریا مین بھی گردش ہے نہین دم بھر قرار
سعی کرنا ختم ہے اے سالکو گرداب پر

رند مشرب اسقدر رکھتی نہین ذوقِ شراب
ہاے کیا رکھتا ہے رغبت غم مری خونناب پر

کان مین محبوب کی آواز آتی نہین
کیا شب فرقت مین مجکو رشک ہے شبتاب پر

بنگیا فوراً امراتا رنگہ تار شعاع
جا پڑی جب آنکھ اوس خورشید عالمتاب پر

لیگیا صحرا کیجانب اُن دنوں شوقِ شکار	شیر غم پیچھے پڑا یان کیا ہی ہنچ جھاڑ کر
میری داغوں کے برابر جب نکلا آفتاب	صبح کیا نادم ہوئی اپنا گریبان پھاڑ کر

ولہ

خاموش ایک دم نہیں رہتا دہانِ گور	گویا ہمارا لاشہ ہوا ہے زبانِ گور
میخانہ سے ملائک نقالے نہ جائیں	مرجاؤں میں تو لوگ ہیں پاسبانِ گور
خادم جو تھے بنے وہ فرشتے عذاب کے	گھر ہو گیا ہے ہجر میں مجکو بسانِ گور
بدتر ہے مزبلہ سے بھی دیکھیں جو گھر کو	ظاہر ہے سعید ہو سے بھی بہتر ہے شانِ گور
ہے صحن خانہ عرصۂ محشر نگاہ میں	تہ خانہ پر ہے ہجر میں مجکو گمانِ گور
تا روزِ حشر جاکے نکلتا نہیں کوئی	دنیا میں بس پسند ہے مجکو مکانِ گور
کھانے پکا پکا کے دلاتے ہیں فاتحہ	مردہ غذائے مور ہوا درمیانِ گور
مردوں کے نام سے بھی کوئی آشنا نہیں	کیا فائدہ رہا جو ہمیشہ نشانِ گور

گلشن بنا دیا مجھے ناسخ کے داغ نے
سُن تو زبانِ حال سے یہ ہے بیانِ گور

مر ہے یار اے محتسب مینا دوش پر	ہے برنگِ جوشِ مے اپنا لہو بھی جوش پر
ہے جدا وہ ماہ مجسے داغِ سوزاں ہمکنار	ہالۂ خورشید کا عالم ہے اب آغوش پر
ہے شب مہتاب یار و روز سیہ میں آفتاب	چھپتیاں ہیں جبین یہ اوس محبوب کمل پوش پر
ہو گئی گنجی ہمیں موج نسیم نوبہار	تھا برنگ غنچہ قفل اپنے لبِ خاموش پر

بارہ ہای دلِ سوزاں کی آنکھوں میں نہیں — نکلے ہیں روزنِ مجمر سے یہ اخگر باہر

نورِ رخسار نہیں زلف کے حلقوں سے عیاں — پردۂ شب سے نکل آئے ہیں اختر باہر

باہر آتا نہیں وہ طفل گر اپنے گھر سے — طفلِ اشک اپنے نکل آتے ہیں اکثر باہر

یہ تمنا ہے صنم ہو جو قیامت برپا — قبر سے مجکو نکالے تری ٹھوکر باہر

چشم و دل سمجھو نہ مستو ہو عجب نرم بدن — شیشۂ بادہ جو اندر ہے تو ساغر باہر

ہاتھ تیرا نہیں دستانے سے نکلا قاتل — میان سے تو نے نکالا ہے یہ خنجر باہر

نقدِ جاں کیسۂ قالب سے جو نکلے نکلے — دیکھ ممسک کہیں تھیلی سے ہنوز زر باہر

منتظر بیٹھے ہیں گھر میں کسی محبوب کے ہم — مثلِ تصویر نکلتے نہیں دم بھر باہر

زلف و عارض کے تصور میں ہی آہ کی ساقی — شعلۂ دودِ دل آتا ہے برابر باہر

رات بھر تم تو کرو بادہ کشی محفل میں — مثلِ ساغر ہمیں تا صبح ہو چکر باہر

بعد مرنے کے بھی ہے ساتھ یہاں فصلِ بہار — قبر میں داغِ جنوں پھولوں کی چادر باہر

کر لیا قتل ہزاروں کو یوہیں قاتل نے — میان سے بھی کبھی نہیں خنجر باہر

آمد آمد جو سنی میری سہی قامت کی — باغ سے دور پڑے سرو و صنوبر باہر

خانۂ چشم میں بے یار جو نیند آنے لگی — مردمِ دیدہ یہ چلائے کہ باہر باہر

اے اجل تو نے غضب تفرقہ پردازی کی — قبر میں تو سرِ شوریدہ ہے پتھر باہر

میں وہ بلبل ہوں کہ اے گل تری گل گیری کی — بو سے لینگے نکلیں گے مرے پر باہر

نازِ موروں کو اٹھائیں کہاں ہمکو دماغ — ہو ہمارا درِ فردوس سے بستر باہر

ولہ

شبہ اپنے دیدۂ تر پر سمندر کا ہوا
پنجۂ مژگان مین سمجھا شاخ مرجان دیکھکر

کیون نہ کپڑے پھاڑکر عریان اب ناسخ پھرے
ہوگیا دیوانہ تیرا جسم عریان دیکھکر

توہی وہ گل ہی کہ تجھسے ہے فلاطون بہار
اس چمن مین ورنہ ہر گل پر ہی احسان بہار

اوڑتی پھرتے ہین بھلا کیا رتبۂ اوراق گل
مصحف رخسار اوس گل کا ہے ایمان بہار

مین ہوا عاشق جو اوس گل کا ہوا آغاز خط
جوش سودا کا ہوا ہے مجکو پایان بہار

زندہ ہوتی جاتے ہین گلہای مردہ دیکھکر
آب جو ئین ہین چمن مین آب حیوان بہار

کر رہا ہون آبیاری باغ حسن دوست مین
دیدۂ گریان مین گویا ابر باران بہار

تو نہین جاتا چمن مین گل نے پھاڑا پیرہن
بنگئی مو ج ہوا موے پریشان بہار

تیرے روے آتشین کے آگے جاتا تھا فروغ
گرد یا باد خزان نے گل چراغان بہار

گل ہوئی پژمردہ سب مرغ چمن مردہ ہوئی
آگے اوس گل کے نکلنے پر ہی اب جان بہار

کیا غضب ہی شکر محسن کا بشر کرتی نہین
ہے زبان برگ سی ہر گل ثنا خوان بہار

جوش گل اوس رشک گلشن کی جدائی مین نہین
بلبلو آلودۂ خون ہے یہ دامان بہار

لالہ و گل کیا کہ ہین منقار نافرمان تنگ
باغ مین مانند جو جاری ہی فرمان بہار

کیون خزان حسن مین دیکھون خط سبز یار
اسقدر دلکش کہان گلشن مین ریحان بہار

کیا زمین اب تو شفق سے ہی گلستان آسمان
دیکھنا اے باغبان تو رفعت و شان بہار

دیکھے اوس گلگون قبا کو حسن وحشت زا اگر
پرزے پرزے ہو برنگ گل گریبان بہار

ولہ

عوض نقش قدم گرتے ہین ناسخ موتی
ایسی ہی درسا کلک گہربار کی رفتار

ولہ

آدمی عاشق ہین کیا اوس سرو قد آزاد پر
ایک قمری اب نظر آتی نہین شمشاد پر

ولہ

دل سے وہ محبوب سیم اندام ہی شیدائے زر

زر کے پیچھے طالب زر ہو رہے ہین کیا ہلاک	فائدہ کیا نقد جان دیکر جو کوئی پای زر

ردیف زای معجمہ

بیہوش ہو سُن لے جو مری یار کی آواز	تاثیر مین کب ایسی ہو مزمار کی آواز
جب کان مین آئی قدم یار کی آواز	ساتھ اوسکے سُنی نالۂ اغیار کی آواز
نالہ کبھی کرتا ہون اگر بزم غنا مین	یہ ضعف ہو سب جانتے ہین تار کی آواز
نالان جو ہوا گیسوی پیچان مین مرا دل	ہنسکر وہ لگے کہنے یہ ہی مار کی آواز
غش کھا کے گرے رعد بھی بجلی کیطرح سے	سُن لے جو مرے آہِ شرر بار کی آواز
خاموش جو بیٹھے ہین یہ بت ہین بڑے خونخوار	سُنتا ہے کوئی کب لب سوفار کی آواز
از خود نہین بول اوٹھتی جو ہین صبا تکلیم	بولے جو کوئی تب سُنے کہسار کی آواز
اے غافلو کھُل جائین اگر گوش حقیقت	آئے دہن غیر سے بھی یار کی آواز

سُن سان ہے کیا ہجر مین کاشانۂ ناسخ
بولا نہ کوئی مینے کئی بار کی آواز

مردونکو جلاتی ہے تری ناز کی آواز	اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز
کیا ہجر مین خوش آئے مجھے ساز کی آواز	یاد آتی ہے ہر دم کسی دمساز کی آواز
سُنتا نہین نالے تو مرے طائر دل کے	ایسی نہین مرغان خوش آواز کی آواز
چلاؤن نہ پھر کیونہین کہ یاد آگئی مجکو	وہ ناز کی رفتار وہ انداز کی آواز

فوجِ غم بھاگ چلے شیشہ مے لا ساقی | لشکرِ ابر سے نکلی طبلِ ظفر کی آواز

ولہ

ڈر دلا گو کہ نہین کاکل دلدار دراز | ایک ساز ہر ہے کوتاہ ہو یا مار دراز
قرۂ یار سے ہے ابروی خمدار دراز | ورنہ برچھی سے کہان ہوتی ہے تلوار دراز
کر دیا ہے شبِ فرقت کی درازی نے یہ حال | غش سے بستر پہ ہو نہین صورتِ بیمار دراز
کہکشان سے کم جادۂ صحرائے جنون | استقدر کم تھے مرے شہر کے بازار دراز
کفر کے سامنے اسلام کی مقدار ہی کیا | تیرے سبحہ سے ہے زاہد مری زنار دراز
گو تھی گرچہ شبِ وصل زکی ہو لیکن | ہوتری عمر شبِ وصل سے اے یار دراز
بختِ خوابیدہ بھی اونگھتا گئے سو سو گئے | کیا شبِ ہجر ہے او دیدۂ بیدار دراز
پانون پھیلائے ہوئے مست پڑا ہون لیکن | ہے مرادستِ طلب جانبِ خمار دراز
راہ مین خاک نہ لگجائے کہین عاشق کی | استقدر آپ نہ پہنا کرین شلوار دراز
منیے اشکون سے جو سیراب کیا صحرا کو | ہو گئے کیا تلوؤن کے لیئے خار دراز
بال سر سے جو لپیٹے تو دکھے یار کی ہاتھ | ایسی ہوتی ہے بھلا کب کی دستار دراز
طاقِ ابرو کی تصور مین کرون نالے بلند | ایسی مسجد کو منارے ہین سزاوار دراز
پردہ اوٹھتے ہی لگا جلنے فلکِ پر خورشید | اتنے ظاہر مین نہ تھے شعلۂ رخسار دراز
وصف کرتا ہون تو تقریر بڑھی جاتی ہے | اے صنم کیا ہے تری کاکلِ خمدار دراز

ولہ

ردیف سین مہملہ

مین تو دل دیتا ہون کہ تاہر دہ دلدار گریز
ہے عجب جنس گرے جسپہ خریدار گریز

دھوپ مین جاتے ہین تو ابر کی سائے کیطرح
ہمسے کرتا ہے ترا سایۂ دیوار گریز

ہو نہین آتش قدم ایسا کہ مرے لوہو سے
شبل سوزان کرے صحرا مین ہر اک خار گریز

آج اوس نور مجسم کی سنڈی ہین نہ لفین
ہیچ ہے خورشید سے کرتی ہو شب تار گریز

میرے اشعار مین لاحول کی تاثیر ہو کیا
یار سے سنتے ہی کر جاتے ہین اغیار گریز

گر دنامہ خط مشکین ہے ترا اپنے لئے
تجسے کیا کر سکین وحشت مین ہم اے یار گریز

جذب دل کھینچ ہی لاتا ہے ادسکو سو لیے
کر چکا ہے وہ صنم مجسے کئی بار گریز

آنکھین اوس مست کی دیکھین ہین تو میخانو
ہوش کی طرح سے کرنے لگے میخوار گریز

فلس ماہی کیطرح داغ جنون سے ہو نباہ
تیغ ابرو سے کریگا نہ دل زار گریز

دل ہو عنیمت تو کہان ہوش خرد صبر قرار
فوج کیا ٹھہرے بھلا جب کرے سردار گریز

امتحان غیرونکا کرنے جو لگا وہ سفاک
قتل دو چار ہوئے کر گئے دو چار گریز

لشکر غم نے بہت تنگ کیا ہے ہمکو
کیجیے اب طرف خانۂ خمار گریز

مشتری جب نہوا کوئی تیر ہو کوچہ مین
ماہ کنعان نے بھی کیجانب بازار گریز

کیا شب تار جدائی کی سمائی وحشت
کر گئی روشنی دیدۂ بیدار گریز

یون مجھے دیکھکے بھاگا وہ بت سیمین تن
مفلسون سے کرے جسطرح سے زردار گریز

ظفر و فتح مبارک ہو تجھے اے ناسخ
کر گیا معرکے سے دشمن غدار گریز

ایک مین جان سوختہ رہتا ہون یان مجنون
پیرہن خاکستری ہو ورنہ ہر اخگر کے پاس

چاند تاریکا جو کرتا پہنا تونے ای صنم
ایک ماہِ نو نظر آتا ہے ہر اختر کے پاس

حُسن کی طینت مین بھی داخل کیا صانع نے عشق
داغ سودا ہین ازل سے لالۂ احمر کے پاس

کیون مشقت سے بناتا آئینہ فولاد کا
واقعی ہوتا دلِ روشن جو اسکندر کے پاس

ترکِ کفر آسان ہی کب دینِ زاہد کیطرح
آستین مین لیکے بت جاتی تھے پیغمبر کے پاس

تفرقہ جبتک نہین اضداد باہم ایک ہین
شیشہ بھی مثلِ شرر پنہان ہے ہر پتھر کے پاس

کسطرح افسوس آہِ آتشین سے پھوکدون
ہر رقیبِ دیو سیرت اوس پری پیکر کے پاس

بیڑیان سی بیڑیان توڑی ہین میرا جنون
جائی آہن اتو سیم و زر ہو آہنگر کے پاس

دور بھاگے کیون نہ لشکر تجکو تنہا چھوڑکر
ٹھہرے ہے کب فوجِ انجم خسرو خاور کے پاس

روک ناسخ کو نہ اے رضوانِ فردوس پر
بندۂ شیرِ خدا ہے جائے گا قنبر کے پاس

ردیف شین معجمہ

گر گئی ہے ہم یہان اک مست کی ٹھوکر بیہوش
صورتِ نقشِ قدم رہیے نہ کیونکر بیہوش

ہوش کب جلوۂ دیدار مین رہتے ہین بجا
ہو گئے حضرتِ موسیٰ سے پیمبر بیہوش

فاقہ مستی سے ہمین بھی ہی بھلا ہوش کہان
ہین اگر نشۂ دولت سے توانگر بیہوش

اے فلک نشہ جو قسمت مین نہین غش ہی سہی
مغتنم جان مین ہو جاؤن مین جو مَر کر بیہوش

ولہ

ولہ

[illegible]

ردیف ضاد معجمہ

ہے فصلِ گل سے کام نہ گلزار سے غرض
رکھتا ہون بلبلون کی نہ کچھ بہار سے غرض
گر نقد دل لیا ہے تو ہے یہ درد سر
سودا سے عشق کے نہین بازار سے غرض
غافل ہم اپنے ہین کہ نہین کوئی ہوشیار
ہے خواب مین بھی دولتِ بیدار سے غرض
نرگس کو دیکھے گا تری آنکھون کو آگے کون
کیا پیش تندرست ہے بیمار سے غرض

مرنے سے پہلے جو مرنا ہو تو سُن لے تدبیر	بیٹھ رہ چپکے کسی کونے مین ہو کر خاموش
قیس نالان جو ہوا سنیے ظرافت سے کہا	ہو گیا ہے جرسِ ناقہ لیلا خاموش
نرگسِ یارِ سخن گو ہے بھلا کیا نسبت	چمنِ دہر مین ہے نرگسِ شہلا خاموش

ولہ

ساز و مطرب تری آواز سے ہین گنگ و خاموش	احتیاطاً ہو گئے داؤد بھی شاہا خاموش
ہم ہین اوس گل مین چلین باغ مین جو تقریر مین	ساتھ غنچون کے ہوئی بلبلِ شیدا خاموش
مست جبتک نہین ہوتی نہین ہم کرتے بات	مے اگر ہوتی نہین رہتی ہے مینا خاموش
کسکو اے نورِ مجسم ترے آگے ہو فروغ	کر دیا تو نے چراغِ یدِ بیضا خاموش
تو وہ اعجاز بیان ہے کہ تری محفل مین	شرم سے صورتِ مریم ہے مسیحا خاموش
ناطقہ بند کیا تو نے ہر اک ناطق کا	مشرکِ گنگ ہوے صورتِ عزا خاموش
تابِ دم مارنے کی کسکو بھلا تیرے حضور	ہو گئی شمع تجلی مع موسیٰ خاموش
آنکھ رہتی ہے گگلے مین تیری ہیبت سے شرار	کیون نہو میکدۂ دہر مین مینا خاموش
جب ہی مسجدِ اقدس مین اذان ہو نے لگی	شلِ بُت ہو گئے ناقوس کلیسا خاموش
آپکو مُصحفِ ناطق کی قسم یا مولا	حشر مین میری شفاعت سے نہ رہنا خاموش

ردیف صاد مہملہ

زنہار ہو جسیو نہ دلا مبتلائے حرص	ذلت بھی دور ہی آتی ہے نادان بنا حرص

[illegible]

سبز نگین ہین جو آنکھین تو بدخشان ہین خط
زلفِ پیچان تری ہندو ہین مسلمان عارض

کسطرح خطِ شعاعی مین نہان ہو خورشید
نہین ممکن خطِ مشکین مین ہو پنہان عارض

دستِ گلچین مین ہو جسطرح سے کوئی گلِ تر
یون نمایان ہے تہِ پنجۂ مژگان عارض

جسطرح سے ہے گریبانِ سحر مین خورشید
قیص مین یون نظر آیا تہِ دامان عارض

جلوہ فرما مہِ کنعان ہے چہ کنعان پہ
نہین اے ماہ سرِ چاہِ زنخدان عارض

بے خزان کیون نہو اے رشکِ چمن تیری بہار
بے تکلف ہے گلِ روضۂ رضوان عارض

دور ہر چند وہ پرکالۂ آتش ہے مگر
ہے تصور مین چراغِ شبِ ہجران عارض

روزِ نوروز حسین ہے شبِ معراج ہے زلف
ذوالفقار ابروے محبوب ہین قرآن عارض

شاخِ گل عکس سے بنجاتی ہین پیاری لہرین
صاف دریا کو بناتا ہے گلستان عارض

وہ بھبھوکا شبِ تاریک مین جاتا ہے اگر
آئینہ خانے مین کرتے ہین چراغان عارض

نہین معلوم کہ خورونکی بھی ہے عیان یا کہ نہو
یا گر ایسے نہین رکھتا کوئی انسان عارض

رات کو چہرۂ مہتاب نظر آتا ہے
کسطرح گیسوے شبگون مین ہون پنہان عارض

ہو نہین حیران ہے کیونکر شبِ گیسو جو دو
ہین قمر ماہ کے خورشید درخشان عارض

کیون نہ دن رات کراہا کرون مین اے ناسخ
ہو گیا ہے مرضِ عشقِ حسینان عارض

دستِ خالی ہی ملا ہے ہمین ساغر کی عوض
آتشِ گل کی بھی برداشت نزاکت کو نہین

پیتے ہین خونِ تمنا مے احمر کی عوض
سمجھے وہ شاخ نہین اخگر ہین گلِ تر کی عوض

ولہ

دلا ہے بھیک بیگانون سے بہت
نہ مانگے آشنا سے آشنا قرض

عیادت کو وہ بت آیا پس از مرگ
مجھے دم بھر کو دے جان ابجدا قرض

نہین غم نقد جان گو ہاتھ سے جاے
نہ مین عطار سے لونگا دوا قرض

گریبان چاک کرنے کا جو ہو شوق
جنون لیتا ہون کپڑے جابجا قرض

ابھی دم بھر مین بے تکرار دونگا
کوئی بوسہ تو دے اے دلربا قرض

بہار افلاس مین آئی تو مین نے
گلون سے زر براے مے لیا قرض

کرے گا وعدۂ عیسیٰ قیامت
ہمارے استخوان لے گا ہُما قرض

مرے کپڑون کے تو پُرزے اُڑادے
جنون اب لون کسی گل سے قبا قرض

مرے گھر سے چلا محرم جب چور
کہا مین نے رہا مجھپر ترا قرض

جو مین افلاس مین نکلا سفر کو
براے راہزن کچھ لے لیا قرض

وہ بادل ہین جو لین قرض آب دریا
فرون پیاسا نہ لون آب بقا قرض

ردیف طای مہملہ

ورد ہے مجکو ترا اے یار خط
روز پڑھ لیتا ہون مین سو بار خط

یکقلم لکھا ہے مین نے شوق وصل
سُرخ کر اے دیدۂ خونبار خط

خواب مین بھی بس یہی کہتا ہون مین
خط منگا اے طالع بیدار خط

نامہ بر یارون کو پہونچا تا نہین
بکتے ہین میرے سر بازار خط

خط کا کاغذ بھی نہ بھیجے گا مجھے
حالِ سوزِ ہجر جو عرقوم ہتا

جانتا ہے وہ مجھے شیدائے خط
اوس بھبھو کے نے مرے جلوائے خط

دوست میرا میرے پاس آتا ہے آپ
اب نہیں ناسخ مجھے پروائے خط

لکھ چکا ہے وہ ستم ایجاد خط
بھیجے گر محبوب تو اتنا رٹون
اوس پہ پرو کر نہ پھونچا ایک بھی
کھینچ دے مجھ زاد کی ادسین نسبیہ
زندگی کیا جب نہ آئے خطِ یار
غم سے کر دے مثلِ سروِ آزاد خط
ہاے لیجاے کبوتر کسطرح
اوس پری تک کب پھونچتا ہے بشر

راہ مین ہے اے دلِ ناشاد خط
یکقلم ہو جاے مجھکو یاد خط
سب صبا نے کر دیے برباد خط
ہو چکا تحریر اے بہزاد خط
کھینچ دے گردن پہ اے جلاد خط
جلد بھیج او غیرتِ شمشاد خط
بھیجتا ہے جانبِ ضیاد خط
لے چلا آخر مرا ہمزاد خط

ردیف عین مہملہ

ایک شب جو تیری محفل مین پائی بار شمع
رات جو دیکھا ترے رخسار آتشناک کو
ساقِ جاناں سے جو کی ہمسری اس جرم پر

صبح ہوتے ہوتے ہو تا رشتہ زار شمع
کھا کے غش گر گر پڑی محفل مین سو سو بار شمع
لگی رہتی ہر دکانون مین سر بازار شمع

ردیف غین معجمہ

ردیف فا

دل تو کہتا ہے کہ چل کوچۂ جانان کیطرف
حکمِ وحشت یہ ہے کر عزمِ بیابان کیطرف

ایسی نفرت ہے اگر خاک بھی ہو جاؤں نہیں
اوڑ کے جاؤں کبھی کوچۂ جانان کیطرف

گلعذارو یہ ہوئی تمسے مجھے بیزاری
آنکھ اٹھا کر کبھی دیکھوں نہ گلستان کیطرف

خشک ہو جای خدایا وہیں شانے کیطرح
ہاتھ جاے جو مرا کاکلِ پیچان کیطرف

کور ہو جاؤں نظر آئے نہ پھر کوئی شے
جاے گر میری نگہ عارضِ تابان کیطرف

پھونچوں گلزار جہان سے کہیں جنت کو شتاب
دیکھوں جز حور نہ میں چہرۂ انسان کیطرف

جادہ ہو جائے مرے پاؤں میں زنجیرِ جنون
گر اوٹھاؤں میں قدم کوئی حسینان کیطرف

استعدر رنج امارد سے اوٹھائے میں نے
کہ نہ فردوس میں دیکھوں کبھی غلمان کیطرف

شاعر اکثر دہنِ یار اوسے کہتے ہیں
جاؤں اے خضر نہ میں چشمۂ حیوان کیطرف

آنجائے کہیں اوس روئے کتابی کا خیال
خواب میں بھی کبھی میں دیکھوں نہ قرآن کیطرف

اوس پریرو کی نہ محفل میں کبھی جاونگا
لیچل اے جوشِ جنون گوشۂ زندان کیطرف

لعل و گوہر میں مرے لختِ دل و اشک مجھے
کیوں نظر جاے کسیکی لب و دندان کیطرف

ہٹ گیا ہے یہ کسی گیسو و رخسار سے دل
کہ کبھی رخ نہ کروں گبر و مسلمان کیطرف

ہر قرہ خار مری آنکھوں میں ہو جائے وہیں
گر میں دیکھوں کسی محبوب کی مژگان کیطرف

قبض ہو جای مری روح بھی لو سیف کیطرح
دھیان آئے جو ترے سیبِ زنخدان کیطرف

ضعف سے طاقتِ رفتار نہیں ہے ناسخ
دیکھوں حسرت سے نہ کیوں خارِ بیابان کیطرف

خوب سا روندا آج میری قبر کو اے شہسوار
پھول جھڑتے ہیں نہیں نعلِ سمِ توسن میں آگ

اسقدر آتش قدم دیکھا نہیں اے شہسوار
کیا عجب گر نعل ہو جاے سمِ توسن میں آگ

آسمان پہونچا نہیں سکتا حسینوں کو ضرر
لب لگا سکتی ہی بجلی ماہ کے خرمن میں آگ

رطب و یابس ہیں حقیقت میں نہیں کرتی ہیں فرق
پھول ہے گلشن میں جو شے ہے وہی گلخن میں آگ

میرے آنکھوں سے اگر لختِ دلِ سوزاں گرے
بولے ہمدم دیکھیے ہے آپکے دامن میں آگ

ہو شرر گر دست سی بھی ہو زیادہ اختلاط
شبہہ ہو اسمیں تو دیکھو ڈالکر روغن میں آگ

کیا اثر پھیلا ہے تیرے روے آتشناک کا
صورتِ مجمر ہے دیوار ونکی ہر روزن میں آگ

شمع ہے اسمیں خیالِ عارضِ پر نور کا
لب برنگِ طور ہے اپنے دلِ روشن میں آگ

اسقدر سوزش ہے اے جراح میرے زخم میں
لگ اوٹھیگی دم میں تنکے کیطرح سوزن میں آگ

دشتِ غربت جل رہا ہے میری برقِ آہ سے
لگ اوٹھی تھی جسطرح وادی ایمن میں آگ

جل اوٹھا میرا دلِ پر داغ پیتے ہی شراب
ساقیا پانی ہوا ہے یار اس گلشن میں آگ

لوحِ سنگین کھتی ہے خاکِ سیہ ہو شعلۂ طور
اسطرح ہے تیرے داغوں کی مرے مدفن میں آگ

جب جلی ہولی تو ناسخ ہمنے مانگی یہ دعا
یا الٰہی یوہیں بھڑکے سینۂ دشمن میں آگ

اب کی ہولی میں رہا بیکار رنگ
اور ہی لایا فراقِ یار رنگ

سرخرو کر دے شراب آئی بہار
ہے خزاں سے زرد اسے خمار رنگ

ہو تمہارا دے سبز خط آنکھیں سیاہ
چہرہ کا سرخ و سفید اے یار رنگ

ولہ

ولہ

ہوتے ہین تیرے آگے گل سرخ یاسمین
گھٹا ہے مارے شرم کے بے اختیار رنگ

تجھ مین جو رنگ و بو ہے کہان ہے وہ یاسمین
قربان تجھ پہ نکہتِ گل ہے نثار رنگ

یاد آ گئین شباب کی رنگین مزاجیان
جب شام کو شفق کا ہوا آشکار رنگ

سُرخ و سفید و رُخ ہے سیہ چشم خط سبز
آتے ہین ایک گل مین نظر مجکو چار رنگ

رہنے نہ دے اثر مرے رنگِ شکستہ کا
مانی بھرے شبیہ مین گر لاکھ بار رنگ

آنکھین جو روتے روتے مری لال ہو گئین
ہنسکر وہ بولے واہ ہے کیا ابدار رنگ

اے رشک سرو کہتے ہین مانند فاختہ
خاکستری لباس کا ہم خاکسار رنگ

اوس گل کی کیا کہون مین تلوّن مزاجیان
ہوتے ہین ایک نگسے پیدا ہزار رنگ

اشکون کی شست و شوے سیاہی نہ کم ہوئی
کیا نسبت رکھتی ہین مری شبہاے تار رنگ

جسد نسیم ہے گلال اڑانیکا تجکو شوق
تیرے شہیدِ ناز کا لایا غبار رنگ

گہ سُرخ گاہ زرد کبھی ہے سفید آہ
پاتا نہین کوئی مرے منہ پر قرار رنگ

یاد آ گئی ہے ہمکو رگِ گل سی وہ کمر
اے رشکِ خون ہماری گریبانکی تار رنگ

ناسخ ہے میر مسلہ اللہ کی زمین
اک معنی شگفتہ کو باندھا ہزار رنگ

کل تک وہ ہمکنار تھے مجسے کنار گنگ
ہے آج سیل اشک مرا ہمکنار گنگ

کب لکھنؤ سا شہر ہے کوئی کنار گنگ
ملجائے گومتی مین تو ہو افتخار گنگ

دن بھر جو پھول بیچتے ہین تو رات بھر چراغ
فردوس مین بھی یاد رہیگی بہار گنگ

ردیف لام

ہے بجا گر وہ سہی قد جام مے لیتا نہین		گلشن عالم مین کب ہر سرکو بروے گل

داغ حسرت دل مین ہین لخت جگر آنکھو نمین ہین
گلشن ہستی مین اے ناسخ یہ ہمنے پائی گل

ادھر آئی اودھر گئی شب وصل	نہین آئی مجھے نظر شب وصل
ہے بپا گوشش یار کا شکوہ	شام سے ہو گئی سحر شب وصل
کوس رحلت ہماری روح کو ہے	آج نقارۂ سحر شب وصل
تا شب تار گور صبح نہو	رہے اب یوہین عمر بھر شب وصل
عیش کم غم بہت ہی دنیا مین	کیا عجب ہو جو مختصر شب وصل
عشسج بھی ساتھ ہے نظر آئی	خواب مین دیکھی ہے اگر شب وصل
دیکھنا روز زندگانی کو	مختصر کب ہے اسقدر شب وصل
بے تکلف مثال زلف و غدا	صبح کے ساتھ آئی ہر شب وصل
شب ہجر اسکے خواب مین وہ صنم	مجھسے کہتا ہے یاد کر شب وصل
شب مدفن سے وصل ہو جائے	رہے اب میری زیست بھر شب وصل
اڑ گئی میری مرغ جان کیطرح	گو نہین رکھتی بال و پر شب وصل
جانب روز ہجر دوڑا ہون	ساحل گنگ چھوڑ کر شب وصل
صد شب صبح سے نجات ملی	کر گئی مجکو بے خبر شب وصل
کیا شب ہجر تھی درازی مین	کوتہی مین ہے جسقدر شب وصل

ولہ

شنگرانِ آسمان کے قول کر دیگی بات	رفتہ رفتہ ایکدن آہِ فلک فرسا دل
یاد آیا مجکو مجنون آپ مجنون ہوگیا	دامنِ صحرا سے بھڑکی آتشِ سودا دل

ولہ

گل کر دیا جو اوس گل تر نے چراغِ گل	ڈھونڈھا چراغ لیکے نپایا چراغِ گل
زر دار سب ہین نشۂ عشرت سے بدنصیب	لبریز ہو شراب سے کیونکر ایاغِ گل
سنے زبانِ موجِ ہوا سے سنی یہ بات	مانند داغِ لالہ زرِ گل ہے داغِ گل
اوس گل کی بو جو باغ مین کل لیگئی نسیم	ہر موجِ بوی گل ہوئی بوی دماغِ گل
دشمن سے بھی نہین ہو حسینونکو کچھ ضرر	رہتے ہین اب دباؤ مین دشمن چراغِ گل
اے رشکِ گل خزان مین جو کرتی ہے جستجو	پاتی ہے تیری کفش مین بلبل سراغِ گل
بلبل شرابِ عیش سے کیا بدنصیب ہے	ٹوٹا ہوا ہے روزِ ازل سے ایاغِ گل
ملتا نہین خزان مین کہین جسم وش سے گل	ملتا نہین بہار مین بلبل دماغِ گل
طاؤس دیکھے بلبلِ شیدا کا حوصلہ	دل مین برنگِ غنچۂ لالہ ہو داغِ گل
اکثر دہان خزان ہو ہمیشہ جہان بہار	دل باغ باغ عشق ہو بلبل وہ باغِ گل

ناسخ شراب پی شبِ تاریک ہو تو ہو
روشن ہین صحنِ باغ مین ہر سو چراغِ گل

ردیف میم

واعظا مسجد سے اب جاتے ہین میخانہ کو ہم	پھینک کر ظرفِ وضو لیتے ہین پیمانہ کو ہم

[illegible]

آدمیت ہو تو کیا زلفِ سیہ فام سے کام
دیکھ لے جانوروں کو ہے دلا دام سے کام

اوسکے رخ کو جو نہیں زلفِ سیہ فام سے کام
اپنی بھی روزِ جدائی کو نہیں شام سے کام

ہجر میں ایک سی ہے حالت و بیداری و خواب
سانس کی طرح نہیں جام کو آرام سے کام

قاعدہ کیا کہوں جو حال ہے میرے دل کا
خط سے آنکھوں کو غرض کانوں کو پیغام سے کام

مجکو سودائی بنایا ہے دکھا کر آنکھیں
تم دھتورے کا لیا کرتے ہو بادام سے کام

چشم ساقی سے نہیں عشق ہے میرے دلکو
کون شیشہ ہے بھلا جسکو نہیں جام سے کام

عہدِ پیری میں نہیں داغ محبت درکار
ہے دلا کیا مجھے خورشیدِ لبِ بام سے کام

باتیں کانوں ہی سنیں آنکھوں سے صورت دیکھی
اب نہ خط سے مجھے مطلب ہے نہ پیغام سے کام

ردیف نون

اوس دہن کے وصف میں تقریر کی حاجت نہیں
خط کی بھی تعریف میں تحریر کی حاجت نہیں

دولتِ تقدیر کو تدبیر کی حاجت نہیں
معدنِ زر ہے جہاں اکسیر کی حاجت نہیں

مجکو بازیچا کافی ہے کروں کیا خانقاہ
میں مرید اک طفل کا ہوں پیر کی حاجت نہیں

درد ہے لیکن خاموش ہے مانند زخم
ہجر کی شب نالۂ شبگیر کی حاجت نہیں

ہرزہ گوئی سے کہیں بہتر ہے خاموشی دلا
عاشقوں کو آہ بے تاثیر کی حاجت نہیں

راستی ہے اسقدر وہ کج ادا بیگانہ ہے
اوسکی ابرو کی کمان کو تیر کی حاجت نہیں

اے فلک شمس و قمر کے کیا دکھاتا ہے ورق
طالبِ دیدار ہوں تصویر کی حاجت نہیں

ولہ

غم فرقت سے جان تن میں نہیں
جان کیا تن میں پیرہن میں بھی نہیں

بوسے میں کیوں ہوا بیہوش
میں تو اوسکے چہ ذقن میں نہیں

لطف اوٹھاؤں جو وصل جانان کا
اتنی طاقت مرے بدن میں نہیں

صاف یوسف کو ہے جنون مجھسا
بے سبب چاک پیرہن میں نہیں

جیسے ابر تنک میں ہو خورشید
... داغ پیراہن میں نہیں

[illegible]

وہ گلی ہے کہ جسمین خار نہین

ولہ

۸۲

ہے غضب عضو عضو تیرا گداز
استخوان کیا کوئی بدن مین نہین

لے گیا جذب جانب سگِ یار
ہڈیان بھی مرے کفن مین نہین

مدد اے شعلہ ہاے داغ جنون
چین عریانی کا کفن مین نہین

مشک کے سامنے ہے کیا کافور
نکہتِ زلف یاسمن مین نہین

کیا کرون شکوہ رنج و غربت کا
فی الحقیقت کوئی وطن مین نہین

ملی مژگان تو پھر کی چشم صنم
وحشتین اسقدر ہرن مین نہین

روسیہ ہوگیا تیرے آگے
چاند اے ماہ رو گہن مین نہین

مثل یوسف ہوا ہون ضعف سے گم
غیر بو خاک پیرہن مین نہین

موتیون سے بھرین گے وہ ناسخ
غم نہین دانت اگر دہن مین نہین

پاس وہ طفل نے سوار نہین
نور آنکھون مین جز غبار نہین

اوس نے لکھا ہے اپنے ہاتھ سے خط
قاصدا مجھکو اعتبار نہین

کیا ہی قاصد نے کی ہے خاطر جمع
کیون ہوا اس آج انتشار نہین

آمد آمد ہے خود مسافر کی
مجکو اب خط کا انتظار نہین

ہے شرارت نشان سختی دل
نرم پتھر مین بھی شرار نہین

اگرچہ جبری نہین ہون مین لیکن
کچھ محبت پہ اختیار نہین

گو بلا قید حکم ہے لیکن
خلوتِ دل مین مجکو بار نہین

منہ برستا ہے جلد اے ساقی	یاد اب تو یہ شراب نہین
آج واعظ کی کون سنتا ہے	پنبۂ گوش ہے سحاب نہین

درد دل کا علاج اے ناسخ
عرق اوس گل کا ہے گلاب نہین

جو ترے عشق مین ہلاک نہین	زندگانی مین لطف خاک نہین
نہرین ہین کیون بہشت مین جاری	زاہد اگر شراب پاک نہین
ہے شب ہجر ہو نہین وحشی سُست	اسلئے جیب صُبح چاک نہین
خاک سے کیون ہے اجتناب ایسا	ایکدن غیر خاک خاک نہین
دل پہ ظاہر ہے حال ہر دل کا	اس نگر مین کدھر کی ڈاک نہین
کیون جنون ہو نہ مجکو پیری مین	کب گریبانِ صُبح چاک نہین
آگے اوس گل کے دعوئ خوشبو	باغبان گل کے منہ مین ناک نہین

ہاے ناسخ فراق جانا نہین
کون سی رات ہولناک نہین

کچھ تری بات کو ثبات نہین	ایک ہان ہین تو پانچ سات نہین
مجکو ساقی سواے جامِ شراب	جم کی جانب بھی التفات نہین
یون نہ باتین چبا چبا کے کرو	ھربان بات ہے نبات نہین
عاقلان پیر د نقطہ نہ شوند	ہے حیات اپنی یہ حباب نہین

چاک کرنیکی نہین پاتا ہون طاقت ہاتھ مین
ہر گریبان دیرا سے جوشِ وحشت ہاتھ مین

صبح اوٹھکر کیون نہ دیکھون ہاتھ سے ہاتھ آئینہ
یہ صفائی ہر نظر آتی ہے صورت ہاتھ مین

وہ چلے جاتے ہین لیکن مین ہلا سکتا نہیں
ضعف سے جنبش نہین بہرِ اشارت ہاتھ مین

یاد کرتا ہون کسیکے مصحفِ رخسار کو
زاہدا مصحف نہین بہرِ تلاوت ہاتھ مین

سمجھین شاخِ سرو پر سب فاختہ کا آشیان
طائر دلکو جو لے وہ سرو قامت ہاتھ مین

دیکھ پائے دستِ جانا نکی تجلی گر کلیم
روشنی ہو جائے مثلِ داغ حسرت ہاتھ مین

تیغ قاتل نے علم کے گال اوسنے چھو لئے
ہے زیادہ دستانِ جرأت ہاتھ مین

پونچھکر آنسو بنایا ہمنے ٹکڑا ابر کا
جب لیا رومال وقتِ جوشِ رقت ہاتھ مین

ہاتھ اوسکے چوم لیتا ہون تو کیا کہتا ہو وو
ہین لکیرین یا کوئی لکھی ہے آیت ہاتھ مین

کیا فروغِ حسن ہے چھو لون اگر اوسکا بدن
پنجۂ خورشید کی ہو جائے حالت ہاتھ مین

گر مین سہلاؤن کفِ پائے حنائی آپکے
ہو زیادہ پنجۂ مرجان سے رنگت ہاتھ مین

ہاتھ مین جو ہاتھ اوسکا لے لیا ہمنے تو پھر
ہتھکڑی پہنی ہے مینے ایک مدت ہاتھ مین

انتظارِ نامہ بر مین ہو گیا ایسا ضعیف
نامۂ محبوب لیتا ہون بدقت ہاتھ مین

ارمغان لیجاؤن ناسخ سوئے گلزارِ وطن
چن لیے ہین خار ہائے دشتِ غربت ہاتھ مین

اوس عزیز القدر کی دیکھی ہے صورت خواب مین
آج یوسف کی ہوئی گویا زیارت خواب مین

نام تیرا ہے مجھے وردِ زبان دنیا مین بھی
ہو کسی کو جیسے بڑبڑانے کی عادت خواب مین

پھر رہا ہے وہ صنم آٹھ پہر آنکھوں مین
یان سفر دشت مین ہر اوسکو سفر آنکھوں مین

کور ہو جائینگے ہم منھ نہ چھپا او رخ خورشید
عارضی نور ہے یان شمس و قمر آنکھوں مین

کس سے منظور ہین قاتل کو لڑائے آنکھین
ہے سیاہی و نگہ تیغ و سپر آنکھوں مین

غصے سے لال ہوئین ہین جو یہ چشمان سیاہ
آپکی ہے شفق شام و سحر آنکھوں مین

حلم اگر دل مین نہووے کہین بہتر تھے
دھیلے اچھے ہین حیا ہو نہ اگر آنکھوں مین

اوسکو ملتے ہین انھین دیکھتے ہی ہوتے ہین مست
مے گلگون سے زیادہ ہے اثر آنکھوں مین

نگہ گرم سے ہو رنج نہ اس نازک کو
ہے یہان تار نظر اسلیئے تر آنکھوں مین

ہے جدا جبسے کہ وہ لخت جگر آنکھوں سے
بہر تسکین ہے یہان لخت جگر آنکھوں مین

اسقدر کھپ گئی ہے تیری سنہری رنگت
اے پری اب تو سماتا نہین زر آنکھوں مین

اس قدر سرمہ ہوا اوسکو نزاکت سے گران
کہ سلائی نہ پھری بار دگر آنکھوں مین

ہمکو پر یہین بھی ہے شوق نظربازی کا
ہے شب کا ہے اثر تا بہ سحر آنکھوں مین

جب وہ خورشید درخشان نظر آجائیگا
صدقے ہوونگے وہین شمس و قمر آنکھوں مین

ایک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہے جان
آپکے رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھوں مین

راتدن دھوم مچائین جو مرے طفل سرشک
سخ نوے خواب کا کیونکر ہو گذر آنکھوں مین

پھنس گیا گیسوونکے جال مین جاکر ایسا
پھر ہوا مرغ نگہ کا نہ گذر آنکھوں مین

گوشہ گر ہوتی بھرے ہین تری آنکھوں مین اگر
قطرۂ اشک یہان بھی ہین گہر آنکھوں مین

شرمگین ہے وہ پری خانۂ دل مین بھی رہے
کہ مرے مردم دیدہ ہے گھر آنکھوں مین

ولہ

[illegible]

ہمین کیا ابر نیسان سے اگر گوہر برستے ہین
کہ اپنے کشت پر تو جلے اب اخگر برستے ہین

دعا یاران کی جب مین مانگتا ہون وقت میخواری
تو ساقی میرے شیشون پر ہین پتھر برستے ہین

اوسیکو دیکھ مین ہوتے ہین جس سے منتفع منعم
کہ بادل سے سمندر ہی مین بس گوہر برستے ہین

شب تاریک مین ایسا شعاع نور جانان ہے
کہ قطرونکی عوض بدلی سے آج اختر برستے ہین

ادھر اوٹھتے ہین بادل اور ادھر ناسخ ہون مین گریان
مقابل ہوکے دیکھون تو بھلا کیونکر برستے ہین

ہے یہ بیجا جو اوسے سرو بشر کہتے ہین
کہ وہ ذی عقل ہے کیون اوسکو شجر کہتے ہین

جان جبتک ہے یہ لپکا ہے نظر بازیکا
کہ رگ جان ہے جسے تار نظر کہتے ہین

دست وحشت نے کیا چاک گریبان میرا
کیا اسی شب فرقت کی سحر کہتے ہین

داغ فرقت سے مین غربت مین چلا جاتا ہون
راست کہتے ہین سفر کو جو سقر کہتے ہین

مثل یعقوب ہمین عشق ہے اوس یوسف سے
اپنے محبوب کو ہم اپنا پسر کہتے ہین

چپ اگر بیٹھے ہین ہم تو بگڑ بیٹھے ہین
منہ بنا لیتے ہین کچھ منہ سے اگر کہتے ہین

جو نصیحت نہ سُنو اور نہ آخر بین ہو
اوسکو ہم کور ہی کہتے ہین جو کر کہتے ہین

بندۂ زر کی غرض آ گئے ہو رفعت کیا خاک
زردشتی ہے نظر مین جسے زر کہتے ہین

اور چلا حسن ترا اوسکے نکلتے ہی صنم
جسکو سب کہتے ہین خط ہم اوسے پر کہتے ہین

ہجر مین عیش جو ہے غم سے مبدل ناسخ
ساغر بادہ کو ہم دیدۂ تر کہتے ہین

[illegible]

ولہ

[illegible]

مینائے مے سے کم نہین ہم میکشوں کا حال	لبریز اگر شراب نہین آبرو نہین
مستی ٹپک رہی ہے سراپائے یار سے	موجین شراب کی ہین قبا پر تو نہین
کیا رنگ باغ ادبتِ شیرین اڑا ہوا ہے	گلگشت مین جو آج مرے ساتھ تو نہین
فرہاد سر بتیشہ ہے منقار فاختہ	جاری لہو کی نہر ہے یہ آب جو نہین
کس گل کی یاد مین ہے یہ سینہ خراشیان	گلبرگ مین بھی اب مرے ناخن سے بو نہین
کیا ہاتھ اوٹھاؤن بہرِ دعا سوئے آسمان	بر آئے جو کبھی وہ مری آرزو نہین
جو آدمی ہے ظاہر و باطن مین فرق ہے	جو خوبرو نہین وہ کبھی زشت رو نہین
مانند عکس آپ بھی کھویا گیا ہون مین	پیشِ نگاہ جب سے وہ آئینہ رو نہین
چوٹی کو اور زلف کو دکھلا کے یہ کہا	یکسان کسی کا ایسا کہین پشت و رو نہین
عالم ہے محو آئینہ خانہ کی سیر مین	اپنے سوا کسی کے کوئی روبرو نہین
بیخود ہین ہم تو منہ مین چوا ساقیا شراب	کچھ شیشے کے گلو سے کم اپنا گلو نہین
پیری مین ہو گیا ہے جنون ہمکو کیا علاج	یان چاک جیبِ صبح ہے کارِ رفو نہین

ناسخ فراقِ یار مین آئی جو برشکال
جز اشک مثل ابر بدن مین لہو نہین

کس گل کا منہ چمن مین ترے آگے فق نہین	یہ رنگِ گل اوڑا ہے افق پر شفق نہین
گلشن مین نے مصحفِ رخ کی جو سیر کی	خالی شبیہِ یار سے کوئی ورق نہین
لکھتا ہے وصف دشنۂ مژگان کا ہر کوئی	وہ کونسا قلم ہے زبان جسکی شق نہین

ولہ

۸۸

دونون حنائی ہاتھ دکھتے ہین آگ سے	مچھلی کفِ صنم مین سمندر سے کم نہین
بے یار کاٹے کھاتا ہے ویران گھر مجھے	شتیر جو لگا ہے وہ اژدر سے کم نہین
ہوتا ہی رنج دولتِ دنیا سے اسقدر	دینار میرے ہاتھ مین اخگر سے کم نہین
اے طفل تیری پھونک ہے گویا دمِ مسیح	جو پر اوڑا دیا وہ کبوتر سے کم نہین
ملکِ جنون مین شاہ ہون مین مگس ہما	پھاہا جو داغ سر پر ہے افسر سے کم نہین
لکھتے ہین خال و عارضِ تابان کے وصف مین	جو لفظ ہے وہ حسن مین اختر سے کم نہین
ہر بُت زبانِ حال سے کہتا ہو اے صنم	گویا یہ لعل لب ہون تو پتھر سے کم نہین
ہر دانت تیغ موجِ تبسم کو سنگ ہے	تیرِ نگہ کو ہر قرہ اک پر سے کم نہین
لاغر ہون اپنے کلبۂ احزان مین اسقدر	دیوار کی دراز بھی اب در سے کم نہین
مستی مین عشق ساقیِ کوثر بھی ہو اگر	جامِ شراب چشمۂ کوثر سے کم نہین
بند ہو جائے خوب دل مین تصور جو یار کا	پھر تو مسافری بھی مجھے گھر سے کم نہین
رفتارِ یار مین ہین یہ شیرین ادائیان	خاک اوسکے رہگذار کی شکر سے کم نہین
ایسی ہی شرم ابروی جانانہ سے آب آب	تلوار کچھ مری قرۂ تر سے کم نہین

اوس سرو قد کے زلف مین ایسے پھنسے ہین دل
ناسخ جو لٹ ہے شاخِ صنوبر سے کم نہین

کیا غرض غیر سے جب یار سے کچھ کام نہین	گل سے کچھ کام نہین خار سے کچھ کام نہین
تیغ کافی ہے مجھے اپنا گلا کاٹنے کو	خنجرِ ابروے خمدار سے کچھ کام نہین

گو محتسب آتا ہے مگر شیشے ہین سرکش
ہوتی نہین خم معرکے مین سور کی گردن

سر پھوڑ کے سودائی ذکیا سنتین ریحان
تھی کاٹنی فرہاد کو شاپور کی گردن

واعظ رگ گردن جو دکھاتی نہ ڈرنا
کچھ کم نہین مطرب تری طنبور کی گردن

پروانے کا خون شمع پہ ثابت ہو وگرنہ
کٹتی ہے کہان شمع سحر طور کی گردن

یہ گیسوی مشکین وہ بھلا لائی کہان سے
پاتی ہے اگر شمع نے کافور کی گردن

شل رگ گردن ہوئی زنجیر طلائی
کیسی ہو سنہری بت مغرور کی گردن

قلقل نہین حق حق کی یہ آواز ہو ساقی
شیشے کو کہان ملگئی منصور کی گردن

سب خلق کا خون ہے تیرے ہی گردن پہ ہو ساقی
یہ بوجھ اوٹھاتی نہین مزدور کی گردن

ناہد تو ریائی ہے تو لعنت کا پڑے طوق
گردن ہو تری بلغم با عور کی گردن

خم اتنی صراحی کی ہو گردن تو عجب کیا
ہم رندو نکے آگے جھکی فغفور کی گردن

ابتک نہ عیادت کو گیا اوبت غافل
ڈھلکی ہوتی ہے ناسخ رنجور کی گردن

غم نہین ہے فلک جو تاج نہین
ہمکو سر کی بھی احتیاج نہین

اوس پری کا نہین وہ ہین مبتلا
ہے اگر وہم تو علاج نہین

کچھ ابھی بے کلی ہے قسمت مین
وعدۂ وصل کل ہے آج نہین

ہر طرح رزق ہمکو ملتا ہے
غم ہے موجود اگر اناج نہین

کب ندان سے زمین شعر ہے کم
دُر مضمون سوا خراج نہین

سودا ہے گو طبیبو مگر غیر نام ہے
کرتی ہے مجکو قتل تری چھونکی چھری
فرقت مین ہے اشارہ ہلالِ صیام کا
بے حکم مین جو آپ کو چھونون تو کیا مجال

لونگا نہ کاسۂ عرقِ شیر ہاتھ مین
کیا دی ہے گلفروش نے شمشیر ہاتھ مین
لے اپنے ذبح کرنے کو شمشیر ہاتھ مین
ایسی کہان ہے طاقتِ تقصیر ہاتھ مین

ناسخ مین جبکہ عرصۂ محشر مین جاؤنگا
ہوگی رکاب حضرت شبیر ہاتھ مین

آواز ہے مانند مزامیر گلے مین
لپٹی ہے جو وان زلف گرہ گیر گلے مین
دیوانہ کیا ہے تری صورت نے پریرو
آواز سنا کر مجھے بیہوش بنایا
اسرارِ نہان آتے ہین سینے سے زبان پر
ایجان کوئی اپنا گلا کاٹ مرے گا
تلوار نزاکت سے وہان کھینچ نہین سکتی
جز خاک درِ یار دوا دو نہ طبیبو
لاغر ہون مین ایسا کہ مرے کان کے بالے
سر کٹنے سے ہم مست نہ چپ ہون کہ ہے ساقی
احباب سے مانگو نہین اگر نزع مین پانی

تحریر ہے گویا تری تقریر گلے مین
یان بھی تو کہی من کی ہے زنجیر گلے مین
ہو طوق کے بدلے تری تصویر گلے مین
کب شیشۂ مے کی ہے یہ تاثیر گلے مین
اب سدِ سکندر کرو ان تعمیر گلے مین
لٹکاؤ نہ یون ناز سے شمشیر گلے مین
اٹکا ہے یہان نعرۂ تکبیر گلے مین
واللہ اٹک جائیگی اکسیر گلے مین
ہو جائے صنم طوق گلو گیر گلے مین
شیشے کی طرح قوتِ تقریر گلے مین
ٹپکائین نہ آبِ دمِ شمشیر گلے مین

سوز خورشید ہو کافور سحر سے کیا کم
داغ کو مرہم کافور سے کچھ کام نہین

لعب مرکانی ہے ساقی ہمر مینا ہو شراب
پنبۂ حضرت منصور سے کچھ کام نہین

داغ فرقت سے جلین گے نہ ملینگے اس سے
نار سے کام ہے یان نور سے کچھ کام نہین

چڑھی گردن کشی اے مطرب ساقی ایسی
کہ ہمین شیشۂ طنبور سے کچھ کام نہین

چہرۂ اس بت کا ہو شنجرف سے سرخی مین اد
اوسکی پیشانی کو سیندور سے کچھ کام نہین

یار کے دست حنائی کی ہو مچھلی کیا کم
مجکو ملا ہے سقنقور سے کچھ کام نہین

اہل تزویر سے اسدرجہ ہو مجکو نفرت
کہ مجھے قافیۂ زور سے کچھ کام نہین

ہو اگر وصل میسر ابھی ہو جاے وصال
موت کو عاشق مہجور سے کچھ کام نہین

مثل خورشید ہو داغ آٹھ پہر ان ہر کہان
شب ماہ و شب دیجور سے کچھ کام نہین

شعلہ رُو ہو مجکو نہین اپنے مربی کا پاس
شمع کو خانۂ زنبور سے کچھ کام نہین

راتدن نور خدا کوہ نجف سے عیان
مجکو ناسخ جبل طور سے کچھ کام نہین

کانٹے کھاتا ہے گھر جدائی مین
کام اژدر ہے در جدائی مین

چلے دو چار منزلین تو کیا
ہو عدم کا سفر جدائی مین

جان پا جاؤن زندگی ہو جائے
موت آجائے گر جدائی مین

ساقیا خشک ہو جو میری زبان
آنکھین رہتی ہین تر جدائی مین

کاش کر دے کوئی بدن سے جدا
ہے غضب درد سر جدائی مین

نوحل یان خبر عکس سلطان عکس لشکر کا نہین
دل ہمارا ہے کچھ آئینہ سکندر کا نہین

رولے پھرتے ہین گریبانون کو پرزے ہو علا
کچھ تپا اس سے زیادہ کوے دلبر کا نہین

کیا مجھی کو دھیان ہے اوسکے سنہری رنگ کا
کون وہ دنیا مین ہو مشتاق جو زر کا نہین

گو منزہ ہے مکانون سے خدا تسپر ہے گھر
اس خرابی مین فقط بندہ ہی گھر در کا نہین

پی کے پانی اوسکے جھوٹے آبخورے مین ہون مست
ساقیا فرقت مین مین مشتاق ساغر کا نہین

خشتہاے کوے جانان سے تسلی ہو تو ہو
سر مرا مشتاق لڑکو اور پتھر کا نہین

تو مرک بیٹھا تو ایسی بیکلی ہمکو ہوئی
عضو اپنا اپنی جا سے کونسا سرکا نہین

مثل ققنس جھڑ رہی ہین انکھیون چنگاریان
داغ میرے دلمین کچھ طاؤس کے پر کا نہین

یاس مین رنگت ہو مثل یاسمین منھ کی سفید
وصل جو مجکو میسر اوس برہمن کا نہین

روئی آتشناک سے رومال جلجائی نہ کیون
اے صنم کپڑا ہے کچھ چمڑا سمندر کا نہین

پاک بار دیکھے سوا کوئی ہو کیونکر باریاب
یہ در جنت ہو دروازہ ترے گھر کا نہین

ہو گیا ہے ہمکو سودا دیکھکر روے سفید
سر ہمارا کیون نشانہ سنگ مرمر کا نہین

ساقی کوثر کا ناسخ تشنۂ دیدار ہون
جام مے کیسا کہ اوسکو ذوق کوثر کا نہین

ہرا پاہے وہ شیرین کا کلام شیرین
نقط شیرین نے پایا نام شیرین

جو میٹھی میٹھی نظرون سے وہ دیکھے
کہون آنکھون مین بادام شیرین

ترے ہونٹون کی دولت مثل شربت
ہوا ہے بادہ گلفام شیرین

ولہ

مین جانتا ہون جوشش طوفان نوح ہے
خم سے اگر شراب اوبلتی ہی ہجر مین

کملی سیہ ہی چادر مہتاب کی عوض
کیا رات اپنا روپ بدلتی ہی ہجر مین

روتی ہین اور نالے جو کرتے ہین ناصحا
اپنی طبیعت اس سے بہلتی ہی ہجر مین

مرغ گلو بریدہ کے مانند ساقیا
ہر دم بط شراب اوچھلتی ہی ہجر مین

جو روز ہے وہ طول مین گویا ہی روز حشر
برسون سے دو پہر نہین ڈھلتی ہی ہجر مین

ہوتا ہی ایک خلق کو تابوت کا گمان
جسوقت پالکی مری چلتی ہی ہجر مین

تاریک کیون یہ غمکدہ اپنا ہی رات دن
ہڈی ہر ایک شمع سی جلتی ہی ہجر مین

ہون جان بلب مگر نہین آسکتی ہے اجل
ظلمت کدہ سے ایسی دہلتی ہی ہجر مین

رٹ لگ گئی ہے نزع مین ناسخ کو بس یہی
ایجان میری جان نکلتی ہے ہجر مین

قاصدا جھوٹ کہا گھر مین وہ مغرور نہین
کسطرح گلشن جنت مین بھلا حور نہین

وہ سہی قد ہے جہان ناسخ مجبور نہین
سرو ہے قمری نہین دار ہی منصور نہین

بلغ بھی میری روشن اوسکی تجسس مین پھرا
آبلے راہ کے ہین خوشۂ انگور نہین

ہجر ساقی مین لہو سے ہوئی تر چشم سفید
مے سے لبریز دلا ساغر بلور نہین

فصل مین ہی غضب بادہ کشو جوش شراب
خم مے کیا ہے جو طوفان کا تنور نہین

جیتے جی کیون نہوئی دیر میسر مجکو
آدمی زادۂ محبوب ہے کچھ حور نہین

موت اور ضعف نہین ورنہ ہماری نزدیک
کوچۂ یار تو کیا باغ ارم دور نہین

گھر مین بیٹھا رہون توکل کے
ہیچ ہے ناسخ کہان کہان جاؤن

دل مرا فرقتِ محبوب مین بیتاب نہین
یہی آئینہ وہ ہے جسمین کہ سیماب نہین

ہجر ساقی مین تو بیہوش پڑا رہتا ہون
جام مے کیا کہ خیالِ قدحِ آب نہین

آتشِ داغ جدائی سے نہ اوڑ جائیگا
طائرِ دل ہے یہ کچھ طائرِ سیماب نہین

صبحدم آج ہے اوس ماہ کا کیا عزم سفر
یہ چودھوین رات ہے پر جلوۂ مہتاب نہین

بطرح آج مری نیند اوڑی جاتی ہے
دیکھو تکیو نہین تو کوئی پرِ سرخاب نہین

چھوڑ کر گردشِ بیہودہ جو مین بیٹھ رہا
اب مرے اشک کے دریا مین بھی گرداب نہین

رات دن ابروی جانان کا تصور ہے ضرور
کون مسجد ہے دلا جسمین کہ محراب نہین

ہجرِ محبوب مین ہر خونِ فلاطون مجکو
خم مین اے بادہ فروش یہ مے آب نہین

چارپائی کے تلے مجکو پڑا رہنے دو
سوت ہے فرقتِ محبوب مین یہ خواب نہین

ترک اسباب پہ آمادہ جو ہے اے ناسخ
تیرے نزدیک یہ کیا عالم اسباب نہین

پاس حسبِ لنسے دلا وہ ستم ایجاد نہین
کوئی بھی اوسکے سوا اوسکے ستم یاد نہین

مرکے مرنے سے ہے بس خانۂ زنجیر خراب
ورنہ گھر کون ہے دنیا مین جو آباد نہین

جسنے دیکھا ہوئی زنجیر کی حاجت اوسکو
خطِ جانان کے برابر خطِ جلاد نہین

جب مین کہتا ہون کہ فرقت سے تو کر قتل مجھے
ہنسکے کہتا ہے کہ بندہ کوئی جلاد نہین

بلبلین چہچہے کرتی ہین چمن مین ساقی
طوطیِ شیشہ سے نغمہ پرداز نہین

مجھسے کب فاش ہوا جرم محبت ظالم
تیرے غمزے کے سوا کوئی بھی غماز نہین

رہگیا عشق ہمارا ترے پردے مین نہان
شکر اے جوشِ جنون فاش کوئی راز نہین

رقص پامال ہو چال ایسی ہے اے شاہ سوار
ساز مطرب ہو ترے گھوڑیکا بیاز نہین

ناز اوسکا ہے کہ عاشق مین ہوا ہون اے پیر
حسن پر اوس بت طناز کو کچھ ناز نہین

مست ناسخ مجھے رکھتا ہے کلامِ حافظ
میرے ساغر مین بجز بادۂ شیراز نہین

بہار آئی بھرون اب شراب شیشے مین
اوتار دون مثلِ پری آفتاب شیشے مین

بنی ہے صورتِ فوارہ گردن مینا
ہے تیرے آگے یہ جوشِ شراب شیشے مین

خیال ہے عرقِ روے یار کا دل مین
بجا ہے کہتے بھرا ہے گلاب شیشے مین

خیالِ یار مرے دلمین کیا ہی گھبرایا
نہ لون پری کو بھی ہو اضطراب شیشے مین

جو دورِ جام ہو ساقی تو منہ برسنے لگے
کفِ شراب نہین ہے سحاب شیشے مین

ہوا ہے صاف ہمار[illegible] سے دل اوسکا
کہ اوس نے لکھا ہے خط کا جواب شیشے مین

خمِ شراب جو حیلے سے محتسب توڑے
تو روزِ حشر ہو اوسپر عذاب شیشے مین

کریگی مست قناعت مجھکو بادہ فروش
اگر شراب نہین بھردے آب شیشے مین

جو کوئی جام ہو دینا تو جلد دے ساقی
عیان ہے صاف ثباتِ حباب شیشے مین

دلِ رقیب مین سامان روسیاہی ہے
کہ جسطرح کوئی دیکھے خضاب شیشے مین

طائر روح رسیدہ کی طرح چھوٹا ہون
اب تو قسمت سے دام سے کچھ کام نہین
صبح روشنی کو نہین خوف سیہ روزی کا
صبح محشر ہو گئی شام سے کچھ کام نہین
ہاتھ سے مجھے وحشت مین بھی صبا دامانی کا خیال
دور سے کچھ کام نہین دام سے کچھ کام نہین
اتنی مدت سے مین غربت مین وطن بھولگیا
مجکو اب نامہ و پیغام سے کچھ کام نہین
ہے فراق بت خودکام مین ناسخ کا کلام
ہجران مین ناکام مجھے کام سے کچھ کام نہین

ولہ

گو یہ غم ہے کہ وہ حبیب نہین
شکر ہے کوئی رقیب نہین
کیون ہون طفل اشک آوارہ
کرم سلم نہین ادب نہین
تصور مین آئی جو شب
ہین سواری کے ساتھ وہ حبیب نہین
کوئی اور آپ کا رقیب نہین

شب سیاہ جدائی مین روشنی ہو کہین
لگاؤن آگ مین بیت الحزن کے پردے مین

طریق عشق چھوڑا یا ہے تونی ٹھا رنگر
ملا ہے خضر مجھے راہزن کے پردے مین

لطافت ایسی ہے دلمین کہ دیکھتا ہون صاف
گہر سے دانت ہین درج دہن کے پردے مین

برنگ آب زر کوئی کپڑے و نہین آگ رہتی ہے
نہ تیر داغ چھٹین گے کفنین پردے مین

نقاب ہے ترے ابرو جو سلخ کو کھلے ہین
تو ماہ نور ہے چرخ کہن کے پردے مین

اگر تم آئے تھے شیرین کے بھیس مین صاحب
تو ساتھ بندہ بھی تھا کوہکن کے پردے مین

نمونہ ہو نہ ترے خط عنبر افشا نکی
رہی وہ جلد عذار و ذقن کے پردے مین

چمن مین لائی صبا کسکی بو جو آج نسیم
دمک رہی ہے گل یاسمن کے پردے مین

لنڈرے تھا وہ سرنگ کیطرح جو نہان
وہ بت ملا نہ مجھے اک بت شکن کے پردے مین

تمھارا ہو رہی مخطط کا منہ چڑھاتی ہین
یہ مہر و ماہ پری رو گہن کے پردے مین

ہزارون ٹرگیئے تیر نگاہ سے سوراخ
ہمارا ہوا دس بت ناوک فگن کے پردے مین

خبر نہ شام غریبی کی مجکو تھی ناسخ
چھپی ہوئی تھی یہ صبح وطن کے پردے مین

مجکو اب ساقی گلفام سے کچھ کام نہین
مجھے کچھ کام نہین جام سے کچھ کام نہین

دل مین خوش آئی ہین صحرا کی ہو لیٹن ہمار
اب کسی سرو گل اندام سے کچھ کام نہین

اپنے آرام سے ہون دشت نہو نین تنہا
کسی محبوب دلارام سے کچھ کام نہین

خانہ برباد ہون صحرا مین گبو نمکیطرح
سقف بام و در و دیوار سے کچھ کام نہین

غش مین ہون ساقیا شراب چھڑک	احتیاج گلاب پاش نہین
چل دلا دیکھین اور نگری کو	اب یہان طُور بود باش نہین
ہے یہان رونے سے نظر بادی	کب مرا رازِ عشق فاش نہین
فاتحہ خوان ہون یار کے در پر	یار مدفن مین میری لاش نہین
مرچلا ہون امید داری مین	ہنسی ایسی وہ کرتے کاش نہین
نور افشان ہے جبین پردہ نشین	وردن مین پردہ ہاے تاش نہین

خارِ غم سے برنگِ گل ناسخ
کون سے عضو مین خراش نہین

آج پیش نظر وہ حور نہین	کوئی مجسا بھی بے حضور نہین
گرچہ مین تجھسے دور ہون لیکن	تو تو اے جان مجھسے دور نہین
یار گھر مین کبھی نہین ملتا	طرفہ جنّت ہے یہ کہ حور نہین
ہم ادا دان سمجھتے ہین ایجان	ناز ہے حسن کا غرور نہین
ساقیا ہے نظر مین چشم سفید	ہجر مین ساغرِ بلور نہین
میرے گھر مین جو تو ہے نور فشان	کون دیوار ہے کہ طور نہین
تم چلے دو قدم ہوا برپا	حشر کو انتظار صور نہین
کہتی ہین روشنی چشم سیاہ	سانولون مین نہ کہیے نور نہین
کیون ہو امید نان اہل زمین	آسمان ہے یہ کچھ تنور نہین

ولہ

کعبہ کیا دل کیا حرم کیا دیر کیا بتخانہ کیا
کون سی جا ہے کہ وہ ہرجائی یہان پیدا نہین

ولہ

ولہ

لوگ دنیا سے جو دنرات سفر کرتے ہین
کوچ کی بے خبرون کو یہ خبر کرتے ہین

اونکو کیا کہتے ہین جو خون بشر کرتے ہین
قابل لعن ہین جو قطع شجر کرتے ہین

ہجر ساقی مین غضب نالے اثر کرتے ہین
وہ گلرنگ کے قطرونکو شرر کرتے ہین

کام ہم سوختہ جان مثل شرر کرتے ہین
اے صنم تیرے دل سخت مین گھر کرتے ہین

گھر مین محبوب ہی آتا نظر آتا ہے ہمین
جب تصور مین نظر جانب در کرتے ہین

رنگ گلگون سے ہوا سرخ عذار وہ سفید
کیمیا گر یہ ہین چاندی کو بھی زر کرتے ہین

وصل محبوب مین منہ اور ون سے تر دامن تھے
اب جو دامن کو ہم اشکون سے ہی تر کرتے ہین

کسکو وحشت مین ملا ہے یہ طولا ایسا
روز ہم چاک گریبان سحر کرتے ہین

میرے ویرانے مین رہتے ہین مقرر مہمان
کشور ہوش سے جو لوگ سفر کرتے ہین

تو ہی سنتا نہین کیا نالے سے او حور لقا
نالے تو گوش ملائک کو بھی کر کرتے ہین

کیا ہی اے طفل تری تاب کمر کا ہو اثر
تیری تکرار کے کبوتر بھی کمر کرتے ہین

مر گئے ہم تو شب ہجر مین اب آپ عبث
چاک کر اپنا گریبان سحر کرتے ہین

چاند سورج کو جو ٹکراتے ہین ٹوپی مین مین
کیا قیامت ہو جو ہم شمس و قمر کرتے ہین

یار کو قصد جو ہوتا ہی ہماری گھر کا
پیشتر اپنے حواس آکے خبر کرتے ہین

محو نظارۂ محبوب سراپا ہین ہم
بدن زار کو اب تار نظر کرتے ہین

کام طاعت سے نہین رکھتے ہین خلوت کے سوا
کسکی مثل کر ترے دلمین گذر کرتے ہین

نامۂ اشک سے دھوتے ہین سیاہی نامہ
ہم شب تار کو رو رو کے سحر کرتے ہین

سودائے عشق غیر کہاں ہے بہ رنگ گل
اپنے ہی حسن پر میں گریبان دریدہ ہوں

ممکن نہیں ہے ضبط فغان حشر ہو تو ہو
بے اختیار صورت صور دمیدہ ہوں

ہنستا ہوں میں نکالکے دانت اپنی بو دیکھ
بالغ جہان میں مثل انار رسیدہ ہوں

تھا چاک جیب صبح تو مشہور ہے جوان
میں تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہوں

گو جان جائے غم نہیں لیکن نہ بات جائے
ناسخ وہ کھینچ رہا ہے تو میں بھی کشیدہ ہوں

لاتکین شفق کو رتبہ اکسیر پانی میں
طلائی ہو گئی ہر موج کی زنجیر پانی میں

فروغ حسن سے روشن ہوئیں آنکھیں حبابوں کی
کبھی دیترا نہانے کو جو وہ پیر پانی میں

تڑپتے ہیں برنگ موج لاکھوں عاشق بلبل
وہ قاتل تیر جاتا ہے مثال تیر پانی میں

زبان موج پہ ہے الامان مثل لب دریا
کرے تیری نگاہ گرم اگر تاثیر پانی میں

ولہ

نہیں یہ دائرہ گرداب کا تحریر پانی میں
ہمارے دیدۂ گریان کی ہے تصویر پانی میں

دگرگون رنگ سے کیوں اے قصر پہ ہے آگل
گل کاغذ کی حالت ہوتی ہے تغیر پانی میں

جوانی ہے دہی میں ہوں بہ فرق اعتبار ہے
زبان موج کرتی ہے یہی تقریر پانی میں

ڈبو دوںگا میں سیل اشک میں اپنے رقیبوں کو
ملی ہے جس طرح فرعون کو تعزیر پانی میں

ہوا دیکھو مبتدم اوٹھکر وہ اپنے رونا بانکو
ہوا ہے چشمۂ خورشید سے تنویر پانی میں

شب فرقت صنم آخر ہوئی تو جوش گریہ سے
ملایا چشم تر نے صبح کا شبیر پانی میں

ولہ

99

دیوان ناسخ

سب کی سب کیا ہین شبِ قدر ہماری راتین
کٹتی ہین آنکھون ہی مین ہجر کی ساری راتین

ہے کیا پیار سے سوتے تھے لپٹ کر اے جان
یاد ہر دم مجھے آتی ہین وہ ساری راتین

دو نون آنکھون ہین خورشید سی تابان عارض
روزِ روشن کے برابر ہین تمھاری راتین

جو گھڑی ہجر نظر آتی ہے مجھے ایک پہاڑ
ہین فقط فرقتِ محبوب کی بھاری راتین

ہجر مین صبح سے تا شام بجائے شبنم
میری آنکھونسے لہو رکھتی ہین ہماری راتین

کٹن پڑ رہتے ہین بے یار اندھیرے ہین ہم
ہین شبِ گور کے مانند ہماری راتین

شبِ تار و یک جدائی مین یہ چلاتا ہون
دق بہت کرتی ہین یا حضرتِ باری راتین

تیری زلفونکے لیے شانہ بکف ہے ہر دل
اور کرتی ہین تری آئینہ داری راتین

فصلِ گل مین وہ گل تر نہین گل کر دے چراغ
کہ سیہ چاہئین لے بادِ بہاری راتین

مرغ زرین فلک پر ہے یقین خفاش
کسقدر تیرہ دنو نہین ہوئین ساری راتین

دن بدلے بھی یہی آتی ہین غمخواری کو
مجھسے رکھتی ہین بہت ہجر مین یاری راتین

دن تو ناسخ یہ بہر حال گذر جاتے ہین
پر جدائی مین بہت لاتی ہین خواری راتین

ہے یوہین تدبیرِ نادان عالمِ اسباب مین
ناؤ کاغذ کی بہاتین جیسے اطفال آب مین

تیرے دونون ابرو نہین سونے کے گندھے نہین
لٹکی ہے قندیل زرین کعبے کی محراب مین

جائے نشہ فرقتِ ساقی مین آ جائیگی موت
شکلِ نابِ تیغ ہے موجِ شرابِ ناب مین

جلوۂ دندانِ جانان کا ہوا ہون مین ہلاک
مجکو قسمت نے ڈبویا موتیون کی آب مین

فلک سمجھتی ہین ملاح واے فلک کو کیا — کسی طرح نہین لگتا دماغ گنگا مین
یہ نوچے کھاتی ہین نہ دو بکر کا بپورکے گوگ — کہ جیسے کھاتے ہین مردونکو زاغ گنگا مین
حواس گم شدہ کو ڈھونڈھتی تھے غوط مین — ملا ہے اب ہمین باری سراغ گنگا مین
ادھر بہاتے ہین گل اور ادھر بہاتے ہین گل — ہر ایک صبح شگفتہ ہے باغ گنگا مین
کمند موج جو مانند زلف ہے دلکش — ہوا اسیر ئے غم سے فراغ گنگا مین

ولہ

عشق کو کسکے دلسے لاگ نہین — کونسا گھر ہے جسمین آگ نہین
مجھسے بڑھ جاے کیا وہ شاہ سوار — شوق ہے وہ فرس کی باگ نہین
ساغر غیر تلقل مینا — کوئی مجکو پسند راگ نہین
دوستے اندنون لگا ہو جو ل — کسی دشمن سے مجکو لاگ نہین
بعد منڈنے کے بھی ہو رنج رسان — زلف جانانہ ہے کالا ناگ نہین

ولہ

خود بخود جی مرا اداس نہین — دل لگی جس سے تھی وہ پاس نہین
یار کے آنے کی جو یاس نہین — موت کے آنے کے تو یاس نہین
کیا تو کہتا ہے کیون ہوا صدقے — ارے مین تیرے آس پاس نہین
آب حیوان ہوون بجاے شراب — ایسی اے خضر مجکو پیاس نہین
مجکو چھوڑا تو چھوڑ غیرونکو بھی — اس سوا اور التماس نہین

کیا چمکتے ہین پریرُو تیرے گوہر کان مین
ہے یقین ایسا نہوگا کوئی جوہر کان مین

بو تری زلفونکی جاتی ہی جو اکثر کان مین
میل ہوجاتی ہی رشکِ مشک و عنبر کان مین

خانۂ تاریکِ قالب مین رہین در آئے ہم
آئی جب روزِ ازل آوازِ دلبر کان مین

سیر نالے سنکے آتا تھا کبھی لیمین جو رحم
روئی اب رکھنے لگا ہے وہ ستمگر کان مین

جب تب باتین سناتا ہے وہ مجکو سخت سخت
ہرکے بدلے انگلیون لگتے ہین پتھر کان مین

ہوگیا جوگی وہ قاتل پر ہی خونریزی وہی
بیلے سندرون کے پڑے رہتے ہین خنجر کان مین

بنگیا ہے برگِ گل پر وہ ہمارے کان کا
آج باتین کر گیا ہے وہ گلِ تر کان مین

کیا معاذ اللہ میرے آہِ آتشناک ہی
آگ لگ اٹھتی ہی سننے ہی برابر کان مین

جو کوئی سونگھے وہ سمجھے عطر کی سلنک ہے
کوئی تنکا پھیر لے گر وہ ستمگر کان مین

کور ہون آنکھو نکو وہ صورت نظر آتی نہین
گر کبھی ہون آتی نہین آوازِ دلبر کان مین

عشقِ گیسو مین کمر نالے جو سنتا ہی کوئی
باتی ہی آواز بنجاتی ہے اژدر کان مین

ولہ

جب کبھی پہنا جڑاؤ اوس نے زیور کان مین
نازکی بولی کہ کیو لٹکائے پتھر کان مین

یان دُرِ گوشِ صنم پر تختِ دل اشکون مین
دیکھنا یاقوت دریا مین ہین گوہر کان مین

اپنی کہتا ہے مؤذن اور کی سنتا نہین
رکھلے ہنگامِ اذان انگلی نہ کیونکر کان مین

جیسے ہے اکسیر خاکِ کوچۂ جانان کی دُم
چھپ رہا ہے شرم سے کبریتِ احمر کان مین

یا علی ہو جان ناسخ کی جو کیون پیر شمار
تم ہی رکنِ رکین یان کر ارکان کان مین

ولہ

گل تو کیا رنگِ حنا کے بوجھ سے ہوتے ہیں لال
شاخِ گل سے ہیں کہیں نازک تمہارے ہاتھ پانوں

چوم لیتے ہیں تصور میں ہم اے بُت دمبدم
کیا بنائے ہیں خدا نے تیرے پیارے ہاتھ پانوں

محتسب نے میکدے میں کیا کوئی توڑا ہے خم
ٹوٹتے ہیں آج کیوں ساقی ہمارے ہاتھ پانوں

ناخنوں بدلے ہیرے جڑوائے اللہ نے
صاف سونے کے بنائے تیرے سارے ہاتھ پانوں

اے پری کب مشتعل رہوا آتش رنگِ حنا
بال ققنس کی طرح جھاڑیں شرارے ہاتھ پانوں

تیری آنکھوں کے مشابہ گو کہ آنکھیں ہو گئیں
پر کہاں سے لائینگے ایسے پیارے ہاتھ پانوں

تیرے آنے کی خبر دیتا ہے جب پیکِ صبا
کیا ہی اے گل پھول جاتے ہیں ہمارے ہاتھ پانوں

چشمِ جادو پر اگر پڑتی نہیں کہیں ہے نثار
دستِ و پائے یار پر حوروں نے مارے ہاتھ پانوں

اے جنوں کچھ ناتوانی کے مناسب حکم
بیٹھنے سے دوڑنے سے تھک ہارے ہاتھ پانوں

آتشِ رنگِ حنا سے مچھلیاں جلنے لگیں
آپنے دھوئے جو دریا کے کنارے ہاتھ پانوں

ہتھکڑی بیڑی کو ٹکڑے ایک جھٹکے میں کیا
زور ہے جوشِ جنوں ہے واہ واہ رے ہاتھ پانوں

کشتۂ مے نے لگایا یار بیڑا سا قیا
مدتوں دریائے غم میں ہمنے مارے ہاتھ پانوں

کر دیا ہے فائق ایسا عشق کے آزار نے
پیش از یں طیار تھے نا آسیح ہمارے ہاتھ پانوں

آتش افشاں گھر میں اُس محبوب کے رخسار ہیں
روزنِ مجمر بجائے روزنِ دیوار ہیں

فصلِ گل میں ہے جنوں زندان کو میرا انتظار
حلقۂ زنجیر جائے دیدۂ بیدار ہیں

بن گئے ہیں پھول گنبد کیسے تڑپتے ہیں ہم
غم سے اے گل زرد ہیں سر تا قدم افگار ہیں

ہون اسیرِ ضعف کر آزاد اے جوشِ جنون
سر تصدق مرا لیکر گرا جو پانون پر

طوق کوئی جز گریبان میری گردن میں نہین
پر یہ غم ہے ہاتھ اوس قاتل کی گردن میں نہین

شب پرے منکر ہین تو ذرات عالم مین گواہ
کسطرح خورشید ناسخ روزِ روشن مین نہین

خون فشان چھالے ہین مثلِ چشم گریان پانؤن مین
جھک گیا ہون ضعف سے راہِ طلب مین اسقدر
ہون وہ وحشی وحشتِ آبادِ ہجران مین ابتک جنون
ضعف مین بار قبا اوترا پر ادستِ جنون

خارِ صحرا نکلے جھجھ جھجھ کے مژگان پانؤن مین
چھبتے ہین ہر ہر قدم پر خارِ مژگان پانؤن مین
آبلونکو بدلے ہین چشمِ غزالان پانؤن مین
بنگئی بیڑی مری طوقِ گریبان پانؤن مین

ولہ

عشق پہچان لے پری لپٹا ہے پائے سرو سے
کو بکو ون بھر وہ ہرجائی پھرا کرتا ہے روز
بدلے ہاتھونکے اجی پانؤن سے بیعت کیجیے
دستِ سے بھو نچین جو ہم گلزار کو کی بار مین
اوسکے تلوونسے ملین سر زمین کیا آنکھونکو ہم
مثلِ رفتار آج اوسکے رقص کی بھی ہی نقل
ہوتی ہے منہدی کی حاجت اے پری رو بار بار
ایکیون نکلین گے جیتے جی نہ مثلِ استخوان

رہ گئے لپٹی نہین یہ لفِ پیچان پانؤن مین
زرد ہو مانند خورشید درخشان پانؤن مین
روشنی ہو دستِ شوخی سے زر حیدان پانؤن مین
غنچہ ہائے آبلہ ہو جائین خندان پانؤن مین
ناخنِ پر نور ہین چشمِ نگہبان پانؤن مین
پہنچی پہنچا ذون اے کبکِ خرامان پانؤن مین
الکئیان مل لے ذرا خاکِ شہیدان پانؤن مین
ہو گئے جزوِ بدن خارِ مغیلان پانؤن مین

دیوان ناسخ ۱۰۵

شب مہتاب کو فانوس کی حاجت ہو کیا	حسن کا کچھ نہین نقصان جو پوشاک نہین
محتسب کیون مے گلرنگ کو کہتا ہے حرام	گر حلال اس نے کرے ہمکو تو کچھ باک نہین
بد نصیب ایسے ہین اس صید گہ عشق مین ہم	ہو گئے ذبح مگر لائق فتراک نہین
سمن و برگ گل و نرگس و زنبق ہے صنم	منہ نہین کان نہین آنکھ نہین ناک نہین
واہ کس درجہ ہے تاثیر لب شیرین کی	نیشکر ہے دہن یار مین مسواک نہین

مینہ سے کہتا ہے وہ ناسخ کے رلانے کیلئے
دیدۂ تر نہو دریا تو نگہ پاک نہین

کون زندہ ہے جو اوس چشم کا بیمار نہین	مر کے چھوٹا ہے جو زلفون مین گرفتار نہین
کیا ترے ہاتھ سے سر پر مرے دستار نہین	ہائے چاکون کے جیبون جیب مین دستار نہین
پردۂ چشم اوٹھا مجمع اغیار نہین	بندہ ہو تیغ کی طرح طالب دیدار نہین
دیکھکر اپنے خریدار کو جھنجھلا کے کہا	میرا کوچہ ہے یہ کچھ مصر کا بازار نہین
شکل خورشید احاطہ کئے ہین نور جمال	کوئی جانان مین کبھی سایۂ دیوار نہین
چمن دہر کو ہم ڈھونڈھ پھرے مثل نسیم	غیر جام مے گلگون گل بے خار نہین
سبک شو عیش ہے مفت آج غنیمت سمجھو	خم لبالب ہے گلگون ہے خمار نہین
جتنے اندھے ہین کہ سو مین کبھی دیکھی لیکن	خشک گو ہو زمین بھی یان دیدۂ خونبار نہین
سمجھے ہم نرگس چشم و شہرہ جانان کو	تا بہ نرگس چمن دہر مین بیمار نہین
جگمگایا دھوپ مین اب گھر مین جو آئی	ذرۂ مہر ہے شاید کوئی سایۂ دیوار نہین

ولہ

۱۰۶

تیرے در پہ یون کھڑا رہتا ہون مین زار و نحیف
حلقۂ در ہے گلے مین بازوی در ہاتھ مین

او خدایا اوٹھ گیا دنیا سے خالی ہاتھ مین
لے گیا ہوتا یہ آئینہ سکندر ہاتھ مین

ہی برنگِ پنجۂ خورشید تابان دستِ یار
بن گیا وزدِ حنا مانندِ اختر ہاتھ مین

انکیون بارش کو بھی کب ہے اسقدر دسترس
دیکھکر مجھکو اوٹھایا اوس نے پتھر ہاتھ مین

شہیدون کا دیکھنے والونکو ہوتا ہی گمان
وہ پری رو جب اوٹھا لیتا ہی مگدر ہاتھ مین

جسقدر ہی عمدگی اوتنی نزاکت ہی ضرور
زور کب ہوتا ہی پانون کی برابر ہاتھ مین

کرتے ہین عالم کو بیکس پانونکے مجھو شہید
اوس نگر کی بلا لیتی ہے خنجر ہاتھ مین

ترشی ہیرکی کلائی پہ پنہچے ہین یاقوت کے
اوس پری کو چاہیے کیا اور زیور ہاتھ مین

قتل جرم میکشی پر ہو کے ساقی بھرے
ہم لیے پھرتے ہین اپنا کاسۂ سر ہاتھ مین

آہ ہی ہے آتش رنگِ حنا توسے یقین
پھپھولون کے بدلے پیدا ہون سمندر ہاتھ مین

ہجر غم سے تہید ستون کو آسان ہو گیا
کچھ نہین قوتِ شناور رکھتے شناور ہاتھ مین

جسطرح ہے پنجۂ مژگان یہ اپنی چشم تر
یون کبھی لیتے تھے ہم لبریز ساغر ہاتھ مین

قتل کرنے سے تو کر احسان دشمن پہ ولا
جوہر شمشیر سے بہتر ہے گوہر ہاتھ مین

دستِ بوسی کا یہ مینا ہوا تام اے صنم
تیری تلوونکا جو نقشہ تھا مصور ہاتھ مین

آتش رنگِ حنا سے مشتعل ہو شل شمع
نام لکھنے کو جو خامہ لے ستمگر ہاتھ مین

یہ اثر رنگِ حنا ہی یار کا ہی ای جنون
لعل بنجائے اگر لے سنگِ مرمر ہاتھ مین

ازل سے عاشق و معشوق کی قسمت مین فرق
ہتھکڑی یان لوہے کی ان حلقۂ زر ہاتھ مین

داغ فراق ہی شب فرقت مین مشتعل
خورشید جلوہ گر ہے و لیکن سحر نہین

دھویا ہے مینے اشکو نسے رنگ سیاہ شب
فرقت مین ہمدمون یہ نمایان سحر نہین

ہر م خیال نقطۂ خال صنم نہین
بیشک یہ تیرے حق مین سقر ہے سفر نہین

نہر چمن مین عکس لب یار جو پڑا
ہے جس شجر کی شاخ کم از نیشکر نہین

سوزان وہ ہون تو کہ رگ سنگ کیطرح
میری رگون مین قطرۂ خون جز شرر نہین

تاثیر اپنیون مری افسردگی کی دیکھ
پتھر لگا ہے جو مجھے اوسمین شرر نہین

بازار سرد سارا حسینون کا کر دیا
تیرے حضور سنگ صنم مین شرر نہین

رہتا ہون فکر عارض جانانہ مین راتدن
کب تیرے چاک جیب مین نور سحر نہین

گلشن مین تیرے حسن کی گفت و شنید ہے
غنچہ نہین ہے گنگ کوئی گل بھی کر نہین

آپس مین حسینو نکو بھی رشک کسقدر
شبہ کو نہین ہے شمس تو دکو قمر نہین

ہے یون ہین تو نسے حسینونکا دُور دُور
کچھ آپ سے زمانے مین دور قمر نہین

گر آفتاب حشر بھی نکلے نہو زوال
اوس مہ کا دور حسن ہے دور قمر نہین

مار سیاہ یہ نیے بیٹھے ہین اپنے تخم
زلفون کے نیچے گوش صنم ہین گہر نہین

جو دل ہے وہ محل حوادث ہے بحر مین
محفوظ آفتو نسے خدا کا بھی گھر نہین

کیا جانے کیسی ہوتی ہے ناسخ عدو کی شکل
یان کوئی جز حبیب حضور نظر نہین

اے سحر اب بہی نورانی دکھا صورت نہین
کب منہ کالا دکھاتی ہو خوب تو وقت نہین

ولہ

شب فراق ہے اور آندھیاں ہیں آہوں کی
چراغ گور سے ظلمت کہیں یار نہیں

زمین پیار سے مجھکو گلے لگاتی ہے
عذاب ہوگا دلا گور میں فشار نہیں

ہر ایک گل ہے چمن میں شبیہ عارض یار
ہمارے جسم کی تصویر ہے یہ خار نہیں

میں ہوں حباب جو دریائے حسن اے قاتل
یہ موج آب ہے شمشیر آبدار نہیں

چلا ہے گلیوں سے میدان کو غبار اپنا
کہ شہسوار ہوا اب وہ بے سوار نہیں

بلے عاشق کامل ہے جلوۂ معشوق
کہاں وہ شعلہ کہ اب طور پر شرار نہیں

خلش کسی کو نہیں ہے جنون کسی کو کہاں
ببول بھی مری صحرا میں خار دار نہیں

تمام رنج ہیں تا حشر ساتھ اسے ناسخ
بجز حیات کوئی چیز مستعار نہیں

رخ ہے تابندہ پر اب زلف سیہ فام نہیں
روز روشن ہے ترے عہد میں ہنگام شام نہیں

تیرے صیاد کی اب زلف سیہ فام نہیں
مرغ دل کوئی جو باقی رہا دام نہیں

خواب میں سارے مزے وصل کے ہم لوٹتے ہیں
نیند آنکھیں ہیں مگر نیند کو کچھ کام نہیں

طول سا طول جدائی کو ہوا ہے ظالم
دوست کیا نامہ لکھیں یہ مرا نام نہیں

دہن گور سے میں غمزدہ چلاتا ہوں
ہو گیا خاک مگر بھی آرام نہیں

چشم محبوب کی تسخیر کا پڑھتا ہوں عمل
گنتی کیواسطے یہ بیوجہ یہ بادام نہیں

تیرے آگے نظر آتا ہے یہ خورشید سیاہ
کہ مری عقل میں جز حال لب بام نہیں

لوزگر ہوں کہ ہیں بیکار مرے دیدہ و گوش
مدتیں ہو گئیں نامہ نہیں پیغام نہیں

زانون کیطرح صاف ہین اوس حور کی ساقین
آئینے کی رانین ہین تو بلور کی ساقین

رانین نہ پری کی ہین نہ ہین حور کی ساقین
یہ نور کی رانین ہین یہ ہین نور کی ساقین

بے نور ہوئی جاتی ہین کافور کی شمعین
شاید کہ نہین صبح کے کافور کی ساقین

لب قند دہن تنگ شکر دانت ہین مصری
ہر ساقِ عروس اوس بتِ مغرور کی ساقین

کیا عرش کی ساقین ہین تری ساق کے نزدیک
ہر چند کہ سوجھی ہین بہت دور کی ساقین

ہین یو ہین اگر مشک تو رنگت مین ہین کافور
ایجاد ہین تیری نئی دستور کی ساقین

بے معرفتِ حق ہوئین بیکار رہنما زین
شل ہوگئین گو بلعم باعور کی ساقین

کاسہ سرِ فغفور کا گردن سے جدا ہے
زانون سے جدا ہوگئین تیمور کی ساقین

ہم مست قدمبوسئ زاہد نہ کرینگے
بس چوم لیا کرتے ہین انگور کی ساقین

زنجیر کے رگڑونسے ہوئی ہجر مین ایجاد
زخمی ترے دیوانۂ مہجور کی ساقین

برسات مین پھرتا ہون جو اوسکا متجسس
ساقین مری کیچڑ مین ہین مئے دور کی ساقین

گل ہو یدِ بیضا سے ابھی شمع تجلّی
دیکھے جو کلیم اوس بتِ پر نور کی ساقین

محشر مین بھی بوسہ ملیگا ساقِ خدا کا
چومی جو یہان اوس بتِ مغرور کی ساقین

دنیا کے زن و مرد ہین کیا چیز کہ ایجاد
غلمان کی ایسی ہین نہ ہین حور کی ساقین

شمعین نہین رشک سے تری محفل مین یہ ظالم
جلتی ہین کسی عاشقِ محرور کی ساقین

کس درجہ غم عشق سے گھل گھل کے موا ہاے
انگلی سے ہین کم ناسخ مغفور کی ساقین

۱۱۰

دیوان ناسخ

کبھی دار مین ہون کبھی پار مین ہون [illegible]
وہ گل باغ عالم مین ہون کہ خار مین ہون
گرون او سکے دشمن کو قتل او سکی [illegible]
وہی بولتا ہے جو مین بولتا ہون
اگر وہ ہے بلبل تو منقار مین ہون
کبھی غیر مین ہون کبھی یار مین ہون
کہا حضرت درد نے خوب ناسخ

[illegible]

جو تجکو دیکھے وہ بنیا نہ تجکو دیکھ سکو	یہان تو کچھ نہین تمیز کور دنیا مین
اویسکی چوب کا شانہ ہو تیری زلف و تیز	جو بنگیا تھا عصا سانپ دست موسیٰ مین
خطوط سونیکے ہون جسطرح کسوٹی پر	یو ہین محبت زر ہے مرے سویدا مین
جو علم غیب نہین ہے سوای عالم غیب	ہلاک جان نکر آج فکر فردا مین ہو
مرے ضنم کو ہوا اندنون جو شوق نماز	اذانین ہونے لگین زاہدا کلیسا مین
یہ اپنے اثر در گیسو دکھا دیے تمنے	بڑا کمال یہی تھا عصای موسیٰ مین
یہ ماہ مصر کی ہے پاک دامنی کی دلیل	رہا نہ تار لگا پنجۂ زلیخا مین
کھلے نہین ہین تنگ سے ہنسی مین دانت	چمک ہو جگنو کی آشیان عنقا مین
ہتیلی رکھدی کہ پڑجا ئی ابھی ٹھنڈک	بہت ہو آج چلن اپنے داغ سودا مین
بچے نہ آپ کی تلوار کا کبھی زخمی	اگر ہو رشتۂ جان سوزان مسیحا مین

نہ کتنے تھے اوسے ترسا بچے لے اے ناسخ
اسیر کر ہی لیا گیسوے چلیپا مین

پر زلف بتان کا گرفتار مین ہون

ولہ

وہ بیزار مجھسے ہوا زار مین ہون	وہ میخوار غیر و نہین ہو خوار مین ہون
نہین عشق سے زور زردار مین ہون	اگر وہ ہی یوسف خریدار مین ہون
تمنا ہے ساقی کبھی بزم مے مین	وہ سرشار ہوا ور ہوشیار مین ہین
ہوئی جمع بیدردی و دردمندی	دل آزار وہ ہے ستمگار مین ہون
اوسے ہے عداوت مجھے ہے محبت	جو خونخوار وہ ہے تو غمخوار مین ہون

ہم کہان کہتے ہین اے محتسب نہان شراب — شیشۂ دل مین ہی یا کاسۂ سر مین نہین
طفل یہ رو رو کے کہتے ہین بان حال ہے — جو عدم مین چین تھا دامانِ ما در مین نہین

ولہ

تو وہ باطن ہی کہ جلباب ہین تجھپر لاکھون — تو وہ ظاہر ہی کہ جلباب ہین تجھپر لاکھون
نورِ عرفان جو ہو جہل کی ظلمت مین نہان — ایک ہی تجھکو نظر آئین یہ مظہر لاکھون
ہون وہ کافر کہ زمانے کے صنم مین مرغوب — ہون وہ مجنون کہ مجھے چاہئین پتھر لاکھون
خاک سے سبز نکلتا ہے جو انند زبان — ہو گئے زیرِ زمین خاک سخنور لاکھون
کیا ہے اے قاتلِ عالم ترے آگے تلوار — تجھ مین تو اور بھی خنجر قتل ہین جوہر لاکھون
خاک ہو جاتے ہین جیسے سمن و گل ہر سال — ہو گئے خاک گل اندام و سمن بر لاکھون
دن کو بس ایک ہی خورشید نظر آتا ہی — رات کو جلوہ نما ہوتی ہین اختر لاکھون
اعتمادِ دہر و سامانِ شہی خاک نشین — ہو گئے خاک برابر سر افسر لاکھون
آدمی کیا کہ سنو مجھسے فرشتون کا حال — جل گئے شعلۂ ادراک سے شہپر لاکھون
آنکھین ہم رندون کی اشکون سے ہین پر مہر شراب — ایک شیشہ نہین لبریز ہین ساغر لاکھون

تو ہے محبوبِ خدا صدقے ہو تجھپر ناسخ
اتنی کیا ترے تابع ہین پیمبر لاکھون

ہین یاد وہ بے مثال آنکھین — کیا ہین تری او غزال آنکھین
ہے اہلِ نظر سے بغض تجھکو — نادر کی طرح نکال آنکھین

دمبدم کیا ہی مری عمر گھٹی جاتی ہی
صبح کو طور سے دوڑا وہ گریبان پھاڑ کے
تھا جو بوٹا ترا قد سو ہوا سرو سہی
کیون نہ حاجی کرین محراب حرم کو سجدہ
وصف جو مصحف رخ کے مری دیوان مین ہین

دم نہین کہتے ہین شمشیر اسے کہتے ہین
اثر نالہ جہانگیر اسے کہتے ہین
بارش اشک کی تاثیر اسے کہتے ہین
ابروے یار کی تصویر اسے کہتے ہین
لوگ قرآن کی تفسیر اسے کہتے ہین

وصل ہیر کین ہوا محجاو جو شیرین لب سے
لوگ تاسیخ شکر و شیر اسے کہتے ہین

خاک ہے او سخت جان اک دن اتن خاک مین
تین عنصر کرتے ہین اپنے مراکز کو رجوع
باعث بغض و عداوت زندگانی ہی فقط
قصہ شکر و شکایت بس یہین تک ہی ولا
ایسے طالع ہین گر ایکدن نے پر نگاہ
پرتو پڑ جاے ترا اے خفتگان خاک پر
میری تربت پانون کیونکر چوم لے شہسوار
چادر مہتاب کے مانند جوش نور سے
کی جو اوس سرو روان باغمین گردن کشی
خاک اڑتی ہی اگر گھر مین تو کچھ پروا نہین

خاک ہو جاتا ہے آخر دب کے آہن خاک مین
خاک کا بعد از فنا ہوتا ہے مدفن خاک مین
ایک سے ہو جائین گے شیخ و برہمن خاک مین
ایکدن ملجائینگے سب دوست و دشمن خاک مین
گنج قارون کی طرح دھنس جائین خرمن خاک مین
چونٹیان اسواسطے کرتی ہین روزن خاک مین
پانون لگنے ہی نہین دیتا ہے توسن خاک مین
اوس پری کا لوٹتا جاتا ہی دامن خاک مین
دھنس گیا سرو گلستان تا بگردن خاک مین
ایکدن ملجائیگا یہ خانۂ تن خاک مین

جو میان نا آشنا سے آشنا سے کم نہین
ذلیت ہر چند ڈھونڈھا کہین ملتا نہین

کیسی گرمی ہو برہنہ شرم سے ہوتا نہین
پیرہن بھی آپکو جزوِ بدن سے کم نہین

تو حسین السیاہی تجھپر مرتی ہین ساری حسین
ماہِ کنعان کو بھی پیراہن کفن سے کم نہین

ہو شب مہتاب بھی آنے لگے سامانِ موت
چادرِ مہتاب بھی مجکو کفن سے کم نہین

بعد مرنیکے بھی عشقِ زلفِ پیچان تھا ہر
بال بال اوسکا مجھے رگہائے تن سے کم نہین

جائے نرگس چشم آہو جائے لالہ چشم غول
ایک مجنون جنگل مجھے صحنِ چمن سے کم نہین

یکقلم ہوتی ہین موزون ہجر مین مضمونِ غم
جو ہماری بیت ہی بیت الحزن سے کم نہین

گرچہ غربت ہی تصور مین مگر ہمدم ہی یار
میری تنہائی بھی مجکو انجمن سے کم نہین

اور تو کیا کوئی بوسہ بھی دیا جاتا نہین
دل ترا تنگی مین کچھ تیری دہن سے کم نہین

دونون پتھر پوجتے ہین تجھسے کچھ نسبت نہین
کعبہ تبخانے سے حاجی برہمن سے کم نہین

لیچلا ہون مین عدم کو بارِ غم بارِ گناہ
روح بھی میری گرانی مین بدن سے کم نہین

ذبح کرتا ہے گلا میرا فراقِ یار مین
زخمہ زن مطرب مجھے شمشیر زن سے کم نہین

جو ہوا دنیا مین پیدا فی الحقیقت مرگیا
آدمی کو جامۂ ہستی کفن سے کم نہین

اس چمن مین ہی برنگِ گل بقائے آفتاب
لیے ثباتی مین ستارہ یاسمن سے کم نہین

جنبشِ مژگان نہین گویا ہی جنبش مین زبان
ہر اشارہ تیری آنکھونکا سخن سے کم نہین

نامور ہوتی ہین ہو جاتی ہین اکثر بے نشان
مہرکن کہتے ہین جنکو گورکن سے کم نہین

جی لڑا دیتا ہے کیسی ہو زمینِ سنگلاخ
خامہ تیشہ ہے ناسخ کو ہکن سے کم نہین

دامن کوہ سے اوڑ اوڑ کے ادھر آتی ہین
شائد ای جذب جنون نکلے ہین پر تپھر مین

وسعت آبا دجہان ہو یہ غضب ہجر مین تنگ
کہ ستارہ نہین گویا ہین شرر تپھر مین

پھر جو کی کوہکنی تو نے عبث کی فرہاد
کر دیے لقسیث کیون دیدۂ تر تپھر مین

اثر ایسا ہے مری آہ مین تم کیا ہو تعجب
کہ شرارے ہون ابھی خون جگر تپھر مین

یار کو چھوڑ دیا پر نہ سہا رشک رقیب
فرق باقی نہ رہا کچھ بھی جگر تپھر مین

تفرقہ اصل سے ہے سبکو سبب آفت کا
پہونچے شیشے کو تپھر سے ضرر تپھر مین

غیر کے آگے نہو مان مرے کہنے کو
اے صنم کرتی ہے تاثیر نظر تپھر مین

کوہکن محو ہوا نقش وجود شیرین
فائدہ کیا رہے تصویر اگر تپھر مین

ولہ

حاسد کو ایکدم نہین صحبت جہان مین
رنج حسد ہی جان ہو جتبک کہ جان مین

آئی بہار تشنۂ مے ہون پلادو پھول
اے میفروش پڑ گئے کانٹے زبان مین

یہ تنگ و تار ہجر مین تھا رات گھر مرا
جون شمع میل سرمہ ہوئی سرمہ دان مین

آئی شب فراق چبا جائے گا مجھے
تارے نہین ہین دانت فلک کے دہان مین

ولہ

ہو کسی کو مجسے کینہ پر مجھے کینہ نہین
صاف ہے آئینۂ بیرنگ تپ مینا نہین

جلسے دیکھی تیری صورت نقش آٹھون پہر
دل ہمارا بنگیا تصویر آئینا نہین

ہو رہی ہین پردہ ہائے چشم ہی گویا حجاب
دیکھنے کو آنکھین ہین لیکن کوئی بینا نہین

ہو کیون نہ سیاہ دستِ ناسخ
کرتا ہے سیاہ روی دشمن

نہین عکس آئینہ مین ہو مقرر آگ پانی مین
طلسمِ حسن ہو بھڑکے نہ کیونکر آگ پانی مین

نہو گی گرم صحبت سرکشون کی خاکسارون سے
سلامت رہ نہین سکتی ہو دم بھر آگ پانی مین

نہین ہو بادۂ گلرنگ یہ خمار نے زہد و
دکھلایا شعبدہ تازہ ملاکر آگ پانی مین

پسینا اوسکے روی آتشین پر جا بجا حیرت ہے
کہ اپنے حال پر رہتی ہو کیونکر آگ پانی مین

اوڑائی خاک کو کیونکر ہو تیری حکومت مین
نہین بجھتی ہے اب یہ عدل گستر آگ پانی مین

جو دھوئے تمنے گل اپنے حنائی ہاتھ دریا مین
تو کیا گھبرا کے چلا تے شناور آگ پانی مین

جلایا محجوبانون نے دوبایا محجوبون نے
عداوت ہی نظر آئی سراسر آگ پانی مین

ردیف واو

پری جہان مین نہ جنت مین حور عین دیکھو
ہمیشہ حضرتِ دل روئے مہ جبین دیکھو

حروفِ مہرِ نبوت ہین نقش پای ملکی
یہی کھدا ہے سلیمان کا نگین دیکھو

کثیف چاند ہو دیکھو نہ آسمان کیطرف
مجھے یہ ڈر ہے مبادا کہین مین دیکھو

یہ گل کھلے ہین تمھاری ہی ہجر مین صبا
ہماری سینے ہو داغ آفرین دیکھو

لگامین دیکھنے جب چاند کو تو بولو وا
تم اوسکو دیکھتے ہو کیا مری جبین دیکھو

نہ پانی پیتے جو دیکھا ہوا بر کو ئیم سے
ہماری دیدۂ گریان پہ آستین دیکھو

فنجانِ چشم و شیشہ و گردن کو ذکر کیا
دیکھے جو مثل سایۂ دیوار لطف حور
ہر بال مجکو ہے رگِ جان سے عزیز تر
کیا سینہ و شکم کی صفائی کا ہو بیان

ے سے بہرا ہے کاسہ زانوے یار کو
جنت مین یاد کرتے ہین ہم کوہِ یار کو
دو وہ ہین جو کہ کہتے ہین گیسوے یار کو
آئینہ ہم سمجھتے ہین زانوے یار کو

ناسخ کی ہے یہ شوقِ شہادت مین گفتگو
آج آزماؤن قوتِ بازوے یار کو

یاد ہین سب گلعذارِ لکھنؤ
یاد آ جاتی ہے اے داغِ خزون
گل سے رنگین تر ہین خارِ لکھنؤ
بہر رہے ہین گلعذارِ لکھنؤ
خود بخود بیخود کیا یاد آ گیا
کل پیادے دوڑتے تھے جسکے ساتھ
ہو گئی سرمہ کوری شتاب
سارے نقشہ سامنے آنکھون کے ہین
دیکھین کیونکر دھوپ مین جلنا پڑا

ہے تصور مین بہارِ لکھنؤ
کیا نسیمِ مشکبارِ لکھنؤ
نشہ سے بہتر خمارِ لکھنؤ
ہے چمن ہر رہگذارِ لکھنؤ
کوئی رندہ بادہ خوارِ لکھنؤ
یاد ہے وہ نے سوارِ لکھنؤ
چشمِ اعدا مین غبارِ لکھنؤ
نقش ہین نقش و نگارِ لکھنؤ
نونہالِ سایہ دارِ لکھنؤ

ولہ

ولہ

ہم نے پھیرا اپنا وطن ہی لکھنؤ
ہمتو بلبل ہین چمن ہے لکھنؤ

۱۱۶۰

ولہ

تونے دیکھے ہین کہان رنگین اداے لکھنؤ
لالہ و گل کے چمن مین کوچہ ہاے لکھنؤ

پچھم اور اوتر کے کونے سے چلی آتی ہے روز
بوے زلف یار لے لیکر ہواے لکھنؤ

دشت غربت مین نظر آتی ہے جب ہجانسرا
یاد آتی ہے مجھے عشرت سراے لکھنؤ

بادشاہ لکھنؤ کی ہو بیان کس سے شکوہ
ہاتھ مین رکھتے ہین جام جم گداے لکھنؤ

تلخ اوسدم مجکو اپنی جان شیرین ہوگئی
یاد جب آیا کوئی شیرین اداے لکھنؤ

کب ہوا ہے ساکن و مسکن مین ایسا ارتباط
مین نجاؤن تو مرے پاس آپ آئے لکھنؤ

ولہ

خط شبرنگ یہ گالونپہ نہین دھیان کرو
ہاے اجی چاند گہن بوسہ کوئی دان کرو

میری تربت پہ ادھر کو گذر ایجان کرو
خاک کو جسم کرو جسم کو پھر جان کرو

آج ایجان خود آرائی کا سامان کرو
آپ حیران ہو آئینے کو حیران کرو

ہم دعا دیتے ہین گالی تو بھلا دو ہمکو
بدلے احسان کے لازم ہے کچھ احسان کرو

مشتعل پائی حنائی سے کرو نقش قدم
میری تربت پہ اسی طرح چراغان کرو

دیکھکر مینے جو حسرت سے دم نزع بھرا
اسقدر گرم نہو اپنی طرح دھیان کرو

مسکراتے ہو تو اک بوسہ بھی دو ہونٹونکا
جان بلب ہون مری مرجانیکا سامان کرو

کہتے ہین چھوڑ گیا جامہ ہستی ناسخ
دامن آنکھون پہ رکھو چاک گریبان کرو

باندھ زمین جو اوس محبوب کے موافق کی	کیا ہی بر آئی ہے زخم کہن کی آ[illegible]

تو بُہے غزلین نہین نہیے ہوے خاموش سب
ہے یہی ناسخ تمام اہل سخن کی آرزو

بزم مین پاتا نہین ہون ساقی مقام کو
جانتا ہون مین ہتھیلی کا پھپھولا جا[illegible]

بیقراری دست غربت مین ہمارے ساتھ ہی
چھوڑ آئے کوچۂ جانان مین ہم آرا[illegible]

حاجیو ہم آج عرفہ کچھ تکلف ہی ضرور
بادۂ گلگون سے رنگ لو جامۂ احرا[illegible]

وصل کا دن آئینہ ہو نظر آتا نہین
ہو نہین حیران کیون نہین گردش مرا[illegible]

خط جانان جان تازہ ہو گیا ہے اب صدا
نقد جان کہنہ حاضر ہی ترے انعام [illegible]

او ملک صورت نہو کیون عرش پر تیرا دماغ
چرخ ہفتم تیری گرمی نے کیا ہی باد[illegible]

اوج پر جو لوگ ہین ہوتا ہی جلد ان کا زوال
ہے ہوا تھوڑی سی بھی صرصر چراغ بام [illegible]

ہجر مین جاری ہین میری چشم تر سے اشک گرم
راست کہتے ہین اطبا گرم تر بادام [illegible]

بھول جاوے راہ کوئی یار ہی مجکو یقین
یاد کرلے خوب قاصد گر مرے پیغام کو

نہین مجھ بادہ کش کے جسم پر اے میکشو
رکھ دیا ہے شیشۂ مے پر السکر جام کو

حسرت وصل صنم کی روے آتشناک سے
کر رہے ہین پختہ ہم اپنے خیال خام کو

سمجھے بس انداز سے برہم ہے وہ خاطر شدہ
کیا نہین پیغام بر ہم موت کے پیغام کو

ہے کیا وحشت ہے اوس صیاد کو مجھ سے شدید
حلقہ ہای چشم آہو جانتا ہے دام کو

ماہ تابان ہین کہون تجکو نکیون ای جان جان
صبح غائب ہو گئے نظرون سے آئے شام کو

ردیف واو ۱۱۸

۱۱۹

جو اوس پری رُو شبِ وصل مین کاوٹ ہو
مجھے بھی ایک خمیازہ ہو یا چھپر کھٹ ہو

مُحالِ خواب لحد ہے گرچہ بیدار رہی
مین جو نہ اوٹھون اوسکے قدم کی آہٹ ہو

نہ میرے پاؤن سے زنجیر کے کبھی شا کی
جو اوسکے کاکُلِ پیچان کی لٹ ہو

کیونکر نہ ہے مسّی کا تیری ہونٹھ ہین لال
طین جو دو نون تو پیدا نہ کیون اودا ہٹ ہو

مجال کیا کہ تری گھر مین پانو مین رکھون
یہ آرزو ہے کہ ہمراہ تیری چوکھٹ ہو

ہجوم رکھتے ہین جا نیاز یون ترے آگے
جماریون کا دوالی کو جیسے جمگھٹ ہو

لپٹ کی یار سے سوتا ہون مانگتا ہون دعا
تمام عُمر بسر یارب ایک کروٹ ہو

نسیم آہ کے جھونکے سے کھولدون مین
بھڑا ہوا ترے دروازہ کا اگر پٹ ہو

جلاؤ غیرون کو مجھسے جو گرمیان کرکے
تمہاری کوچہ مین تیار ایک مرگھٹ ہو

نہ لگ چلو نہین یہی اپنے دل مین ٹھانی ہے
تری طرف سے ہزار اوپری لگاوٹ ہو

وہ مُنھ چھپاتے ہین جبتک حجاب ہے شبِ وصل
غبارِ صبح سے شب کا نہ دور گھونگھٹ ہو

تری بلا مین مری طرح وہ بھی لیتا ہے
نہ کیونکر آگ مین اسپند کی یہ چٹ پٹ ہو

مین جان بلب ہون گلا کاٹو یا گلے سے ملو
جو مین آپ کو منظور ہو وہ جھٹ پٹ ہو

کرے وہ ذکرِ خدا اے صنم بھلا کس وقت
جسے کہ آٹھ پہر تیرے نام کی رٹ ہو

جو دل کو دیتے ہو ناسخ تو کچھ سمجھکر دو
کہین نہ مفت مین دیکھو یہ مال تل پٹ ہو

چڑھ گئے جو میری نالونسے ترا رہی رات کو
آسمان پر ہو گئے دو خند ستارے رات کو

ستم سے چھین لی کیا دورِ رستہ بازار — فلک نے اوسکے عوض دی ہے یہ شرک
شراب آتشِ غلگیرہ وہ ہو گیی ساقی — فراقِ یار مین انگار ہی ہون گرد
وہی تھی آگ جو سینے مین پھر بھڑک اوٹھی — کل اوس بھبھوکے نے دکھلائی جو بھڑک
برنگ لالہ چمنون ہی گرد پھرتی ہین — نظر جو چاند مین آتی تری چمک ہے
بغیر جلوۂ دیدار آنکھین جلتی ہین — شرر ہین لختِ جگر کا ہر پلک
وہ سیادہ رو کرے تحریر خط ہمین کیونکر — کیا ہے صفحۂ خاطر بسے اوس نے چک
کلام ہوتے ہین طوطی سے بدہن آمرد — تو بولتا ہے مگر ہے دہن مین شک
بلند و پست جہا نین ترے لیے دیکھا — تری تلاش ہے ماہی سے تا سمک
پرانے زر ہے فلک جسطرح سنگِ سیاہ — تو ہر شجر کے لیے زر ہوا محک ہمک
نہ پاکباز ملیگا پری رخو ہمسا — کہین گی حورین بھی فردوس مین ملک
گلون کی شاخونکو لچکاتی ہے نسیمِ عبث — کہ یاد ہے کمرِ یار کی لچک ہمک

یہ عرضِ ناسخ مضطر ہے پیشِ عالمِ غیب
جنودِ غیب کی درکار ہے کمک ہمکو

چوٹ دل کو جو لگے آہ رسا پیدا ہو — صدمہ شیشے کو جو پہونچے تو صدا پیدا ہو
کشتۂ تیغِ جدائی ہون یقین ہے مجکو — عضو سے عضو قیامت مین جدا پیدا ہو
ہم ہین بیمارِ محبت مین یہ دعا مانگتے ہین — مثلِ اکسیر نہ دنیا مین دوا پیدا ہو
کہہ رہا ہے جرسِ قلب بہ آوازِ بلند — گم ہو رہبر تو ابھی راہِ خدا پیدا ہو

شغلِ سنجیہ اری کیا جب گردشِ ایام مین — ہم نے پیمانہ بنایا کوزۂ دولاب کو
خم کے خم اس ناتوانی مین پچا جاتا ہون — ایک تنکا جذب کر لیتا ہی کیا سیلاب کو

ولہ

دور کر پردہ دکھادی روی عالمتاب کو — ماہِ تابان سے اوٹھادی چادرِ مہتاب کو
ہی یہ وس خسار گلگونکی نظارے کا اثر — سمجھے ہین ای دیدۂ گریان ترے خوناب کو
نقل کرے خندۂ دندان نمائی یار کو — لگ گئے ہین قطرۂ شبنم گلِ شاداب کو
کعبہ اپنا ابرونکو جانتے تھے جو صنم — سجدہ کرتے ہین ترے تروازیکی محراب کو

عشق کی تاثیر سے سوکھا نہ خونِ کوہکن
بیستون پر دیکھ ناسخ لالۂ سیراب کو

کسقدر نفرت ہی اوسکے توسنِ چالاک کو — پانو نسے لگنے نہین دیتا ہماری خاک کو
قلزمِ غم مین کدوی مے مجھے درکار ہے — پیشتر تونبی کی حاجت ہوتی ہی پیراک کو
خاک مین پوشیدہ ہو جائین گی عالی دماغ — گرتی ہی گرد زمین دیکھو نہالِ افلاک کو
میکشو ہر چیز سے رتبہ مین اعلی ہی شراب — کیا ہوا انکار ہے گر برا ہدا ناپاک کو
گو شوارہ عرش کا ہر دانۂ انگور ہے — سائبان عرش کہتے دار لبست تاک کو

ولہ

تاب کیا دیکھون جو اوسکے روی آتشناک کو — کاہ کا رتبہ وہان ہی شعلۂ ادراک کو

کان ہر انے او تارے تو جوا ای دریائے حسن
تیر سکالِ ہجر مین ساقی اگر نالہ کرون
بیقراری کا ہون تپلا شل موج ای بحرِ حسن
تم سہی ہشیار رہم سہی غافل ہے آزاد رو
جوش میرے آنسونکا دیکھے دریا اگر
سر کشی تیری ہر کیا زاہد کہ اوس بت کے حضور
مین بھی کعبہ مین یہی اللہ سے مانگو دعا
واعظو نسے ملتے ہین ہم رند مشرب اسطرح
تیرے کوچے کا ہون عاشق یہ تمنا ہے مجھے

بالی کی ہر ایک مچھلی ماہی بے آب ہو
رخسار کا زہرہ ہو رنگ آب باران سب ہو
کیون نہ ہر بازو کی مچھلی ماہی بے آب ہو
سمجھے بیداری جو تم ایسا نہو وہ خواب ہو
کا نہین حلقہ غلامی کا وہین گرداب ہو
تیری مسجد کا منارہ ہو کے خم محراب ہو
میری طاعت کو وہی دروازے کی محراب ہو
جسطرح آمیختہ باہم شراب و آب ہو
روزنِ دیوار جاسے دیدۂ بیخواب ہو

ولہ

اے پری گھر املاہی کیا ہی پیارا چاند کو
پنجہ اوسکا کیون نہ پھیرے پنجۂ خورشید کو
ویسے وہیان اوس چاندسی گڑیا کا جا بہین
جلوۂ رخسارِ تابان وہ رشکِ مہرِ ماہ
رات کوٹھے پر فرشتون کو جو تو آیا نظر
تیرے گھر پر آکے پہونچا منزلِ مقصود کو

رات مینے تیرے دھوکے مین اتارا چاند کو
دوکرسے جب ایک انگلی کا اشارا چاند کو
مثل گردون ہمنے شیشے مین اتارا چاند کو
چاند سورج کو بنا دیتا ہے تارا چاند کو
بام گردون سے نیچے اتارا چاند کو
اب کہان قطعِ منازل کا ہی یارا چاند کو

ولہ

ادبھوکے تیرے قامت کی ہی پرچھائین گری — باغ مین مانند نخل طور ابھی جلجائے سرو

وہ سہی قامت کرے گلگشت تیرے ساتھ ساتھ — گلشن عالم مین ہوجائین اگر دو چار سرو

آگے اوس خوش قد کے کرتے ہین اگر پیدا ہو شرم — بانگ لیکے قمری سے شہپر باغ سے اوڑجائے سرو

وہ سہی قامت ہے تو گھر سے چلے جو باغ کو — سایے کے مانند تیرے ساتھ دوڑا آئے سرو

قمریان کہتی پھرین کو کو چمن مین ہر طرف — ہو یہ کاہشید ترے آگے کہ گم ہوجائے سرو

وہ سہی قد مرغ دل کی قدر کیون کرتا نہین — باغ مین دیکھی ہین اکثر قمریان بالائے سرو

فصل گل مین ہے نہین تیا ندی ای میفروش — ساغر دل مین بھرونگا بادۂ مینائے سرو

عقل اگر ہوتی تو ہوتین اوس سہی قد پر نثار — جانورمین اسلیے ہین قمریان شیدائے سرو

لوٹتا ہی پانون پر مانند سایہ باغ مین — تیرے آگے پست ہوتا ہی قد بالائے سرو

طنز سے تو قہقہہ مارے جو اے سرو روان — شکل فوارہ لب جو اشک ابھی بھر لائے سرو

آگیا رونا مجھے باز آئے گھر جائیے آپ — بن گئی ہے آپ جو زنجیر پیر پائے سرو

وہ سہی قد یاد آتا ہے تو کیا روتا ہون مین — کیون نہو ہر باغ مین ہی آب پر جائے سرو

قد وہ بوٹا سا نہین بڑھتا تو او رہی حسن ہے — بس مجھے گلبن ہی کافی ہی نہین پروائے سرو

کسقدر کھویا گیا ہے تیری قامت دیکھکر — قمریون کو بھی نظر آتی ہی خالی جائے سرو

قمریون کے آشیا تو نہین کیا چھپنے کا قصد — کیا ہی اوس سرو روان کو دیکھکر گھبرائے سرو

پھونکے دل تک شکل قد یار یہ ممکن نہین — طول قد سے آپکو گر عرش پہونچائے سرو

آج اوس سرو روان کا قصد ہی گلگشت کا — قمریان کہتی پھرینگی جا کو کو ہائے سرو

ردیف با

[illegible]

دن سیہ رات سیہ ماہ سیہ سال سیاہ
ایک ہین او رہین یہ چار بلائین کالی

شہر میں آ تو وہ تری آنکھ رلاتی ہی مجھے
وہ سیہ بخت ہون گر سایہ فگن ہو مجھپر

آج عالم مجھے تاریک نظر آتا ہی
وہ سیہ بخت ہون خط لیچلے قاصد جو مرا

ہے تری تیغ سیہ تاب ہلال اہی خورشید
اے پریرو زلفون کی تشابہ کے لیے

عید قربت مین ہوئی ہو گئی دنیا تاریک
قتل ہوتی ہے شہر بست تمنا ہے عدو

خط نکلنے کا شگون آج مبارک ہو تمھیں

دل سیہ بخت سیہ نامۂ اعمال
خط سیہ زلف سیاہ چشم سیہ خا
پونچھون گر دیدۂ گریان تو
سایے کیطرح ہما کے ہون
ہوگیا آہ مرا کوکب اقبا
راہ کو شیل قلم کرنے لگے جا
گردۂ بدر کے مانند ہی یہ ڈھا
اب تو ضیا ذبھی رنگوانے لگے
ہے محرم کیطرح غرہ شوال
او رسیا ہو نکو اوڑھاتا ہی فلک
عکس گیسو نے کئے آئینے سی گ

اپنے ہی اور سیہ سے نہین واقف ناسخ
کیون کرتے ہین کاغذ کو یہ رمال سیاہ

واہ ہین کیا ہی ترے ابروی خمدار سیاہ
زلف جانان کے برابر ہین کہین مار سیاہ

قاتل خلق ہو کیون نہ رہ سیہ شب ہجر
آب حیوان ہی شراب اوسکی ہی ظلمات ضرور

ایسی ہرگز نہ ولایت کی ہوتا
کہ مرا رشتۂ نظارہ ہوا تار س
ہے سزاوار جو ہو روی سیہ کا
کیون دھوئین سی نہ ہے خانۂ خ

[illegible]

کوئی خود بینی سے خالی بات قاتل کی نہین	تابۂ آہن کے بدلے ہے سپر مین آئینہ
ہوگیا وہ مست عکسِ چشمِ میگون دیکھکر	ساغرِ مے سے سوا نکلا اثر مین آئینہ
کہہ گئے ہین صاف خود بینی بہت اچھی نہین	دیکھ لین ماہِ صفر کو سال بھر مین آئینہ
اشک کا قطرہ جو ٹپکے پیشِ جانان کیا مجال	بنگیا سیلاب اپنی چشمِ تر مین آئینہ
تجھسے خلوت مین نظر بازی کیا کرتا ہی روز	اے پری اندام ہے میری نظر مین آئینہ
منہ بگڑتا ہی نہین گالی مین حیرت ہی مجھے	دائرہ ہے یا کفِ مطرب بسر مین آئینہ
جب تب منہ دیکھ لیتا ہے وہ قاتل کھینچکر	یہ کٹاری ہے دیا اوسکی کمر مین آئینہ

قدر بیتابی سے ہے ناسخ دلِ عشاق کی
گر ہو سیماب کب ٹھہرے نظر مین آئینہ

ہے گلِ رخسارِ جانان نرگسِ جادو سیاہ	ہو گئے ہین تابشِ خورشید سے آہو سیاہ
ماہِ نو مجکو نظر آتا ہے بے ابرو سیاہ	پیرِ گردون نے کیا وسمہ ہی یا ابرو سیاہ
لکھتے ہین رُو رُو کے ہم حالِ شبِ تارِ فراق	دیدۂ گریان کے ہین مثلِ دوات آنسو سیاہ
کیا ہی اوس بُت کا بدن شفاف ہی نامِ خدا	عکسِ گیسو سے ہو آئینۂ زانو سیاہ
کس قدر تیرہ معاذ اللہ ہے فرقت کی رات	ہو گئے ہین میرے گلشن مین گلِ شبّو سیاہ
پھوٹ نکلی ہے سُویدا کی جو رنگت اے صنم	صاف آتا ہے نظر بایان ترا پہلو سیاہ
سننے والے کہتے ہین اپنے کئے کی ہو سزا	گر کبھی کرتا ہون مین جورِ بدخو سیاہ
مجھسے قاصد کہتا ہین خط کوئی پڑھتا نہین	رات دن کاغذ کیا کرتا ہی تو ناحق سیاہ

ولہ

سایۂ مہر سے ثابت یہ ہوا گلشن مین
چلے دنیا سے عبث خاک مین رگڑا کے آپ
قتل کی فکر رہا کرتی ہے اعدا کو عبث
تیغ ابروے صنم کی جو لگے لکھنے شبیہ
زلف شبرنگ نہین یہ شانۂ شمشاد نہین
دیکھی بلبل نے جو گلشن مین کلائی تیری
کوہ و غم ایک ہی تیشے مین ہوا سو ٹکڑے

پسلیین حرز بانہ کبھی مردم آزاد کی …
آئے گا خاک نہ میراث مین اولاد کی …
موت لکھی ہے ہماری اوسی جلاد کی …
ہو گئے صاف قلم مانی و بہزاد کی …
کاٹ لایا ہے وہ گل باغ سے شمشاد …
گل کی شاخون کو سمجھنے لگے صیاد کی …
کیون نہ آنکھون سے لگایا کر دن فرہاد کے …

قطب اقطاب کی ناسخ ہے میسر پابوس
کوئی ابدال کے چومے کوئی اوتاد کے ہاتھ

گھر مین جا سکتے نہین سوئے کہان یار کے ساتھ
کوئی غافل نہین رہتا کوئی ہوشیار کے ساتھ
ابروی یار مین یون چشم سیہ کار کے ساتھ
ہوئی روح اپنی روان جلوۂ رفتار کے ساتھ
تیرے ہوتے مہ کنعان کے خریدار ہوئے
چست ہے روح رہ شوق مین پر سست ہے جسم
نظر آتا نہین مہ نے کے سوا فرقت مین
کیا ہے امکان کہ ہو تخلیہ بیداری مین

ہم بغل رہتے ہین ہم سایۂ دیوار کے سا …
بخت خفتہ ہے مگر دیدۂ بیدار کے سا …
کھینچے تلوار ہین ہون جسطرح گنہگار کے سا …
ملگئے خاک مین نقش قدم یار کے سا …
گفتگو کون کرے مردم بازار کے سا …
تنگ ہے کیا ہی سبکدوش گرانبار کے سا …
ظلمت گور بھی ہے آج شب تار کے ساتھ
خواب مین بھی نظر آتا ہے وہ دو چار سے …

نرگس کی طرح پنجۂ مژگان سے نچوڑی	ایجان تری ہاتھ کی پائے جو چھری آنکھ
پھسلا ہی کیا پائے نگہ سارے بدن پہ	ہے کیا ہی صفائی کہ کسی جا نہ گڑی آنکھ
ہون منتظر یار یہ ہے میری تمنّا	ہو آٹھ پہر مین بھی نہ بند ایک گھڑی آنکھ

نظارہ کی حسرتین جو ہون گور مین مجنون
ناسخ بنے زنجیر کی ہر ایک کڑی آنکھ

کیونکر اوس بت سے ہو ہمسنگ آئینہ	صاف وہ نورِ خدا سنگ آئینہ
گھر مین ترے پاس سے جاتا نہین	اب تو سیکھا ہے مرے ڈھنگ آئینہ
ایسی حیرت کا ہیکو تھی پیش ازین	دیکھکر تجھکو ہوا دنگ آئینہ
تو پڑھالے اے صنم طوطی تو کیا	ہوا ابھی مرغِ خوش آہنگ آئینہ
نام جوہر سے سکندر سے رہا	ہو گیا ہے رشک اورنگ آئینہ
کیا سماتے جان عکسِ نورِ حسن	ہے مرے دل کا بہت تنگ آئینہ
دل ادھر نازک اودھر ہی حرف سخت	کر رہا ہے سنگ سے جنگ آئینہ
کیا ہی دل پر صدمے ہین اوس زلف سے	شانے کی کھاتا ہے سر جنگ آئینہ
واہ کیا عکسِ گلِ رخسار ہے	سالہا رہتا ہے گلرنگ آئینہ
پڑ گیا ہے پرتو تیرا ضرور	ہے جو یہ خورشید بے رنگ آئینہ
میرے ہوتے تیری منہ چڑھا ہی دیکھ	ہے بڑا دنیا مین سرہنگ آئینہ
ہے ترا حیران سارا کانپور	بن گیا ہے سطحۂ گنگ آئینہ

ولہ

بیکار زرون کا بھی کوئی ساتھ لیکن دیتا ہے ساتھ
اور اسے لیکے اور سے پھرتے ہین صیاد کے ساتھ
جان شیرین نے نہ دی دیکھو فرہاد کے ساتھ
فیصلے جائے نہ سودا تو نے کھینچا نقش
کوئی جلاد بھی بلوائے فصاد کے ساتھ
دخل اغیار مری خلوت خاطر مین کہان
وہ فراموش ہون اے یار تری یاد کے ساتھ
ہو بدن قید مین ہون قید بدن سے آزاد
کہ جنون آئے وہ جلاد بھی صیاد کے ساتھ

ولہ

دیوان ناسخ جلد دوم ۱۲۸

تا زندگی رہا ہے اگر جام جم کے ساتھ	مانند خون شراب ہے رگ ہای دم کے س
اے دل ہوس کشمکش کفر و دین سے چھوٹ	میخانے بھی بنائے ہین یہ دو حرم کے
زندہ ہین ہجر دوست مین عاشق نہ مردہ ہین	عالم اک اور بھی ہے وجود و عدم کے
تلوار راست خم کوئی جیسے پرانی ہو	پیری مین راستی ہی ہماری بھی دم کے
یون تیرگی ہی شمع کے ہمراہ ہجر مین	ہوتی ہی جسطرح سے سیاہی قلم کے
ہو ستر برس تو پھینکین گے دل بیر دار کے	آئینہ سکندر بھی جام جم کے س
اہل ستم ستم سے نہ باز آئین گے کبھی	خونخوار یان ہین صورت شمشیر دم کی
اپنا کچھ آجکل سے نہیں کفر زاہدا	شل شرار ازل سے ہین سنگ صنم کی
جو مالدار ہے اوسے کھٹکا ہے چور کا	مچھلی کیطرح خار ہے پائی درم کی
سودا ہے یار گیسوے مشکین کے عشق کا	داغون کو کیون نہ مشک لگا دو نہیں ہم کی
تو ام جہان مین دل انسان ہے اور غم	لاکھون جو نعمتین ہو تین پیدا شکم کو سا
رہتا ہے روز و شب کیطرح باہم تصا	شادی کے ساتھ غم ہے تو شادی ہی غ
سینا ہے کو ہم نہیں محتاج مہر و شم	مانند آبلہ ہے ہمارے قدم کے سا
آیا ہے وہ کریم مرے گھر سوار رخش	باد موافق آئی سحاب کرم کے س

ناسخ نہ چھوڑیے کبھی راحت مین رنج کو
دوزخ بھی ہمکو چاہیے باغ ارم کے ساتھ

آجتک شوق اسیری ہی مجھے آزاد کے ساتھ	طائر روح پس از مرگ ہو صیاد کی

کیسی شب وصل آئی نظر نا محرم سے
جب ہوا ہو وقت ہو و مین محبوب سے

ناسخ غم فرقت مین ہے یہ حال ہمارا
جب کھینچتے ہین آہ تو آتا ہی جگر ساتھ

طرب فزا ہو صد و بست سال سالگرہ
دکھلائے ہر برس اپنا جمال سالگرہ

شہ زمانہ ابو الفتح کو مبارک ہو
ترے کرم سے ہے یا ذو الجلال سالگرہ

بشان کاہکشان ہو دراز رشتۂ عمر
کہ ہے نجوم فلک کی مثال سالگرہ

جلو مین سالگرہ کے جو آئے فصل بہار
کریگی باغِ جہان کو نہال سالگرہ

فقط ہوئے ہین بشر کیا خوشی ہی کہ بہ
ابھی ہو بدر جو دیکھے ہلال سالگرہ

جہان کو صدقۂ نوشیروانِ عادل سے
کریگی صاحبِ مال و منال سالگرہ

توہی ہمیشہ تن و جان بادشاہ رہے
طرب فزا ہو صد و بست سال سالگرہ

ولہ

صاف ہو دیوانۂ گیسوی خمدار آئینہ
کیون نہو زنجیر جوہر مین گرفتار آئینہ

دیکھتا ہے ٹکٹکی باندہ رخِ یار آئینہ
رشک دیتا ہے مجھے مانند اغیار آئینہ

شانہ دس رومی مخطط سے کوئی تشبیہ دے
اسلیے طوطی سے رکھتا ہے سروکار آئینہ

حسن سے آگاہ ہو کر قتل عالم کو کیا
دستِ قاتل مین ہوا شمشیر خونخوار آئینہ

ہے شبِ گیسو مین روشن آئینہ رخسار کا
ہر شبِ تاریک مین ہو ورنہ بیکار آئینہ

اُس امیرِ باکرم کی مدح خوانی کیلیے
کیا عجب گر قرض لے طوطی سے منقار آئینہ

ولہ

بتا اے دل ناداں مجھے
سمندر بتا اے دل ناداں مجھے
ظلمات کا گل مین بتا اے دل ناداں مجھے
چشم پر کیا ہو بتا اے دل ناداں مجھے
ہون نہ ہو جلد بتا اے دل ناداں مجھے
کیا یہ کہ بتا اے دل ناداں مجھے
عشق کی غیرت ہو بتا اے دل ناداں مجھے
بات جو بتا اے دل ناداں مجھے
نسبت اغیار مین بتا وصل یار
قول ناسخ تیغ شغل عشق مین
مستند بتا اے دل ناداں مجھے

ولہ

آئینہ سے بتا دو چار اے آئینہ رو آئینہ
مین ہون حیرت سی صفائی جسم سے تو آئینہ
ہے سراپا صاف تو اے آئینہ رو آئینہ

[illegible]

دو بالا کرتا ہی بیدار دونی والا میری ساتھ
اپنی صورت کا کسی دھیان اوسکی صورت کی سوا
ہو گئے عریان حضور اوسکے غضب تم نی کیا
ہین جو روشن طبع حب مال و زر رکھتے نہین
دشمنو کو رنگ فق اپنا نظر آتا ہی صاف
آئینہ وہ دیکھتا ہے خواب سے اوٹھکر مدام
دیکھ سکتا ہے کوئی کب عب ہیبت سی تجھے
ہر بلا سے کیون نہ تو امین ہے وقت نبرد
وار ہرگز تیغ و ابرو کا نہین کرتا اثر
پیکر حیرت فزا مین بال سی جوہر کمر
میری قلب باصفا سے جو مشابہ ہو بہت
صبحکو گلگشت کو وہ شاہد خودبین گیا
سنگدل ہی صاف دل پیدا جو ہو کب ہو محال
ہمین جمشید و سلیمان و سکندر کی ہی شان
کیا منجم کو ہوا دہوکا کسوف شمس کا

کنج تنہائی مین کیا میرا ہے غمخوار آئینہ
مول اگر لیتا نہین کوئی خریدار آئینہ
غش ہو گر پڑتا اگر پاتا نہ دیوار آئینہ
گھر مین کچھ رکھتا نہین اسباب نہار آئینہ
روز رہتا ہے ترے قبضے مین تلوار آئینہ
سچ تو ہے رکھتا ہے کیا ہی بخت بیدار آئینہ
ہی بجا رکھین اگر پاس اہل دربار آئینہ
صورت سد سکندر ہے ترا چار آئینہ
آئینہ تیرا نہین گویا کہ ہے چار آئینہ
ہی سراپا اوس پری کا صاف مودار آئینہ
منہ بنا کر دیکھتا ہے وہ ستمگار آئینہ
صاف شبنم سے بنا ہر برگ گلزار آئینہ
اہل صنعت سنگ کرتے ہین تیار آئینہ
جام آنکھین ہین نگین ہین ہونٹھ رخسار آئینہ
ہو گیا جسدم حجاب چہرۂ یار آئینہ

آج اے ناسخ ہون مین اسکندر ملک سخن
ہین صفائی لفظ و معنی سے سب اشعار آئینہ

[illegible]

ہوگیا ہے عکس تیرا کیا مسخر اے پری — سیکھ آیا ہے کسی ساحر سے جادو آئینہ

چاہتا ہون مین بھی تجکو آدمی بنا کر دکھا دون — ہوگیا ہے جسطرح اے جانِ بد خو آئینہ

دل ہی اپنا ہوگیا آگے تیری آب آب — جب ہوا تیرے مقابل بنگیا جو آئینہ

سیل سُرمہ بنگیا گھل گھل کی تیری ہجر مین — پیش از زین تھی اے پری پیکرنہ زانو آئینہ

جسطرف مین دیکھتا ہون آپ آتا ہون نظر — شہر ہستی مین لگا رکھا ہے ہرسو آئینہ

صورتِ حالِ دو عالم منعکس ہر دلمین صاف — منھ تو دیکھو یون بناے گا ارسطو آئینہ

ہند مین پہونچا حلب سے طالبِ دیدار دوست — آدمی سے کم نہین کرتا تکاپو آئینہ

چاہتا ہے ملگئے جسم صفا دن ہو جائے ایک — کیا کرے پاتا نہین اے جان قابو آئینہ

یاد گیسو مین جو دے دے ار تا ہے آپکو — ہوگیا مو دار سب مانند گیسو آئینہ

حسنِ محبوبِ الٰہی کا اثر ہے آجتک — عکس رُو ہی مہر سے بنتا ہے ہر روئینہ

حیرتی تیری کسی کی بات کا کیا دے جواب — ہوگیا مانند طوطی کب سخن گو آئینہ

تیری زلفونکا تصور کونسے دل مین نہین — اب نظر آتا نہین دنیا مین بے بو آئینہ

اے پری رو تیری پلکونکا اگر پڑ جائے عکس — کیا برنگِ اطلس دریا ہوا تو آئینہ

عکس اب کسکی جگہ پائے کہ تیری نور سے — ہے برنگِ ساغرِ لبریز مملو آئینہ

یار اگر خود بین ہے اے ناسخ مبارک ہو تجھے
جلد بنجا جوشِ حیرانی سے اب تو آئینہ

ہوگیا ہجر مین جہان سیاہ — ہے زمین اور آسمان سیاہ

عکس رخ سے ہوئی تیرے بھری آئینہ
ہو گیا کیا صفِ مژگان کے مقابل تنہا
کیا ہی اے حور تجھے دیکھ کے حیران ہوئی
کر دیا جوہرِ ذاتی کو اسی نقص عیب کی
باغ میں غش جو ہوئی دیکھ کر چال اوس گل کی
اپنی صورت سے بھی نفرت ہے مجھے غیر تو کیا
اوس پری چہرہ نے دیکھا ہے مگر منھ اپنا
آئینہ دیدۂ گریان بنے جوہر پتلی
عکس جوہر کو بناتا ہے خطِ عارض یار
کرتے ہین اہلِ صفا اپنے مربی کا نام
اپنی صورت کو نہ دیکھو کہ نہو جای جنون
وہ جو خود بین ہے یہ ہر شکل تو پہچانا اوس تک
ہے حسینوں کو ہمارا ہی دلِ صاف پسند
سیکڑون سامنے آ جائین یون جا کے کو رن
تیری لطافت سے ہو جاتی ہے کیا خاطر جمع

اے سکندر ان کو ہین اب صبری آ...
کچھ زیادہ ہے سکندر سے جری ...
تیغ ہی شہپرِ داز پری آئینہ ...
عیب پوشی کے ہنر سے ہے بری آ...
مہر ہے نہر نسیم سحری آئینہ ...
تیرے آگے نہ کرے جلوہ گری آ...
آج آتا ہے نظر مجکو پری آ...
دیکھ لے جو مری آنکھو نکلی تری آ...
کیا ہی کرتا ہے وہ بیدادگری آ...
دی سکندر کو نہ کیون نام وری آ...
ہو نہ جائے سببِ جامہ دری آ...
کر سکیگا نہ مگر نامہ بری آئینہ ...
ہند سے اب ہو طلب کا سفری آ...
کیا ہی رکھتا ہے دلا بے خبری آ...
چھوڑ دیتا ہے پریشان نظری آ...

بائی تر زدگی محبوب سے عزت ناسخ
دور کر وائیے جو زنگِ جگری آئینہ

گلونکی پردہ دری کیا تمہین ہوئی منظور ۔۔ جو آج سیر گلستان کو بے نقاب چلے
خرام ناز تو اوس کوچہ گرد کا دیکھو ۔۔ نہ اس روش کبھی نہر چمن مین آب چلے
ملے جو وادی غربت مین مجسرہ ناگاہ ۔۔ نہ ٹھہرے پاس مگر کوئی دم شتاب چلے
چلا مین صورت بدمست ٹھوکرین کھاتا ۔۔ وہ یون چلے کہ کوئی ساغر شراب چلے
برنگ سایہ روانہ ہوا مین جانب شرق ۔۔ جو سوی غرب وہ مانند آفتاب چلے

ولہ

تابکے ہجر مین نامونکی یہ تحریر رہے ۔۔ پھر وہ دن ہون کہ بہم رات تو تقریر رہے
ہاتھ مین گر نہ سر زلف گرہ گیر رہے ۔۔ پاؤن مین تو تری دروازیکی زنجیر رہے
ایجنون ہی یہ ہوس پاؤن مین زنجیر رہے ۔۔ ہاتھ مین سلسلۂ زلف گرہگیر رہے
نامۂ یار کے مضمون ہین از بر مجکو ۔۔ جسطرح یاد کوئی نسخۂ اکسیر رہے
کوئی قاتل کو نکل جاؤنگا مدفن سے کہین ۔۔ بعد مردن بھی حری پاؤن مین زنجیر رہے
نوجوان چھوڑ گیا عالم پیری مین مجھے ۔۔ کیون نہ مشہور زمانے مین وہ بے پیر رہے
ضعف سے دامن صحرا کیطرح چھپ لینگا ۔۔ ہمتو وحشت مین گریبان سے بہت چیر رہے
بے شراب آہین کیا کرتی ہین ہم آسمانی ۔۔ نعرہ زن جیسے کوئی کودک بےشیر رہے
غیز بیٹھا ہے دلا یار کے گھر ہی پر آج ۔۔ عرش سے اب نہ ادھر نالۂ شبگیر رہے
فصل گل مین گل داغ جنون تک بھی کھلے ۔۔ لب غنچہ سے ہم اس باغ مین دلگیر رہے

ولہ

۱۳۲

نقش شیرین کو ہوس ہے آپکے پابوس کی
پس اوسی پتھر کو اپنا آستانہ کیجیے

لکھے تیرے خالِ مشکین کے مضامین الغرض
ساری حرفون کے نقطے کو مشکدانہ کیجیے

پرتو عارض سے ہے ہر تار موتارِ شعاع
پنجۂ خورشید سے زلفون مین شانہ کیجیے

ہم بیانِ مرگ ہین یار وہماری قبر پر
دامنِ دشتِ جنون کا شامیانہ کیجیے

آب گل مین اوڑ گیا ہے توسن عمر رواں
توڑ کر تارِ نفس کو تازیانہ کیجیے

قصد کہتا ہے یا اوس صیاد کا تیر نگاہ
جسم کیا ہے مرغ جان کو بھی نشانہ کیجیے

کوئی جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
کوئی ہی جوشِ جنون پیدا ٹھکانا کیجیے

سر بدلے شوق سے سر لیجیے عشاق کا
گنجفے کے طور سے برہم زمانہ کیجیے

رات دن غربت مین ناسخ بس یہی رہتی ہے فکر
کوئی خط لکھیئے کوئی قاصد روانہ کیجیے

جیب مین چاک دریار نظر آتا ہے
سینے مین روزنِ دیوار نظر آتا ہے

دشتِ غربت مین نگہ اپنی جدھر جاتی ہے
وہی کوچہ وہی بازار نظر آتا ہے

مے پرست ایسے ہین سوتے ہین اگر مسجد مین
خواب مین خانۂ خمار نظر آتا ہے

یہ بھی اوس ماہ کے کیا میرنظر عاشق ہین
جو ستارہ ہے سو بیدار نظر آتا ہے

چاند سا چہرۂ تابان ہے مگر اسپر بھی
زلف مین رنگ شبِ تار نظر آتا ہے

کاوشِ خلق سے چھوٹا جو ہوا سودائی
داغ سودا گل بیجار نظر آتا ہے

شعلۂ داغ سر شوریدہ کا بجھتا ہی نہین
شش طرۂ سر دستار نظر آتا ہے

توُنے پائی زلفِ مشکین تمع ز پا یا دھوان
تجکو ہی مقراض کی حاجت اوسی گلگیر کی

پیشتر آنے سے باہر جاؤن بار شوق کے
روز وعدہ اسلئے آنے مین کچھ تاخیر کی

اس قدر جوشِ جنون نے مجکو لاغر کر دیا
ہنگڑی کے بدلے کافی ہو کڑی زنجیر کی

کر دیا غم نے لہو پی پی کے اس سینہ سپید
سادی کاغذ مین شباہت ہو مری تصویر کی

خواب اس غفلت کدہ مین اب جو آتی ہین نظر
فکر کرنی ہے لحد مین ایک دن تعبیر کی

آج باری جا پڑی تیری نگہ پائی مراد
آرزو مدت سے تجھی قوس قزح کو تیر کی

لگ چلے گلشن مین گر اوس سرو سیم اندام سے
ہو چمک موج ہوا مین نقرئی زنجیر کی

خاکِ راہِ یار جیتے جی ملے ممکن نہین
خاک مین مجکو ملا دیگی ہوس اکسیر کی

تیرے ابروئے خمیدہ سے کہان او جوان
جھک گئی ہے کہنہ ہونے سے کمر شمشیر کی

گر چھڑانا ہو تجھے پھاہا ہمارے داغ کا
پہلے کر لے فکر اے جراح آتش گیر کی

سوزِ غم سے اسقدر جاتا ہو مین ننگا ہم قتل
پڑ گئے چھالے جلی خونسے زبان شمشیر کی

طاق ابروئے صنم جسدم نظر آیا مجھے
ایک مسجد بس ہین راہِ خدا تعمیر کی

اوس کمان ابرو کی او ٹھ جاتی ہی ہیر نگاہ کو
شعلہ پیکان شمع نظر و نہین مجی تھی تیر کی

دانت تیرے دیکھتے ہی ہو گیا ناسخ شہید
ہاے کیا ان موتیون مین آب ہے شمشیر کی

آسمان حسن وہ مہ پارہ ہی
ماہ کو جس نے دو پارہ کر دیا

خال ثابت مردمک سیارہ ہی
دل کے ہر پارہ مین وہ مہ پارہ ہی

۱۳۶

وہ نہان شکوہ یہ روشن گیسوی شبرنگ مین
کس قدر شبہای فرقت مین ہوا ہی انقلاب

تنگ ویرانہ ملا ہے اسقدر غربت مین ہم
ہون دیوانہ دل کہتا ہون ویرانی کی بات

بیخودی ایسی شب فرقت مین رہتی ہی مجھی
راتدن ہی اسکی قسمت مین جدائی یار کی

فرقت ساقی مین ایسا ہو گیا ہون ناتوان
چھوڑ کر اپنی تعلی کر تو اضع اختیار

غیر کو جیتا نچھوڑون تو ہی ہین بیقرار
کیون نظر مین ہون لٹ تیری بازوونکی مچھلیان

وہ بلا بالا ہی تیری کان کا اہی بحر حسن
اشک حسرت داغ فرقت نالہ گرم آہ شرر

مثل خورشید شفق محبوب تیرے عشق مین
وصل پر ای طائر دل جان کیا دیتا ہی تو

کی محرم مین سیہ پوشی جو تو ذی الصنم
ابروی خمدار ہین تیرے اگر تیغ قضا

چشم تر سے لخت دل نکلے تو بولا کیا

روی جانان ہی سوا خورشید عالمتاب
بخت کو ہی انس آنکھ کو ہی نفرت خو
ہی یقین ہو جاؤ روشن کرکے شب تا
حلقۂ زنجیر بہتر حلقۂ احباب
مین نہ بیداری سے واقف ہون نہ مح
مرغ دل کو کسطرح تشبیہ دون
قطرۂ مے میرے حق مین کم نہین سیل
رتبہ مسجد کے منار کا ہی کم محراب
جسطرح کشتہ ہوا کہ کشتہ سیماب
دیدۂ گریان ہمارا ہی کم نہین
مچھلیان بھی ہو سکین ہر نہ اس
لیچلے اسباب ہم یہ عالم اسباب
روز منہ دھو تے ہین اوٹھکر
ہے جدائی مین جو لذت پوچھ لے
تیرے ابرو ہین مشابہ کعبۂ محراب
چین ابرو کم نہین تیغ قضا کی
مچھلیان رنگین نکلی جاتی ہین

ولہ

ہے سنہرا رنگ اسمین ملگیا سونیکا رنگ
بھر رہا ہے تیل جو بالونمین دیو ڈالو ہمین
جان بلب سنکر مجھے آیا سیہ خانے مین یا
بعد مدت وصل شہد موم مین ہوتا ہے پھر
اوس سہی قد کو ہوا اسیر لطرح سودا او سے
اوس پری کا تیل ملوانا بدن پر ہے بجا
جوشش سودا ہے تیرے عشق مین او شہسوار
آدمی ہون ایخبو پوشاک سے واقف نہین
پر ہو جام زندگی بر یار بزم عیش مین
کشت سبز چرخ ہے جز دانہ خال صنم
مین تو عریان دخت وحشت کو گریبانکی طلب
سیم و زر کی کسکو ہے تجھسے طمع اے آسمان
کون ہے سیر سوا پابند جو گھر کا نہین
ہون دہ سکین جب بتا تیلا تو مین عرض کی
اسقدر ہیبت سمائی ابروے خمدار کی
ہے زبان تیری سی آلودہ تو تشبیہ کو
خوشہ پروین جو سمجھے موتیونکے ہین تو کیا

تیری بازو پر صنم ہیرے کا جوشن چاہیے
اے صنم بہر چراغ زیست روغن چاہیے
اور کوئی دم چراغ زیست دشمن چاہیے
اوسکے ہونٹھونکے لیئے اب موم روغن چاہیے
گردن قمری مین بھی اب طوق آہن چاہیے
ہے چراغ خانۂ حسن اوسکو روغن چاہیے
جائی طوق اپنے گلے مین نعل توسن چاہیے
ورنہ اب کوہ بیابان تک بھی دامن چاہیے
جائے اب مجکو ساقی آب آہن چاہیے
خوشۂ پروین ہے مجکو منہ کا خرمن چاہیے
ہے زبان خار صحرا پر کہ دامن چاہیے
ہم ہین سودائی ہمین تھوڑا سا آہن چاہیے
جسم تو کیا روح کو بھی خانۂ تن چاہیے
کاسۂ سر جام کا شیشہ کی گردن چاہیے
جوہر دنکے تیغ و خنجر کو بھی جوشن چاہیے
منہ مین غنچے کے بھی کوئی برگ سوسن چاہیے
اوس پری کو دانۂ گوہر کی خرمن چاہیے

ولہ

ولہ

[illegible]

الفت ہو جب سے مجکو ہلال و بلال [illegible]
ہو گی پری بھی کوئی نہ اس بول چال [illegible]
مانند چشمِ شیر ہین آنکھین غزال [illegible]

ابرو کی مجکو چاہ رہی ہے نہ خال کی
افسون ہو بولنے مین تو چلنے مین سحر ہی
ڈرتا ہون خوش نگاہون سے ایسا کہ دشت مین

مجکو لباس فقر سے ہے عار اسلیے
ناسخ نہ تانبے کہین صورت سوال کی

چھوڑ کر ہمکو جو اپنے گھر گئے وہ اندرسے
بعد مردن دوست جب ہمکو لحد مین دھر چلے
سمجھے سب آئی قیامت سیر کرتی ہو بہا
دور کی تسبیح مین نے جب ملا جامِ شراب
ساغرِ امید خالی رہگیا تو رہ گیا
وحشت سے کی نظر قاتل نے جو غصے کے بعد
ہمصفیرو دیکھنا قسمت چلی اولٹی ہوا
بام گردون سے چلا تحت الثری کو آفتاب
لگ گئی بیماریِ فرقت مین یہ بستر سے منھ
رہگیا کیا دیکھا حسرت سے اے صیاد مین
کب کسی کے قتل کو نکلی تری تیرِ نگاہ
جذبۂ شوقِ شہادت سے مری گھر گیا

یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپسے باہر [illegible]
پیچھے پیچھے ہم بھی سوئے کوچۂ دلبر [illegible]
کوئی جانان مین یہ مجھ دیوانی پہ پتھر [illegible]
آفتاب اے سیکشو آیا تو بس اختر [illegible]
ساقیا ہم اپنا جامِ زندگانی بھر [illegible]
زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب [illegible]
اوڑ کے گلشن کو جو بعد از ذبح اپنے پر [illegible]
ادھ کھلے تہ خانہ سے جب اپنے کو بھی [illegible]
اوٹھ جاؤن بالفرض مین ساتھ ہی بستر [illegible]
اوڑ کے گلشن کو وہ کنکری سے ہو جب [illegible]
ایک جنبش دی اگر پلکون کو سو خنجر چلے
خود بخود شمشیرِ قاتل صورتِ اثر در چلے

ولہ

[illegible]

کس طرح ناتوان سے ہو تحمل جرس دل خالی — دنبی لیلیٰ کا نظر آئے جو محمل خالی

جلوہ گر خلوتِ دل مین ہی مرا یا رمدام — کبھی ہوتا نہین لیلیٰ سے یہ محمل خالی

راہ رو زور ذرا و ترتے ہی چلے جاتے ہین — کبھی مجکو نظر آتی نہ یہ منزل خالی

دل نالان ہی تری زلف مین آزردہ نہو — کبھی ہوتی نہین نالون سے سلاسل خالی

جسم مین زور کہان زمزمہ پردازی کا — آشیان کر گئے لاکھون ہی عنادل خالی

شب جام مین پرتو جو پڑی ساقی کا — ہو مرے نور سے جامِ مہ کامل خالی

بھر گئے کپڑے لہو سے تو نہو چین بجبین — نور بینش سے نہین دیدۂ بسمل خالی

ولہ

نہوئے دیدۂ تر اشکون سے اک پل خالی — کبھی ہوتے نہین پانی سے یہ بادل خالی

تھوڑی ہو خاکِ درِ یار بھی تا دور ہو درد — نہ لگا لے مرے سر پر کوئی صندل خالی

سر کو اس قدِ موزون سے بھلا کیا نسبت — کہ معانی سے یہ ہے مصرعِ مہمل خالی

ہو گیا ساغرِ عمر آہ لبالب ساقی — نہ مجھے کرنے دیا ساغرِ اوّل خالی

ایک ہی دیکھتے ہین جنکی بصارت ہی درست — نورِ توحید سے ہین دیدۂ احول خالی

اس خرابی مین نہین ہی کوئی دن آباد — اے معمورہ جو ہین ہون گے وہ گھر کل خالی

چشم دکھا کل کے تصور مین جو گذرا ناسخ
گر گئے آہوے شکاری ہین جنگل خالی

خون ہو گیا جو غم سے دل اپنا تو سمجھے ہم | شیشے مین آج بادۂ یاقوت رنگ ہے

ولہ

ہے بے صفا جو کوئی گرفتار رنگ ہے
سر پھوڑنے چلا ہون مین کعبے کو زاہدا
اوس سرو خوش خرام سے نسبت بھلا ہے کیا
اے برہمن جو سجدہ کرون مین تو عیب کیا

خورشید آئینہ ہے شفق مثل زنگ ہے
جوش جنون مین کیا ہی تمنائے سنگ ہے
گلشن مین چلکے دیکھ تو شمشاد لنگ ہے
اوس بت کے آستانہ مین کعبے کا سنگ ہے

حاضر ہے قتل ہونے کو ناسخ بھی مثل درد
گر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہے

دیکھنا تاثیر میرے نالۂ جانکاہ کی
ہاتھ مین عشق فرقن مین اشک آنکھون سے روان
صدمہ گندری نیستی طالع تو کیا سمجھا ہون مین
از دل وا آخر ہے یکسان بیچ کا کیا اعتبار
پاس کعبے کے ہو نجکر بھولجاتا ہون مین راہ
جائے غیرت ہے بچا کر پاؤن کھاوا اغیار ان
حسن اے بابا فنا دیکھو کہ بس جلنے لگی ہے
چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نے
اے مصور ہو قلم کے بدلے ہون خط شعاع

سنگے اوس بے رحم نے بے اختیار ...
دیکھنا پھوٹی ہے سوت اگر کہان سیاہ ...
آسمان گنج تا بدن یہ مری تنخواہ ...
ہے حقیقت ایک نزد ہین گدا و شاہ ...
جب کشش کرتی الفت اوس بت گمراہ ...
تو نے سر سبزی کبھی دیکھی ہے برگ کاہ ...
برگ گل سے بھی ہے رنگت سرخ برگ کاہ ...
گرد اوڑی جب اے ماہ تیری تجلی گاہ ...
صفحۂ خورشید پر تصویر کھینچ اوس ...

حق جمیل اور دوست رکھتا ہے جمال	خوب رویون سے محبت خوب ہے
ہے گواہ اللہ اور اوس کا رسول	قاصدِ محبوب بھی محبوب ہے
ہجر مین اک طفل کے رونا پڑا	ماجرائے گریۂ یعقوب ہے

کھینچ چلا آخر کو جذبِ حسن سے
سچ ہے اے ناسخ تو اب مجذوب ہے

موت کی بھی راہ مین کیا پھیر ہے	شکل قاصد آنے مین جو دیر ہے
دیر قاصد کو لگی جو راہ مین	تیری قسمت کا دلا یہ پھیر ہے
جب سے پنہان ہے وہ رشکِ مہر و ماہ	رات دن زیرِ فلک اندھیر ہے
اسقدر کھایا تری فرقت مین غم	دل ہمارا زندگی سے سیر ہے
دشتِ غربت مین ہوا ایسا حقیر	ہے جو روباہ میرے حق مین شیر ہے
ہے بجائے حرز جو مکتوبِ یار	آج بارے دیو فرقت زیر ہے

ولہ

شکل جنت دور میرا باغ ہے	رشکِ دوزخ سینہ پر داغ ہے
ہجر مین کیا مے پیون مین ساقیا	جامِ مے شیشے کا استفراغ ہے
ہے یہ داغ اوس آستانے تری دور	کب یہ سجدے کا جبین پر داغ ہے
کیا پریشان غل سے کرتا ہو دماغ	کچھ خبر قاصد کی بھی ای زاغ ہے

قاصدا پُرزے اوڑھالے جیب کے ۔۔۔ یہ جوابِ نامۂ احباب ہے

ولہ

یان ہنسی لب ہے دلمین درد ہے ۔۔۔ راز رکھتا ہے نہان جو مرد ہے
فصلِ گل ہے کیون نہو ہم پر بہار ۔۔۔ سُرخ آنسو ہین تو چہرہ زرد ہے
بے ہوا سرگشتہ ہے میرا غبار ۔۔۔ سامنے اوسکے بگولا گرد ہے
اس قدر نامونکے لکھتے ہین ہون فرد ۔۔۔ ہاتھ مین ہردم قلم ہے فرد ہے
قاصد محبوب کی آمد نہین ۔۔۔ اسلیئے ہر شعر مین آورد ہے
بوے گل لائی نہین ہردم نسیم ۔۔۔ اوسکی بازی گاہ کی یہ گرد ہے

نامۂ محبوب جو لائے صبا
مجکو تاریخِ گنج بادآورد ہو

جسنے آنکھ آپ سے لڑائی ہے ۔۔۔ اوس سے اک خلق سے لڑائی ہے
کھوئے جب آپ کو ملے محبوب ۔۔۔ گم ہوئے تب یہ بات پائی ہے
دیکھنا اے سحاب دیدۂ تر ۔۔۔ کیا بگولون نے خاک اوڑائی ہے
لیچلی ہے وطن سے وحشت دور ۔۔۔ یاری نزدیک موت آئی ہے
آج بھولا سخن جو راہ دہن ۔۔۔ دل کو کیا بات یاد آئی ہے
وصل ہوگا شراب پی لونگا ۔۔۔ ہجر ہی مین یہ پارسائی ہے

ولہ

۱۴۲

بام ہے اوس ماہرو کا کیا ہی دور	اوس سے تو چرخ کہن نزدیک ہے

کرو نہو ناسخ برائے فاتحہ
روضۂ شاہِ زمن نزدیک ہے

کس کو فرقت مین خواہشِ دل ہے	پانی پینے مین یان تامل ہے
تیرے عاشق ہوئے ہین سب معشوق	تھا جو گل آگے اب وہ بلبل ہے
نہین تلوار آپ کی خمدار	قلزم عشق کا یہی پل ہے
ہو نہ موقوف قلقل مینا	ورنہ ساقی ابھی مرا قل ہے
دلِ نالان ہوا مرا جو اسیر	مثل زنجیر راہ مین غل ہے
گل گلزار مین ثبات کہان	پائدار اوسکی کفش کا گل ہے
شب فرقت مین شمع کا کیا ذکر	زندگی کا چراغ بھی گل ہے
کیون نہو مثلِ شانہ دست دراز	یاد افسون مار کاکل ہے
جانتا ہے وہ خوب میرا حال	نہین جاہل اوسے تجاہل ہے
جل گیا تیرے رشک سے گلزار	ہے وہ گل میرے ہاتھ کا گل ہے
لب پہ کیون بہک گیا ایسا	محتسب کس کو نشۂ مل ہے
خود ہے فصلِ بہار ہوش ربا	بندہ بدمست ساغر گل ہے

بندۂ قرشتے ہون مین ناسخ
سجدہ گہ نقش پائے دلدل ہے

دیکھتے ہی بادۂ گلگون یہ نکہت اوڑ گئی
جانِ نجنز کی ہمین صورت نظر آتی نہیں
پڑتی ہے روشن دلون کو تیرہ خانو نسی غرض
ساقیا کیا ہے تری شیشے کی آگے دور بین
جسم کو چھوڑا نہین مین نی وطن آیا قریب
لگیا مجوب ہے جو آپ سے باہر ہوا
مُوذی اپنے مال سے بھی منتفع ہوتے نہیں
پھوڑا لاہے سر اپنا تیشے تیری عشق مین
گردنِ مینا ساقی کی ہے کیسی صفائی میکشو
جستجوی مے مین ہم صحرا الصحرا ہین خراب
پڑ گیا ہے عکس جو ساقی کے حُسن سبز کا
آرزو ہے ساغرِ مے ہے بس ای ساقی مجھے
سینہ کو بی مینے دور مین کی جو بولا انیم
جای خون ہے جسمِ ساقی مین شرابِ لعل گون
ہوگئی ہے آگ فرقت مین شراب آتشین
فصلِ گل مین اسقدر ہے میکشون کا دور دور
دستِ رنگین اور تیری سا ہمد سمین نہین

گل نے پیدا کی ہے رنگت ساغرِ بلور
لیجلی فردوس کو فرقت مجھے اک ج
جسطرح ہے شمع کو حاجت شبِ دیجور
سوجھتی ہے نشۂ مے مین نہایت دور
رُوح نے اپنے بدلنی گردِ غربت دو
ایسی از خود رفتگی کیا ہے غزمین دُو
مُوم سے کیا روشنی ہے خانۂ زنبور
برہمن کے ماتھے پر سُرخی نہین سیندُ
کیون نہ خم ہو جائی گردن شیشۂ بلور
کیون نہو شکل آبلون مین دانۂ انگ
قطرۂ مے مین ہے رنگت دانۂ انگ
کب طلب ہے جامِ جم کاسۂ فغفور
کیا خوش آیندہ یہ آوازِ دُہل ہے د
آنکھ ساغر کی ہے گردن شیشۂ بلور
ساقیا ہر خم مین سوزش ہے علیان
سُبحہ زاہد نے بنائی دانۂ انگور
شعلے ہین یا قوت کی شمعین ہین گلہ

کیون شبِ روزِ زمستان مین بہت آتی ہے یاد	ہو دراز اوس کہرس کی زلف کوتاہ ہے
ماہِ کنعان ہے وہ طفل اور کور مین یعقوب سا	سُرمۂ بندش مجھے وہ گرد بازی گاہ ہے
شاہ کہتے ہین جسے جس کو گدا پاتے ہین مراد	نام کو دنیا مین یون تو جو گدا ہے شاہ ہے
ہو گیا شمل شبِ دیجور جبت اپنا سیاہ	سال بھر گذرا کہ نظرون سے نہان وہ ماہ ہے
وہ صنم کرتا ہے مضمون حیلہ سازی کو رقم	ہاتھ مین جاے قلم گویا دُم روباہ ہے
ناصحا چاک جگر سلوانے کی فرصت کہان	رشتہ اپنی زندگانی کا بہت کوتاہ ہے

کیا تنزل مین ترقی ہو گئی ناسخ مجھے
گر نہین دربار تو اللہ کی درگاہ ہے

غم نہین گر رُو سیاہی ہو خدا کے سامنے	سُرخرو ہون اوس بُت ناآشنا کے سامنے
ہون تصور مین کسکے بادیا کے سامنے	ہے چراغ زندگی میرا ہوا کے سامنے
داغ ہے طاؤس اوس گلگون قبا کے سامنے	سانپ ہے رسّی سے کم زلفِ دوتا کے سامنے
سجدے کرتا ہون بُت ناآشنا کے سامنے	بندی ہین کیا چیز ہین کہدون خدا کے سامنے
مین نہ فریادی ہو نکا ہون خدا کے سامنے	آشنا کا کیا گلا ناآشنا کے سامنے
جسم چھوٹا رُوح سے دلسے نچھوٹا وہ صنم	بُت بغل مین لیچلے ہین ہم خدا کے سامنے
زلف ہو یا خال ہو یا چشم ہو یا ہو مژہ	ہاے ہو جاتا ہون ہر کالی بلا کے سامنے
بوسے کا سائل ہون کیون مجکو نہ کہتے دُور دُور	قدر کیا محتاج کی حاجت روا کے سامنے
مجسے پہلے دیجو رقیبو نکو اگر پیغام موت	کیا بُرا یہ کام ہے پیکِ قضا کے سامنے

اُلفتِ ابروے جانان مین ہوا سودا مجھے
ابروے و رخسارِ جانان دیکھکر حیران ہون
ہے برابر رات دن جسجا ہو خطِ استوا
ہے نگہبانون کو کافی بس گداؤن کی صدا
بھیج ناسخ لکھ کے یہ اشعار سوے لکھنو
خود فروشی کے لیے آب جو بازار چلے
کرکے چشمک جو خیابان سے تو اے یار چلے
ہم ہون قتل جو تم ناز سے اے یار چلے
نامہ آیا بھی تو بالفرض پڑھیگا اب کون
قلزمِ اشک جو ہے گرد یہان فرقت مین
جب ہی یوسف ثانی کی سواری نکلی
میری تصویر اگر پیرِ مغان چپکا دے
تیر بھر ہے ابھی میخانہ گر تشنہ مے
ہوگیا کوکبِ اقبال مرا مثلِ زغال
نہین خلیا مری کہنے پہ مرا سرو روان
تنگیِ عالمِ امکان کی یہ قاطع ہے دلیل
ہر قدم پر ہے مجھے یون رہِ دین مین لغزش

میری سر کے واسطے کعبے کا پتھر چاہیے
ماہ نیچے چاہیے خورشید اوپر چاہیے
مانگ سے قدمون تلک سب موے معنبر چاہیے
اور اب دربان کیا تنہا ہو نگر در پر چاہیے
طائرِ معنی کو اب کاغذ کا شہپر چاہیے
نقدِ جان لیکے ہزارون ہی خریدار چلے
ساتھ ہی تھامے عصا نرگسِ بیمار چلے
ہو قیامت اگر اس چال سے تلوار چلے
ہاے اے منتظری دیدۂ بیدار چلے
اپنے ویرانے سے جس سمت چلے یار چلے
ساتھ سودازدہ سب مردمِ بازار چلے
ساتھ پھر مست کے میخانے کو دیوار چلے
اپنے منھ کھولے ہوئے صورتِ منقار چلے
کیون نہ سلگانے کو اب آہِ شرربار چلے
ایک وہ تھے جو کیا حکم تو اشجار چلے
آئے دو چار جو اسمین ہین دو چار چلے
لڑکھڑاتا ہوا جیسے کوئی میخوار چلے

ہم نہ بادہ خوار ہین کوئی گدا نہین
کیون ساقی اپنے ہاتھ مین خالی ایاغ ہے

ہین برگ لالہ شعلے جو اوٹھتے ہین متصل
داغِ سیاہ ہجر ہین لالے کا داغ ہے

ایسے کیسے بخت نہ واژون ہون ساقیا
خالی حباب مو کیطرح یہان ایاغ ہے

عطر اوسکے واسطے گل جنت کا چاہیے
عطار سے کہو کہ وہ عالی دماغ ہے

ہے مرغ نامہ بر کا اسے شاید انتظار
ناسخ جو آج گوش برآواز زاغ ہے

وہ مجنون ہون کہ ہر عالم مین لیلی میری شیدا ہے
دلِ نالان جرس ہو سینہ بے کینہ محمل ہے

نہوگا ذکر اپنا دفترِ دیوانِ محشر مین
ہمارا نامۂ اعمالِ باطل فردِ باطل ہے

دمِ فکرِ سخن کیونکر نہو جادو رقم خامہ
دوات اپنی قلمدان مین کہ چاہ بابل ہے

کھنچا جاتا ہے ہر طرف سے تیر یجانب کو
بجائے مرکزِ عالم ترے رخسار کا تل ہے

مری مجنون سے آغوش بھی کوئی نہین خالی
وہ بحرِ حسن ایسا ہے کہ عالم اوسکا ساحل ہے

ازل سے جانتے ہین ہم نہین عمر وفا گستر
جہان مین آزمائش خلق کی تحصیل حاصل ہے

دلیلِ عقل ہے وابستگی بندِ علایق سے
کہ سودائی جہان مین قابلِ طوق و سلاسل ہے

کیا ہے مضطرب لیلی ایسا جذب مجنون نے
کہ نالان دشتِ وحشت مین جرس کیطرح محمل ہے

ہماری زندگانی ہے فقط شوق شہادت سے
دم اپنے جسم مین گویا دمِ شمشیر قاتل ہے

نہین عشاق کو آرام ممکن بعد مردن بھی
دلا یہ گور راہِ عشق مین پہلی ہی منزل ہے

ہمارے مزرعِ امید کا کچھ حال مت پوچھو
برنگِ خوشہ ہین مژگان تر یہ حال حاصل ہے

گر نسی نکلی ہوس میرے دل مایوس کی
چلتے چلتے دشت غربت مین یہ تلوؤن کا ہی حال
نشۂ ہستی مین ساقی بادۂ عشرت کہان
ہین ذرا لا تو لئے سارے باغ کو ای رشک گل
سچ ای منعم عمارت کا تو ہے مذکور کیا
جنت کہے صنم سے مرغ دل نکلا جو ہائے
وصل کے دن مر کے یون چھوٹا ہون تجھسے غم سے مین
او موذون دیکھ لیگا تو مری تربت اگر
پائچہ سرکا دی اپنی ساق سیمین سے صنم

دور کنارا یجان جان حسرت کنار و بوس
ملتے ملتے جو ہوئی حالت کف افسوس
ہو شہر گردنین صورت شیشۂ معکوس
کیا خدا کو ہے فقط حسرت تری پابوس
گور بھی ملتی نہین دنیا مین کیکاؤس
واٹھائی یاس سے صورت ہوئی طاؤس
عید کو جیسے رہائی ہو کسی محبوس کی
نکلے گی وقت اذان منہ سی صدا ناقوس
یہ نہین وہ شمع حاجت ہو جسی فانوس کی

التجا ہے بس یہی ناسخ خدا سے راتدن
جلد ہو مجھکو زیارت بادشاہ طوس کی

دوست جیسے اک برہمن زادہ ہے
ترک کر آتا ہے عشق سادہ رو
ہائے پھندا پڑ گیا زنار کا
جسکی مسجد پر نہ پڑتی تھی نگاہ
زاہدا مین کیا کرون ظرف وضو
رشتۂ زنار جو ہے تا کمر

دل ہمارا کفر پر آمادہ ہے
زاہد بے دین بھی کتنا سادہ ہے
قید اب مرغ دل آزادہ ہے
وہ در بتخانہ پر افتادہ ہے
دوش ساقی پر سبوے بادہ ہے
بس یہی راہ عدم کا جادہ ہے

دشتِ غربت مین سے گر مر رہنے کو
جو گڑھا آیا نظر وہ گور ہے

ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول
صبح ہوتے ہوتے اپنی بھور ہے

اوس بتِ شیرین ادا کی پور پور
بے تکلف نیشکر کی پور ہے

رات کو چوری چھپے پہونچا ہون مین
غل مچایا اوس نے دوڑو چور ہے

میکشی مجھ سے چھڑاتا ہے بزور
ساقیا زاہد بھی کوئی زور ہے

کر یہی اونے واسطے پر قیاس
نہر بن شیرین ہین سمندر شور ہے

کر رہا ہے جلوے تیرے سامنے
چاند شاید اے صنم شب کور ہے

رہنے دے میرے دلِ پُرداغ کو
تیرے باغِ حسن کا یہ مور ہے

ہر قوی کو چرخ کرتا ہے ضعیف
مار بھی اک دن غذاے مور ہے

جو نظر آتا ہے ناسخ ہے وہی
ڈھونڈھتا ہے جو اوسے وہ کور ہے

دیر کس کا کعبہ مقصود ہے
بت اگر گم ہے خدا موجود ہے

ہے بخیر انجام اے دل غم کھا
سوزِ فرقت آتشِ نمرود ہے

بت بھی سجدے کرتے ہین جسکو حضور
وہ مرا نامِ خدا معبود ہے

سودۂ الماس کھا کر مر رہون
زندگانی ہجر مین بے سود ہے

جل رہا ہون آہ مین کرتا نہین
داغِ فرقت آتشِ بیدود ہے

کیا عوض چاہون وفا سودا نہین
دل بو دے ڈالا تجھے یہ جود ہے

باندھوں وصف لف کا مضمون جو مین بحرِ بیان ہو یقین شعر وہین سانپ کا منتر ہو جائے

کیا ہی قسمت مین ہو نقصان برنگِ غنچہ شیشۂ مے مجھے ملجائے تو ساغر ہو جائے

کیا ہی وہ دشمن قاصد ہے کہ وحشت ہے مجھے نہ کہین منکر جبرئیل و پیمبر ہو جائے

لے پری ضعف سے ہر چند کہ سایہ کیطرح چھاندون دیوار تری بند اگر در ہو جائے

ٹوٹ جا قوت ہے آئینہ ترے پرتو سے عکس پڑ جائے تو چاندی بھی ابھی زر ہو جائے

کون منت کرے دربان درِ جانان کی ایکدم رو دون تو دیوار ابھی در ہو جائے

نہ کبھی شکل تری دیکھی نہ آواز سُنی لے پری غیر کرو کو ر برابر ہو جائے

پان کسیر کی بو نی دہنِ یار مین ہے ورقِ نقرہ لپیٹین ورق زر ہو جائے

آتش سے مے نہین ہے ساقی ہر بجا بطِ مے کا بھی اگر نام سمندر ہو جائے

قریب اور تنگ ہوا ہے مشبہ عادل تلخ
کیون نہ نوروز کو دن رات برابر ہو جائے

آج میخوار و فراقِ ساقی گلفام ہے چور اپنا کاسۂ دل برنگِ جام ہے

بے ذری کا غم نہین جاری ہمارا کام ہے سامنے آنکھونکے اک محبوب سیم اندام ہے

ٹھوکرین کھاتا پھرونگا لڑکھڑانیکے عوض گردشِ ساغر کہان اب گردشِ ایام ہے

بیخودی مین آنکھ پڑ جاتی ہے جب خورشید پر آسمان کو جانتا ہون اوس پر کیا جام ہے

مطمئن ہر حال مین ہر عاشقِ پختہ مزاج بیقراری کیون نہو سیماب جبتک خام ہے

روی جانان پر نہ زلفین ہین نہ مشکِ خط فام ہے دل کے پھنسنے کو نجانین کونسا وہ دام ہے

ولہ

۱۵۰

کر چکے پانو نکو صحرا مین تو خارونکی نیاز
کوہ پر سر کو بھی چلکر نذر خارا کیجیے

انجائی پیش کفار اپنی یکرنگی مین زرق
کیا خدا سے ای بتو شکوہ تمہارا کیجیے

آسمان کہتے ہین اے ناسخ یہ سیر ای ہی
مہر و مہ کو روز و شب تجھ سے دو چارا کیجیے

کمال آپکے جلوہ سے بام روشن ہے
برنگ مطلع ماہِ تمام روشن ہے

وہ ماہ صبح گیا اور وقتِ شام آیا
سیاہ صبح ہوئی شکر شام روشن ہے

شبِ فراق گئی روزِ وصل آ پہونچا
طلوعِ صبح سے عالم تمام روشن ہے

ولہ

خط کے لانے مین اگر پیکِ صبا نے دیر کی
ہو غضب آ نہین کیون پیکِ قضا نے دیر کی

جان جنیت خانہ تن سے ہوئی بیگانہ دا
دم بھر آنے مین جو نا آشنا نے دیر کی

مصحفِ عارض نہ دیکھا وقتِ یٰسین آگیا
ہاے کیا تاثیر مین میری دعا نے دیر کی

کاش وہ بت کوئی ٹھوکر میری تربت پر لگا
حشر کرنے مین قیامت ہو خدا نے دیر کی

عیدِ قربان ہو گلا کاٹون مین اپنا شتاب
کیون گلے لگجانے مین اوس دلربا نے دیر کی

خشک غم سے ہو گیا میرا بدن مثلِ قلم
خط کے جواب سال مین اوس بیوفا نے دیر کی

دل مرا بیچین ہے کہہ دست ای صد شتاب
کیا سبب آنے مین کیون اوس دلربا دیر کی

جان آ پہونچی ہے ہونٹھو تک ابھی وہ دل مین ہے
ضعف سے کیا میری آہِ نارسا نے دیر کی

152

ساغر دکھاکے مجکو نہ فرقت مین تو رُلا
مژگان کو تر کیا نہین رُو رُو کے یار نے
کیا جل رہی ہین آنکھین مری بجھا ل دوست
قاعدہ یہ کہنا غور سے عرضی کو دیکھئے
ہو شعلہ جسطرح ہر شاخ درختِ طور
تارے نہین بکمال دیئے دانت چرخ نے
مین کیا کہ پائے نکہتِ گل مین بھی اذن
شرمندہ اپنی جلد روی سے جو ہو گئی
تلوار کچھ نہین ترے ابرو کے سامنے
کرتے ہو تم رقیبونمین اپنی تو دل لگی
ساقی چڑھا گیا ہون جو جام شراب عشق
مضمونِ زلف سے دہنِ یار ہے دوات
اوٹھنے لگی ہے کیون مرے زخم کہن مین ٹیس

ساقی یہ کھو پڑی ہے کسی بادہ خوا
تلوار میری قتل کو بھیجے آبدا
ہو آنسو نکو تتر و نہین حالت شراب
مدہ ہے شبیہ آپکی زار و نزار
ایسی ہے شان اوس صنم نے سوا
وحشت ہو اتنقدر مری شبہا
بیڑی پڑی ہے موج نسیم بہار ک
پھر آنکھ مجسے وصل کی شب لے نہ چار ک
باور نہو تو کھاؤن قسم ذوالفقار ک
کچھ فکر ہے مرے بھی دل بیقرار ک
پر سوجھتی نہین کوئی تدبیر
حالت ہو نوک کلک مین دندان
آئی ہے شاید آج ہوا کوے یار ک

ناسخ رہے جو دور کسی جلوہ گاہ سے
مٹی رہے خراب بہار و غبار کی

سیر گلشن کو اگر وہ بت پر نور چلے
پر نکال آتی ہے گرد ڈھونڈتی ہم دور چلے

حسن نسرین دشمن صورت کافور چلے
آج ہم دشت مین ہین شہر سے انگور چلے

آپ کو کرتے ہین اعجاز لگا لیتے ہین
پہونچے وہ کوسون یہان اوٹھی نہین ہے یا قلم

آدمی کیا ابھی تھا آپ کے تصویر چلے
آگے تقدیر کے ممکن نہین تدبیر چلے

کسطرح اوسکو روانہ کرون ناسخ مکتوب
جائے قاصد مرے آنسوؤم تحریر چلے

ایک خلقت ہے اسیر اےجان تیری چال کی
نقش پا حلقے ہین جادہ مین صورت جال کی

جسم گر ہے ناتوان تو جان ہی اپنی چلی
کچھ تو ہو تدبیر اوس قاتل کے استقبال کی

ناتوان ہین اور تو کچھ ہمسے ہو سکتا نہین
کرتے ہین تعریف بس تیری کمر کے بال کی

جب خط مشکین ہوا اوس صفحۂ رخ پہ رقم
زلف پیچان کا قلم تھا روشنائی خال کی

لیچلی وحشت جنون سے جانب دشت عدم
ہے زیادہ ہر برس سے وحشت اپکی سال کی

یار آیا ساتھ غیرونکی گلے لگنا کہان
کیا خوشی ہمکو بھلا ہو غرۂ شوال کی

عشق لیلے مین ہوا ہے قیس کو حاصل کمال
ہے یقین زنجیر سے نکلے صدا خلخال کی

شوخیان ہر ناخن پا مین ہین چشم حور سے
تیرے تلوؤنمین صفائی ہے پری کے گال کی

ہر گھڑی بیار لگتی ہے ہمارے دلکو چوٹ
ہجر مین قسمت ملی ہے کیا ہمین گھڑیال کی

نامۂ محبوب کا رہتا ہے دن رات اشتیاق
فکر مجکو کچھ نہین ہے نامۂ اعمال کی

دیکھتا ہے قاصدا نامہ نہ سنتا ہے پیام
کسطرح ہو اطلاع اوسکو ہمارے حال کی

جسطرح بے ابر برپا ہو گیا طوفان نوح
حاجت اپنی چشم گریان کو نہین رومال کی

نقش ہستی محو ہوتے ہین برنگ نقش پا
کچھ خبر ہے راہ چلنے مین کسی پامال کی

ولہ

ولہ

چل دلا اب یار بے ستر ان ہون	کہتے ہین سب عید قربان آج

حرف باطل ہیو نا ہرا اے ناسخ سنون
کان مین یان منشہ حلاج ہے

وصل جانان ہے جو مجکو یاس ہے	ہجر مین جینے سے جی بے آس
گورے پنڈے سے مشابہ ہو تو کیا	یاسمن مین کب تری بو باس
ہے تو مے فرقت مین کیا پانی ہیون	قطرہ جو ہے ریزۂ الماس
دور ہے وہ لالہ رو ایدل تو کیا	داغ حسرت تو ہمارے پاس
دشت غربت مین ہو لاغر سب بدن	بس ہمارے پانون پر الماس
ہون نمک سا جو تیرے عشق مین	بھوک لگتی ہے مجکو نہ پیاس

عشق تو مدت سے اے ناسخ نہین
مجکو اپنی بات کا پاس ہے

ماہ ہو پروانہ کیا نسبت ہے اوسکی گال سے	ہے زحل منحوس کیا لگا ہو اوسکو خا
اور طائر ادہمین پھنستے ہین تو ہمین مرغ رم	بال کے پھندے کو کیا نسبت کمر کے بال
طائر دل ہو نہ کم طائر نکہت اسیر	کیا رہائی پائے تیری گیسوؤن کی جال
چلتے چلتے کیون نہ رک جائے نسیم آب روان	جائے جب صحن گلستان مین وہ گل اچھال
دادی مجنون مین او لیلی جو رکھے گی قدم	نالہ زنجیر نکلے گا تری خلخال
راست ہو نقطہ الف یہ ہو کبھی ممکن نہین	اوس بھی قد کے سراپا کو غرض کیا خا

دیوان منہم ۱۵

ولہ

[illegible]

رکھو ناسخ مجکو محفوظ اس زمانے مین خدا
وقت خیر آگئے کبھی تھا اب تو شر کا وقت ہی

آگئی موت شب ہجر مین ہیہات مجھے — اب کہان یار سے امید ملاقات مجھے
کبھی نالہ کبھی گریہ کبھی وحشت کبھی غش — کیا ہی اے عشق کیا تو نے خوش اوقات مجھے
پہرون ہی بات مری منھ سے نکلتی ہی نہین — یاد آجاتی ہے تیری جو کوئی بات مجھے
فرقت یار مین انسان ہو نہین یا کہ سحاب — ہر برس آکے رلا جاتی ہو برسات مجھے
مین وہ ہون جسنے پلایا ہے پیالہ سبکو — رند کیونکر نہ کہین پیر خرابات مجھے
ہمہ تن چشم ہے تاروں سے اڑانیکے لیے — تیری فرقت مین ہوئی دیو سیہ رات مجھے
کلمہ گوئی سے تو معذور رکھ اے زاہد شہر — نفی کے قبل بھلا حاصل اثبات مجھے
کسی نعمت سے مین واقف نہین جز بادۂ تلخ — زاہدا تو سمجھ تارک لذات مجھے

جتنے ادنی ہین سمجھتا ہون مین اعلی ناسخ
صاف خورشید نظر آتے ہین ذرات مجھے

کوئی جانان پائے گل تو گلشن چھوڑ دے — نکہت گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے — جو کہ آہن ربا کسطرح آہن چھوڑ دے
جب مین چاک اپنے گریبان کیطرح کرنے لگا — قیس چلایا مرے صحرا کا دامن چھوڑ دے
اندنون چھوڑا مرے گھر کا جو آنا یار نے — تو بھی اے روح روان اب خانۂ تن چھوڑ دے
او سے پلکی شرم مین آنکھین ہین تا ہون کیونکر دو چار — دیکھکر مجکو نہ کیون پلکون کی چلمن چھوڑ دے

۱۵۵

پڑھکے خط اوس بیوفا نے جو نہ کہنا تھا کہا
آنکھ کر سکتا نہیں ہین نامہ بر کے سامنے

پہلی منزل گور راہ میں منزل ہی نہیں
کیا ہے دنیا ہے سفر سیر سفر کے سامنے

ایک نیزے سے بھی نیچا ہو تو ناسخ غم نہیں
آفتابِ حشر کیا ہے داغ سر کے سامنے

جنون پسند مجھے چھاؤن ہی ببولونکی
عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولونکی

اگرچہ آئی ہے برسات پھول پھولا ہین
ہوئی شگفتہ طبیعت نہ ہم ملولونکی

امیدِ وصل مین ہم جھولتے ہین برسون سے
وہان قبیون مین تیاریان ہین جھولونکی

کہان امید ترقی ہے جیتے جی ہمکو
یہ پشتِ خاک ہی بس متنفر بگولونکی

جو چشم اہلِ وطن مین نہ ٹھہرے کیا پروا
ہماری خاک سے روشن ہین آنکھین غولونکی

جو آئی وہ تو نہ پھولا سمان قبر مین مین
خبر کرے کوئی اوس گل کو میرے پھولونکی

نجات ناسخ عاصی بھی کیجیو مولا
تمھین تو امتین بخشوگے سب رسولونکی

باغ ہستی مین ہمین بس نخلِ ماتم چاہیے
دہر خوشی اورونکو ای گردون ہمین غم چاہیے

تنگ اس عالم مین ہون اب دور عالم چاہیے
وحشیونکو ماوراے عرشِ اعظم چاہیے

فرقتِ محبوب مین جاری کرون سیلابِ اشک
ہو نہین آدم زاد کچھ تقلیدِ آدم چاہیے

ہی تری چاہِ ذقن سے سبزۂ خط کی نمود
مجکو اب مرنے کے خاطر چاہِ رستم چاہیے

ساری عالم کے نبیاون سے محبت ہی مجھے
جو غنی بالذات ہوگیا اوسکو خاتم چاہیے

کعبے سے کم نہین ہے ہمارا حریم دل | اس مین بھی ہے کھدی ہوئی تصویر یار کی
ہسے ادجھ کے غیر کے قابو مین پھنس گیا | کیا کیجیے کہ تھی یہی تقدیر یار کی
مجھپر جو کچھ ہوا سو مرے دلکے ہاتھ سے | ہے غیر کا قصور نہ تقصیر یار کی
بیڑی بھی خار دار بنی جیسے خار دشت | الفت نہ تھی جنون مرے پانو سے خار کی

ناسخ ضعیف بھاری ہے زنجیر آہنی
کافی ہے اوسکے قید کو زنجیر یار کی

پہنے ہے سلسلۂ جذبۂ مجنون لیلی | نکلے مجنون نہ چلے جانب ہامون لیلی
جوز مین شعر کی ہے ایک ہو داوی مجکو | ہون وہ مجنون کہ ہو میرے لئے مضمون لیلی
حسن اور عشق مین دو اسم ہین پر ذات ہے ایک | قیس مجنون ہو تو کم کیون کرے مرہون لیلی
چاند کو دیکھکے مجنون یہ کہا کرتا ہے | جلوہ گر ہے سر جنازۂ گردون لیلی
سنکے ہو شاید مضمون کی طرح جب تسخیر | غزل قیس کو کیون سمجھے نہ افسون لیلی
اے پری تونے بنایا ہے جو مجنون مجکو | اب یہ لازم ہے کہ مین تجکو بناؤن لیلی
ایک ہین عاشق و معشوق نہین دخل دوئی | قول مجنون کا یہ ہر راست کہ مین ہون لیلی
ایسے تم غیرت سلمی ہو کہ فدا ہون فدا | ہونٹھ شیرین ہین ہر اک کا گل گلگون لیلی
تو وہ شیرین ہو کہ تجھپر ہوئی شیرین فدا | تو وہ لیلی ہے کہ تجھپر ہوئی مجنون لیلی
کردون وصف قد جانانہ مین جو موزون اشعار | کیون نہ محمل مین چھپالے قد موزون لیلی
آگیا ہوش مین آواز جو سنکر مجنون | کیا حدی خوان کی ہوئی نجد مین مجنون لیلی

۱۵۸

نسیم باغ کو مئے یار آئی مین نگار دنی
مہک سی ہو دوچند ان جسطرح حسن زر نظر
شہادت گو نمائی نمایان تو کر دیا مجکو

کہ ریزش جسطرح ہوتی ہی اکثر گل کی خوشبو
سنہلا رنگ چہرکا چمکا دیتا ہی گیسو
امید اتنی نہ او نازک بدن تھی تیری بازو

بدن پر چاندنی جب پڑگئی سمجھا برص ناسخ
بلا ہین یوہین سب سامان عشرت ہجر مین کردے

طمع نہین سنے مجھے ہرگز کہ سیم و زر ملجائے
مری نظر سے جو تیری نظر کبھی ملجائے
نکل چلا ہون کہ اوسکی کہین خبر ملجائے
بلائے جان ہے نظر سے اگر نظر ملجائے
دل بنا ہوا بھی دریا جو وہ گہر ملجائے
یہ جی مین آتا ہی اس بحر مین ہون غواص
ملے وہ مجھسے یہ امکان کیا کہ ہو نہ ملائے
ہزار ون چاک گریبان چاک دل تو دے
مری طرح پھرے کبتک خراب دشت بدشت
یہ تیغ جدائی ہون ہاتھ مین باندھو
ہم ایسے گم شدۂ دشت بے نشانی ہین
مین لاز دل نہین لکھتا کچھ اپنے نامے مین

کسی طرح سے الٰہی وہ سیم بر ملجائے
کو جان جان دل سے سیم بر ملجائے
خدا کرے مجھے رستے مین نامہ بر ملجائے
مگر ہے لطف بڑا دل سے دل اگر ملجائے
دماغ پہونچے فلک پر جو وہ قمر ملجائے
کہ شاید اب کوئی مضمون کا گہر ملجائے
یہ رشتۂ خاک مری خاک مین اگر ملجائے
فلک مجھکو کوئی اب اوسکا چاک در ملجائے
کہین الٰہی مری آہ کو اثر ملجائے
مجھے کوئی کسی سرخاب کا جو پر ملجائے
کہ نقش تم گئے جو بندہ گر خبر ملجائے
یہ خوف ہی کہ رقیبو نہین نامہ بر ملجائے

ولہ

آسمان پر نظر جو کی شب ہجر
سمجھے ہم مقبرے کی جالی ہے

سفلون سے پوچھتا ہون بت مین
کہتے کیسا مزاج عالی ہے

اسقدر ہو گیا ہون زار و زبون
کہ مجھے خوف شیر قالی ہے

نور مہتاب ہے دھوئین کی مثال
ہائے کیا آج رات کالی ہے

شعر رنگین ترے پڑھے اس سے
لب محبوب مین یہ لالی ہے

بانٹتا ہون ترے نہ آنے سے
میری جان آج جانیوالی ہے

بہر دندان یار روتا ہون
ہر قطرہ موتیے کی ڈالی ہے

باغ پامال کر دیا تو نے
ہر نہال اے صنم نہالی ہے

واعظا ہو نہ درپے ناسخ
عاشق رند لاؤبالی ہے

لگیا ہے جب شب تیرہ مین گریان تو مجھے
نور کا تڑکا نظر آیا ہے او مہ رو مجھے

میری آنکھون مین جو دیکھی لخت دل بولا وہ گل
کیا ہی گل مہندی نظر آئی کنارو جو مجھے

حسرت دندان جانان ہون غمگین اسقدر
سامنے آیا جو موتی ہو گیا آنسو مجھے

یہ سفیدی یہ سیاہی تیری آنکھون کی کہان
کیا پسند آئے پر یہ دو دیدۂ آہو مجھے

ہو گیا ہون کب خمیدہ ضعف سے مین ناتوان
عشق ابرو مین ملی ہے صورت ابرو مجھے

مین اکیلا ہجر غم کی شرح کر سکتا نہین
کوئی مثل مرثیہ خوان چاہیے بازو مجھے

جل رہی ہے میری بربادی کو یہ باد بہار
تپ غم نے کر دیا ہے گل برنگ بو مجھے

چہرۂ جانان ہے قرآنِ مجید — خط جسے کہتے ہین وہ شیرازہ

کیون نہ چلّائے جرس لیلے نہین — ساربان ہی قیس ہی جمازہ

مرگیا ہون وادیِ غربت مین مین — پرِ وطن کا شوق بے اندازہ

دیکھتا ہون جب درِ فردوس کو — جانتا ہون اکبری دروازہ

کھنچ رہا ہون مین تو ہے وہ گرداب

سنو اے ناسخ یہ مضمون تازہ ہی

موت ہی نزدیک جسکی کوئی قاتل دور ہے — پاس آپہونچا ہے رہزن اور منزل

سیبِ جانان سے لے کسطرح شفتالو مجھے — وہ ذقن بھی مجھسے مثلِ چاہِ بابل

صاف اگر ہو کر گلے لگتے تو پیار ہو تھا لطف — سینہ سے سینہ ملا دل سے لا دل

سننے دیتی ہین کہان بد اعتنائی یار کی — گوشِ گل سے ورنہ کب بانگِ عنادل

مرگیا مین گلشنِ جنت مین بھی داخل ہوا — ہے مجھسے اب تک وہ حورِ شمائل دور

اضطراب دوریِ محبوب مین معذور ہون — کیون نہ تڑپے اسقدر قاتل سے گھائل

ایک جا نزدیکی دوری نہین ہوتی و لے — تجھسے وہ نزدیک ہی تو اس سے غافل

قیس نے لیلی کو کس حسرت سے بھیجا یہ پیام — ساتھ ہی بانگِ جرس شورِ سلاسل دو

چاندنی کی وضع سے کیونکر نہ لوٹون خاک پر — مجھسے وہ محبوب مثلِ ماہِ کامل دو

دشتِ وحشت مین نہ کیون مثلِ جرس چلّائے قیس — چلنے کی طاقت نہین لیلی کا محمل دو

جیبِ گرداب بلا مین ہاتھ اپنا ڈال دے — غم نہین ناسخ اگر دامانِ ساحل دو

ہوا شتش ہے طرح عکس تیرا
اب آئینے کا گھر جلا چاہتا ہے

کرین بے خطر کیون نہ بندی خطائین
خدا باپ ماں سے سوا چاہتا ہے

دلا تو بھی جلدی تو ہے ساتھ اچھا
کوئی دم مین قاصد چلا چاہتا ہے

بُرون سے بُرا آپ کو جانیو تو
اگر اے دل اپنا بھلا چاہتا ہے

بتو قتل تم تو کیا چاہتے ہو
نجانے خدا کیا کا کیا چاہتا ہے

وہ بگڑا ہوا منھ بناتے نہین اب
مرا کام بگڑا بنا چاہتا ہے

جو کہتا ہون اوس سے کہ سن شعر میرے
تو کہتا ہے کیا کچھ سُنا چاہتا ہے

بنائی ہے پھولوں نے جورونی ہنوز
وہ گل کیا چمن مین ہنسا چاہتا ہے

کہان چاہنے والوں کا غم ہے مجکو
تو کہتا ہے جو دل ترا چاہتا ہے

دلا کھا غمِ عشق شیرین سمجھکر
اگر زندگی کا مزہ چاہتا ہے

بہت غم فلک مجکو دینے لگا ہے
اب اپنے عمل کی سزا چاہتا ہے

اگر جان جاؤن تو بھڑکاؤن اوسکو
جسے وہ بُت بیوفا چاہتا ہے

غزل سنکے اک بوسہ دے ڈال پیارے
یہی تجسے ناسخ صلا چاہتا ہے

دل اک بُت پہ شیدا ہوا چاہتا ہے
خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہے

یہ جوشِ شراب اس برس ہے کہ ساقی
فلک شیشہ مینا ہوا چاہتا ہے

بگولے کو پھونچائے کوئی یہ مژدہ
روان مے کا دریا ہوا چاہتا ہے

ولہ

ولہ

ورے کیسکو قابو جو انسان کا چلے
میرا غبار کوئے صنم کو اوڑا چلے
وہ ماہِ زلف ہو جو زمین سو جدا چلے
پانی سے تحیل کرے بختِ واژگون
جب کوئی قافلہ کوئی ملکِ عدم چلا
دشتِ عدم کو بھاگون جو زندان سے چھوٹون
پابند آب و دانہ ہو سالک محال ہے
قتل اوسکو دیکھکر مین ہوا ایک آن مین
عزمِ سفر ہے اوسکو مجھے بھی خبر کرو

پاؤن کے بدلے ہاتھ سو راہ
یا مرسل الریاح اب ایسی ہوا
اس طور سے کبھی نہ کوئی اٹھ
نامہ ہمارا لیکے جو بادِ صبا
ہم آگے آگے مثل صدائے درا
زنجیر میرے ساتھی ہی سنکر صدا
طے ہو نہ ایک گام جو لاکھ آسیا
کیونکر قضا نہ آئے جو تیغ ادا
یارو جو کوئی سوے عدم قافلہ

ناسخ ہماری پستی ہمت کو دیکھنا
فوق السما سے آئے تھے تحت الثریٰ چلے

کبھی ملا نہ وہ محبوب شہسوار مجھے
چمن مین یاد جو آیا وہ گلعذار مجھے
کیا ہے فرقتِ محبوب نے یہ زار مجھے
نکر سکا مین کوئی کام حسبِ خواہشِ دل
ہوائے خط مین ہوا ہو گئی ہے جان مگر
شبِ سیاہ جدائی مین جوشِ سودا ہے

کیا ہے بادِ فنا نے عبث غبار مجھے
تو شاخِ تر ہوئی شمشیرِ آبدار مجھے
کہ رنگ زرد و بدن ہو رہا ہے خار مجھے
سوائے صبر نہین فلک اختیار مجھے
ہنوز پیکِ صبا کا ہے انتظار مجھے
سحر کی جیب کو کرنا ہے تار تار مجھے

ولہ

کوچ کر جائیگی نا سۂ ناسخ
رہیگی یون ہی نامہ بر برلی

جو نزع ہے رات دن جاری کنارہ زندگی	رند ہون کرتا ہون میخواری کنارہ زندگی

ولہ

کسطرح پانون خبر ہین کوئی جانان دور ہے	نگہتِ گل آنہین سکتی گلستان دور ہے
ناتوانی ہی پہونچ سکتا نہین ہاتھ اپنی ہون	دامنِ صحرا سے بھی اپنا گریبان دور ہے
ہالہ ہو کیونکر بہ آغوشِ تمنا و نصیب	چاند سے بھی دور تابانِ دو خندان دور ہے
روبرو تو ہی مگر خورشید تابان کیطرح	میرے منہ سے ہای تیرا روی تابان دور ہے
کسطرح سیراب ہون مین تشنۂ دیدار ہای	چاہِ زمزم کی طرح چاہِ زنخدان دور ہے
پھرتی ہین حاجی ہزار و ایک صاحبدل نہین	وادیِ کعبہ سے ہر دل کا بیابان دور ہے
بوسے رہتا ہے معطر رات دن اپنا مشام	اوس پری کی گرچہ ہمسے زلفِ پیچان دور ہے
چلتے چلتے ہونگے آخرت پہونچینگے ہم	منزلِ جانان برنگِ باغِ رضوان دور ہے
بوسۂ لب کیا ابھی لفظون ہی مین اولجھا ہی دل	ہو گیا ثابت ختن سے بھی بدخشان دور ہے
از دوی بوسۂ لب مین ہوا ہون جان بلب	موت آ پہونچی ہی نزدیک آبِ حیوان دور ہے
وہ کتابی رو دلا بے جستجو ملتا نہین	پاس ہی مثلِ اوراقِ پریشان دور ہے
زندگی کی اب مجھے صورت نظر آتی نہین	مثلِ عیسیٰ وہ طبیبِ دردِ ہجران دور ہے

متصل

متصل تیر آہ سے چلتے ہین
بنتی ہے گرد باد خاک اوسکی
آئی فصل بہار اے ساقی
دوستی کا سبب ہی جنسیت
بہر غم داغہاے حسرت سے

دل ہمارا نہین یہ ترکش [illegible]
اس خرابی مین جو کہ مہر کش [illegible]
آدمی کیا کہ بت بھی مہکش [illegible]
مین ہون دیوانہ تو پری و[illegible]
خانۂ دل مرا منقش [illegible]

دیکھیے کیا ہو عشق مین ناسخ
اندنون دل مرا مشوش ہے

او بہار امسال دل پژمردہ ہے
میری بیتابی ہے بجلی کی طرح
شکوہ میرا ہے تجھے اے دل عبث
کم کرو صاحب غریب آزار یان
دم بدم اوٹھے چلے جاتے ہین لوگ
خاک سے اوٹھتا نہین جو نقش پا
تو ہی بھڑکائے گی بادِ بہار
نبض بے جنبش ہے رشتہ شمع کا
دل کے جانے کا مجھے کیون غم نہو
روئے ہم جو تیرے قد کو کرکے یاد

داغ سودا بھی چراغ مردہ [illegible]
چاند تو ہے ابر تیرہ پردہ [illegible]
رنج و غم ہے جو ترا آوردہ [illegible]
خاطرِ فاطر سبت آزردہ [illegible]
دہر گویا بزم برہم خوردہ [illegible]
کیا مری تصویر کا یہ گردہ [illegible]
دل ہمارا آتش افسردہ [illegible]
شمع پیش روے جانان مردہ [illegible]
وہ مرے آغوش کا پروردہ [illegible]
سیر گلشن کاہ دریا بردہ ہے

کیون نہو مرہون احسان یار کا
مجسے ناسخ خودبخود گردیدہ ہی

آج سے وحشت فزا دن ہر روز ہی
لے مبارک ہو دلا نوروز ہے

ہے جو وہ شمع شبستان مجسے دور
یان چراغِ داغ بزم افروز ہے

اوسکے ہم نوکر ہین کچھ عاشق نہین
مدتون سے ایک بوسہ روز ہے

دیکھئے قسمت ہے کس غمخوار کی
دل مرا دن رات غم اندوز ہے

طائرِ رنگِ حنا اوڑتا نہین
آپ کا یہ مُرغ دست آموز ہے

آفتاب اوس مہ جبین کے سامنے
اپنی نظرون مین چراغ روز ہے

نوحہ خوان ہے ساز مطرب ہجر مین
راگ مجکو مرثیے کا سُوز ہے

چاہیے تاریک ہی فرقت کی رات
جو فتیلہ سوز ہے جان سوز ہے

کیا ہمارے زخم کو ٹانکے لگین
سوزنِ مژگان فقط دل دوز ہے

خط مجھے لشکر سے بھیجا یار نے
فوج غم پر آج دل فیروز ہے

داغ کہنہ پھر نیا ہو جائے گا
آج کہتے ہین جنون نوروز ہے

ولہ

کون اے بُت ہے تو خدا جانے
کفر کیا شے ہے کوئی کیا جانے

دل کو پوچھا جو مینے وہ بولے
کہین ہوگا مری بلا جانے

مجکو بیگانہ سمجھے ہے ظالم
راہ چلتون کو آشنا جانے

ولہ

ولہ

ولہ

ایسے مری قرہ کو ہین بادل بھرے ہوے — پل مارنے مین دیکھے ہین جل تھل بھرے ہوے
ہم سکدے مین آتے تو خالی نظر پڑے — رہتے تھے خم شراب کے اول بھرے ہوے
زاہد وہ بادہ کش ہون کہ مانگو اگر دعا — اوٹھین ابھی شراب سی بادل بھرے ہوے
ہون محوِ چشم یار جکاری ہین کیا کرون — ہر چند آہو وتسے ہین جنگل بھرے ہوے
نکلی زبان خشک ہر اک خار دشت کی — پھونچا جو آبلونکی ہین چھاگل بھرے ہوے
شلِ سبوی بادہ خراباتِ دہر مین — خالی وہ گھر ہین آج جو تھو کل بھرے ہوے
اب قافیہ بدل کے دلا فکر کیجیے — اشعار اس غزل مین مہمل بھرے ہوے

ولہ

تم ہو مری طرف سے مقرر بھرے ہوے — خالی تجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوے
جوشِ حباب بادہ نہین خم مین ساقیا — مینای آسمان مین ہین اختر بھرے ہوے
مدت سے انتظارِ بت بادہ کش مین ہون — بیٹھا ہون شلِ چشم مین ساغر بھرے ہوے
دی زہر مجکو ہجر مین ساقی بجا ہے — لازم ہے نقادان مین اخگر بھرے ہوے
ایجان تیرے گیسوے مشکین کے عکس سے — چاہِ ذقن مین دیکھے ہین اژدر بھرے ہوے
صحبت سی ہو جو اصل مبدل محال ہے — پانی مین ہین شرار رو کے تیغ بھرے ہوے
دعوے کی ہے جگہ یہ خرابات میکشو — ظرفِ مے وضو ہین برابر بھرے ہوے
ایسی بری لگین قرہ خون نشانِ غیر — گویا مرے لہو سے ہین خنجر بھرے ہوے

ولہ

ولہ

رُوزُوکے داغ گنتے ہین ہم ہجرِ یار کے
ہوجائین خوب لال بھبھوکا سے ہاتھ پاؤن
باندھون مین تیغ ابروے خمدار کا خیال
عُریان دیکھکر جو لپٹنے کو مین ہُوا
کرنے لگے ہین برگِ خزان شورشِ جنون
جاتی ہین آنکھین جاتے نفیلہ ہو ہر ایک
دیوانہ کون ہے کسے زنجیر چاہیے
باران سنگ کیون ہو کہ ہون محوِ سرناز
کب ہین سفید بال کہ تڑپا جو ہجر مین
توڑون بھلا مین فرقتِ ساقی مین کیا خمار
اوسکے بدن کو ہاتھ لگاؤن یہ کیا مجال

یہ قطرہ ہاے اشک ہین دانے شمار کے
منھدی لگاکے باندھیے پتے چنار کے
یون تو نہ کٹ سکین گے یہ دن انتظار کے
تیوری چڑھائی آپ نے کپڑے اوتار کے
شاعر قریب آتے دلا دن بہار کے
پس ہین یہی چراغ شبِ انتظار کے
عاشق ہین ہم بندھے تری گیسو کے تار کے
بیٹھا نہین تلے شجرِ میوہ دار کے
نکلے یہ استخوان مرے جسمِ زار کے
سر پھوڑون آج طاق ہی بوتل اوتار کے
ہے مغتنم جو بوسے ملین پشتِ خار کے

وله

جوشِ وحشت کا دلا چالاک گھوڑا چاہیے
زخمِ خندان جامِ خندان کر بدل ہین ہجر مین
فرقتِ ساقی مین آتا ہے خیال اے میکشو
کرچکا ہون صرف سب گنجِ مضامینِ بلند
دھوتے پائی حنائی آب جوی باغ مین

فصلِ گل مین موجِ بوی گل کا کوڑا چاہیے
شیشۂ مے کے پہلو مین پھوڑا چاہیے
شیشۂ مے آبلہ ہے اسکو پھوڑا چاہیے
عرش کے دروازہ کا اب قفل توڑا چاہیے
پانون مین شمشاد کے سونیکا توڑا چاہیے

١٦٨

ولہ

ساتھ ہو لیتے ہین گھر تک رہ گئے کاروان
کام کچھ بھی دیدۂ بیدار سے نکلا نہین
میرے پہلو مین بجائے مرغ دل ہی فاختہ
گشت سبز آسمان روز ازل سے خشک ہی
آئیگا گلشن مین وہ خورشید عیسیٰ دم اگر
لیکے سو سجدے وہ مسجد کو سجائین کیا کرین
اس کا جرم لازم ہے تعدی تو نہین

یوسف ثانی گذر جاتا ہی جب
دولت بیدار ملتی ہے دل بی
کیون محبت ہو نہ سرو قامت
جی مین ہی سیلاب گردون چشم
زردی اوڑ جائیگی چشم نرگس
جو کہ ناواقف ہین راہ خانہ
بادہ خوار اچھے ہین ان ملا کے

لخت دل کیونکر کرون ناسخ سر مژگان سے دور
واقعی نکلا ہے بہتر تیر بے سوفار سے

جوش رقت کے سبب محروم ہون دیدار سے
کب سفر مین چین ہے اہل وطن کے دار سے
حال غیر آگہ نہین کرتا ہے حسن یار سے
ہے مقدر مین جلون داغ فراق یار سے
آنکھ اوٹھا کر مینے بھی گل کو نہ دیکھا عمر بھر
جاگتا ہون کیا فقط مین انتظار یار مین
ہو تو مومن پر ہوا ہون برہمن عشق سے
میری قسمت مین نہ تھا داغ جدائی دیکھنا

سی دیا آنکھون کو گویا آنسوؤن نے
جائے نامہ تیر آتے ہین یا لے
گل کی ہم تعریف سنتے ہین زبا
جاتا تھا جل بجھونگا شعلۂ رخسا
باغ عالم مین یہ نفرت ہی مجھے
گھر بھی ہے بیدار چشم روزن دی
چاہیے سینا کفن کو رشتۂ زنا
روح رخصت ہوگئی پہلے وداع

ہر چند کہ ممکن نہین ہین کان کی موتی		دیکھے ہین مگر ہمنے تری کان کی موتی
گیا آج چمکتے ہین جنون آبلۂ پا		دریا کے نہین ہینا یہ بیابان کے موتی
دنیا مین نہ کچھ قدر رہی دُرِّ عدن کی		اشعار گہربار ہین ایران کے موتی
ملتے ہین مقدر سے لآلی مضامین		نادان یہ نہین ہین کسی دکان کے موتی
بزمِ غمِ شبّیر مین گرتے ہین جو آنسو		زیبا ہین کہین ہم انھین ایمان کے موتی

ولہ

وہ کہہ گئے تھے کہ آئینگے ہم چراغ جلے		تمام رات چراغون سوا اپنے داغ جلے
یہ ٹپکا رہا ہے مرا جسم ہجر ساقی مین		کہ مثلِ داغ جنون ہاتھ مین ایاغ جلے
نیا طلسم دکھایا فراق ساقی مین		شراب آگ ہوئی شیشۂ ایاغ جلے
فراقِ یار مین فصلِ بہار آتی ہے		الٰہی آتشِ گل سے تمام باغ جلے
جلا جو صبح شبِ وصل مثلِ ماہِ حبیب		تو آفتاب کے مانند میرے داغ جلے

ہوا ہون شبِ تارِ فراق مین ناسخ
یقین ہے نہ مری قبر پر چراغ جلے

پھر بہار آئی ہے ساقی گل ہین خندان جام ہم		کھینچے صید لاغر موجِ گل کی دام ہے
باعثِ گردش ہوا یہ وحشتِ آباد جنون		بیٹھے تھے کنج عدم مین کیون آرام سے
کہتے ہین کوہِ نجف کو کعبۂ مقصود ہم		کم نہین اپنا کفن بھی جامۂ احرام سے
روئی جب فرقت مین کتنے بام پانی چڑھ گیا		کیون گذر جا ہو نہ سیل اشک اپنی بام سے

پھر بہار آئی چمن مین زخمِ دل گل آئے
ولہ
منتظر فاتح چمن باد بہاری آئی
ولہ

ہوگئی کیا آتش جلکر وہ بے ساقی تر آ
کسطرح چھوڑون نہ کیا یک تیری لغو تھا خیا
واہ کیا تاثیر ہے رخسار آتشناک کی
ہوگیا چشم سیاہ یار پر سودا ہمین
کسقدر تیغ نہ پڑھا یا اوس بت خونریز کو
سبحہ گردانی رہی اعمال مین جب اسقدر
یاد آیا جب چمن مین وہ نہال باغ حسن
پائے نازک اوسنے جب رکھے ہماری قبر پر
شب تاریک مین ہم کو کی جا تا کو پلیے
ہوگیا ہون انتظار آمد ساقی مین کور
میرے خرمن پر اگر بجلی گرانے کو ہوا
تجھپر اے رشک چمن نرگس اگر بیار ہے
جا بجا اوس ماہ تابان کا جو پرتو پڑ گیا

تاک مین بھی دانۂ انگور تنہا ...
ایک مدت کے یہ کالے ناگ ہین ...
شعلۂ جوالہ تیرے کان کے ...
مثل آہو پھرتے پھرتے دھوپ مین ...
بیش از ین جو تیر مژگان تھو سوا ...
دانون کے مانند تیر ہاتھ مین ...
میرے اشکو نسے لبالب کفلم تھا ...
پارہ ہا سنگ مرمر روئی سکے گا ...
آگے آگے جائے شعل آتشین ...
نشہ کے ڈورے نکی جا آنکھون مین ...
سب باری ہر کشت آسمان ...
باغ مین لاکے کو اپنے زلیست کے لا ...
قفنے تھے گرداب دریا مین وہ سب ...

وہ پری پیکر کہا کرتا ہے اکثر فخر سے
اب تو ناسخ بھی ہماری چاہنے والونکے

دل سوائے وحشت کو رخصت کو سامان کیجئے
عشق ابر مین روان اشک جگر گون کیجئے

داغ سودا کو چراغ گور مجنون ...
چشمۂ خنجر سے جاری قلزم خون ...

بھولکر او چاند کے گھر سے ادھر آنا کبھی
میرے ویرانے مین بھی ہو جا دم بھر چاندنی

ایک مہینے سے بہم سہا تون میسر ہین مجھے
دشت دریا سبزہ ساقی شیشہ ساغر چاندنی

کیا شب مہتاب مین ہے یار جاؤن باغ کو
سارے پتون کو بنا دیتی ہی خنجر چاندنی

دل سیہ ہی بال سب اپنے ہین پیری مین سفید
گھر کے اندر ہی اندھیرا اور باہر چاندنی

دشت غربت مین ہون ہے اسباب اوسر آتی ہی رات
جلد او گردون بچھا دی بہر بستر چاندنی

گر یک شب تاب تھی گویا شب مہتاب وصل
چھپ گئی کیا دور عوت دکھا کر چاندنی

نقرئی ہو بان اوس کافر کی چوٹی مین نہین
یہ وہ شب ہے جسنے کر لی ہی مسخر چاندنی

غیر تاریکی شب فرقت مین اسے ناسخ نہین
ہان اگر زخمی ہون تو نکلے مقرر چاندنی

حکم شافی سے دوا آب بقا ہو جاوے
جلد اب میری مسیحی کو شفا ہو جاوے

رہے سرسبز ہمیشہ یہ نہال نو خیز
خضر سان عمر دراز اوسکو عطا ہو جاوے

چمن دہر مین ایسا ہو یہ گل بالیدہ
جسم پر غنچہ صفت تنگ قبا ہو جاوے

ہو مبارک اسی دنیا مین سعادتمندی
زلف پیچیدہ جو ہے بال ہما ہو جاوے

سہل ہو جائے جو پیش اسے امر محال
ناخن شیر خدا عقدہ کشا ہو جاوے

وله

جسم لاغر کو خشک فرقت مین سراسر کیجیے
چشم تر کو بھی مثال درج گوہر کیجیے

شہید تیغ جفا ہین ہماری روضے پر — لہو کی چھینٹین ہون نقش و نگار کے بد...

وہ مست ہون ہی ٹھوکر لگے جو آ ساقی — شراب سنگ سے نکلے شرار کے بد...

دکھائین یار نے آنکھین چھپا کے چھاتی کو — عطا کئے مجھے بادام انار کے بد...

جو ہو سوار فرس وہ کریم ابن کریم — بلند ابر کرم ہو غبار کے بد...

ہماری بزم مین آزار عزیمت خوان — کہ دور ساغر سے ہے حصار کے بد...

مریض ہوتی ہی کیون مرگئے نہ ہم افسوس — رقیب آئے عیادت کو یار کے بد...

ولہ

آتی جاتی ہے جا بجا بدلی — ساقیا جلد آ ہوا بد...

آگے تھی گرداب ہے بوئے چمن — تو نے پوشاک اے صبا بدلی

برگ تر آئے برگ خشک گرے — ہر شجر نے بھی اب قبا بد...

رنگ چہرے کے یان بدلنے لگے — آنکھ تیری جہان ذرا بدلی

ان چھوؤن سے ہین جمع پانچون آگ — راگ مے باغ ... ہوا بدلی

نالۂ آتشین جو کرتی ہے — تیری عاشق ہے ساقیا بدلی

ہے دھوان میری آتش مے کا — نام لوگون نے رکھد یا بدلی

منھ نہ دیکھون سپہر ظالم کا — بیچ مین روک دے ہوا بدلی

اثر دست یار سے برسون — تیری رنگت نہ اے حنا بدلی

دھوپ کی سرکشی مین لطف نہین — بھیجدے جلد اے خدا بدلی

خالی رہنا گھر ہوتا ہے بُرا	گر نہین شادی تو دل مین غم رہے

ولہ

کمر تیری گم ہے مجھے جستجو ہے	دہن بھی نہان ہے یہی گفتگو ہے
جو ہین موشگاف اونکی یہ گفتگو ہے	کمر کا ترے جسم مین ایک مو ہے
یہ اندھے ہین جو کہتے ہین ہم ہی ہم مین	جو آنکھین ہون روشن تو پھر ہی کو تو ہے
گرانا نہ ہرگز نہین جان دون گا	مے ناب زاہد مری آرزو ہے
مرا گل ہے ایسا کہ اے عندلیبو	نظر سے نہان رنگ بھی مثلِ بو ہے
کیا پانی پانی ترے قد نے ایسا	کہ سروِ لبِ آبجو آبجو ہے
نہ مین ہون مخاطب تو ہے مخاطب	وہی مین وہی تو نہ مین ہون نہ تو ہے
مجھے ہوش آیا تو کیا ہوش آیا	یہ بنت العنب بھی بری تند خو ہے
حضور اوسکے کرتے ہو اپنا نظارہ	نظر باز وہ ماہ آئینہ رو ہے
جنون تار تار اب کرو نہین گریبان	کہ ناصح کو درکار تار رفو ہے
وہی جام دیتا ہے ساقی کہان تو	ترا ہاتھ تو مثلِ دستِ سبو ہے
بہاتا ہون آنسو جو آنکھون سے پیہم	دلا داغ الفت کی یہ شست و شو ہے
لبِ جام تر ہو یہ ہے فکرِ ساقی	بلا سے اگر خشک میرا گلو ہے
عبث خانہ برباد ہو ہرزہ گرد	جو بیٹھا ہے گھر مین وہی کوبکو ہے
جو ہے جہت ہی وہی شش جہت مین	جو یکسو ہے سب سے وہی چارسو ہے

باغ عالم مین رہین گلہاے سخن خندہ زن
کاغذِ دیوان ناسخ زعفرانی چاہیے

یار کی شیرین ادائی کا جہانمین شور ہے
زلف رخصت ہو گئی آیا ہے خطِ رخسار کے
بعد مُردن بھی جبا جاؤن جو ہاتھ آجائی غم
خاک بھی حاصل نہین جز رنج اے دہقانِ فلک
ہین لبے کب شمشیرِ قاتل سے جو پایا تھا بدن
شل پروانہ عجب کیا گر جلے اوسکا تنگ
شب ہے دنکو ہوتی ہے گرمی فراق مین سوا
نور با ظلمت جو ہے حکمت ہے وہ خالی نہین
دیکھنے والے ہین کسکی کاکل پیچان ہم
ہیچ مین گنتا نہین لے بہار جز وحشتِ عدم
بے سبب مجھسے نہین آنکھین چُراتا وہ صنم
چرخ پر تارے نظر آتے ہین جب جھپکے ہوئے
محو ایسا ہو رہا ہے جو نگارِ گو زمین
طوطی ہے گفتار مین گانے مین موسیقار ہے
رات دن تن پروری ناسخ ہے دشمن پروری

پور جو اوتکلی کی ہے وہ نیشکر کی
جس جگہہ تھا مار آگے اب وہ جای
جو مری ہڈی ہے دندانِ دہان ما
ہم زمین شعر کو سمجھے زمین شور
بے سبب جراح میرے زخم مین کیون
رشتہ شمع آتش رنگِ حنا سے
پیری مین دونا جوانی سے جنون کا زو
شب پرہ ہے رات کو بنیا جو دنکو
آئی گر مار سیہ سمجھین قطار مور
تو سن عمر روان بھی کسقدر شہ زو
کچھ نہ کچھ میری طرف ہے اوسکی دلمین
جانتا ہون اوس پری پا لکی تو ر
سچ کہہ اے بہرام کچھ تجکو خیال گو
کبک وہ رفتار مین ہے ناچنے مین مو
گوشت سارا ایک دن رزقِ دہانِ مور

یا علی ناسخ اندھیری گور مین گھبرا گیا
خلد مین دروازہ مثل باب خیبر توڑئی

دکھینا شعلے ہمارے نالۂ شبگیر کے
پر بنے ہین صورت تیر شہاب اِس تیر کے

پانون پر میرا رہا ہے ناتوانی سے جنون
پڑ گئے حلقے مری آنکھو نمین اب زنجیر کے

خون تیری تیغ ابرو کا ہے خونریز کو بھی
حلقۂ جوشن ہوئے جو ہر ہر اک شمشیر کے

چشم کم سے خاکسار کی یہ مضمون دیکھے
یہ نہین اشعار میرے نسخے ہین اکسیر کے

کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان
لو جوانو ہو گئے کیا تم مرید اِس پیر کے

کسکو کہتے ہین خدا جانے تجلی ای کلیم
صاعقے گرتے ہین مجھپر آہ بے تاثیر کے

مہر بسجدہ کیون نہو انسان صورت دیکھکر
ہین ملائک بوجنے والے تری تصویر کے

میکشی کی نکلے حسرت کیا جو انہین بھلا
آنسو پی جاتے تھے ہم طفلی مین بے تدبیر کے

ہو چکی جب وصل کی شب بیر بحالت یہ ہوتی
صبح بھی دوڑی گریبان صبح کی چیر کے

مین وہ طایر ہون لگا کے تیر پہ جو تیر گر
جائے پیکان آئین پر خانیکے آگے تیر کے

ایکبون نسبت جی کر ہین موئی کا کون ہے
مجھ مین جب تک دم رہا نالہ رہی بجبیر کے

نقل کی ہے دفتر تقدیر کی دیوان مین
کاتب تقدیر قائل ہین مری تحریر کے

دکھیا قاتل نچھوٹے گا کبھی میرا لہو
حلقۂ زنجیر ہین جوہر مری شمشیر کے

رٹ لگی رہتی ہے تیری نام کی وحشت مین بھی
دانۂ تسبیح ہین دانے نہین زنجیر کے

اسقدر رکھو ہین معشوق اوس پریکی عشق مین
حلقۂ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر کے

زخمی اوس مہ نے کیا تیغ ہلالی سے مجھے
ہمکو بھولین گر نہ دنیا کے تماشے بعد مرگ
ہو گیا اک رنج میری جان کو عیش وصال
حضرتِ غم آگئے ہین فرقتِ ساقی مین آپ
دیدۂ تر سے ثمرہ پر لختِ دل آتے نہین
آپ ویران ہو نلاؤ ہجر ساقی مین شراب
ہون وہ گمشتہ جو کبھی مین نے منھ اپنا کبھی
راہبا جانے نہ یان مسجد کو دیکھوے کہین
یون تو ہر کوئی ہے یان غواص بحرِ فکر مین
خوب سا دیکھا جو مین نے صفحۂ خورشید کو
بیکسی دیکھو کسی نے بھی خبر میری نہ لی

چاہیے پی کو دھجی چادرِ مہتاب کی
یاد بیدار ہین آئینگی یہ باتین خواب
آگئی جس رات آوازِ حزین بسر خاب
لیجیے کوئی پیالی پیجیے خوناب
آئی ہین قالب مین بہکر مچھلیان تالاب
خانۂ دل کے لئے حاجت نہین سیلاب
آئینے سے صاف صورت ہوگئی گرداب
سیکشو میخانہ مین حاجت نہین محراب
جستجو مجکو ہے لیکن گوہرِ نایاب
صاف ہے تصویر یہ میرے دلِ بیتاب
ہو گیا ہجر مین صورت نہ دیکھی خواب

دادی غربت مین ناسخ ہے وطن میرے حضور
خود فراموشی مین بھی ہے مجکو یاد احباب کی

قاصدا کہہ دیجیو اتنا ہی اوس گمراہ سے
ناتوانی سے کہان چلنے کی طاقت کیا کرون
ڈھونڈھین ہر چند ابھی تیزی نہین ایسی مگر
یون ہی اوس مجھو کمو بھی رہتی ہو مجسے گریز

کیا کہے پیغام ناسخ کب ہو فرقت
جانتا ہون آپ چھپکر جاتی ہین کب
چہرہ میلا ہو گیا ہوگا غبار راہ
بھاگتی ہو عبطبع تاثیر میری آہ سے

اشتیاق صبح کب رخ شب فرقت سے ہے
اصل مین سست ہین فرع کا کیا اعتبار
چاہتا ہون دو نظرون سے نہو وہ شہسوار
سونگھتا ہی عطر تو اوسمین چربی کی بو
بوی خوش تیری دہن مین ہی سو غنچے مین کہان
رہگیا تھک کر جو میرا جسم زار ای شہسوار
ہی سیہ بختی یہی تو گور کی چادر تو کیا

ہون گریبان چاک الفت ہر گریبان چاک سے
خار و گل نکلے ہین دونون ایک مشت خاک سے
شل آہو باندھ دون آنکھون مین فتراک سے
شمع کے شعلے کو کیا نسبت ہے تیری ناک سے
شاخ گل کو کیا بھلا نسبت تری مسواک سے
ہمعنان ہی روح تیرے توسن چالاک سے
چادر مہتاب کالی ہو گی اپنی خاک سے

ابر جب اوٹھتا ہے ای نالہ خیال برق مین
آگ برساتا ہون اپنے دیدہ نمناک سے

پرتو افگن جو تری زلف معنبر ہو جائے
منقلب ہجر مین ماہیت اشیا یہ ہوئی
چشم ساقی کا اگر دل مین تصور باندھون
سر بر داغ پہ رکھدی وہ پری گر چھالا
گرمی آہ کی وہ ماہ رسائی دیکھے
گل جو فرقت مین ہوئی دیدہ خون آلودہ
ماہ کنعان تجھے ای ماہ جو عریان دیکھے
ساقیا گر تری تیون کا تصور باندھون

نہر گلزار دمین اور نظر دمین اژدر ہو جائے
کہ اگر ہاتھ مین لون پھول تو اخگر ہو جائے
سب میرے بدن مین مرا احمر ہو جائے
ایجنون مجکو سلیمان کا افسر ہو جائے
ہر شرر جا کے فلک پر ابھی اختر ہو جائے
سبزہ تر بھی نہ کیونکر قرۂ تر ہو جائے
پیرہن خاک کرے جامہ سے باہر ہو جائے
طائر ہوش کے پرواز کو شہپر ہو جائے

رہتی ہے اس مین عاشق و معشوق ...
دنیا کے خاصیت ہے جدا ...
دن رات ہم بھگتے ہین گلی سحاب کی

کیا ہی مُرجھاتی ہین اوس غنچہ رو کے سامنے ہون وہ باغیرت کہ قاتل آپ پیکان ہون		داغہای ہجر گویا پھول ہین گلزار ... ترکرون اپنے لہو سے ہونٹھ مین سو ...

وحشتِ غربت سے اگر گلزار کو جانا ہوا
ناسخ اوس گل سے مجھے کرنا ہین شکوہ خار کے

ممکن نہین صیام مین اک بوند آب کی
کیا کہیے تیغ ابروِ قاتل کے آب کی
وہ رند بادہ کش ہون کہ کیا تو ہی ہوا
بیکلی چمک ہی ہے زیادہ ستارون سے
دم بھر وطن مین نہ لینا کہین قرار
وہ اشک بار ہون کہ مری چشم تر کو ہا...
مدت ہوئی کہ زیست سے مجکو ملا جواب
وہ بحرِ حُسن جو نظر آتا نہین کبھی
ہر چند ہے سوال سے نفرت بہت مجھے
حد سے زیادہ تجھ مین نزاکت ہے بحرِ حُسن
سو جائین ایسے بخت کہ جاگین نہ پھر کبھی
شامِ سیاہِ ہجر نہ ہو تا کہین سپید
بنتا جو جامِ بادہ تو ہوتا مین رندشاد

شعبان مین ضرور ہے کثرت شراب ...
عکس ثمرہ سے کیتی ہے بوتل شراب ...
قاضی نے نذر دی مجھے بوتل شر ...
پاپوش مین لگاؤن کرن آفتاب ...
قاصد تجھے قسم ہے مرے اضطرا ...
تار نگہ کو بدلی ملی موجِ آب ...
لیکن ہے آرزو ابھی خط کے جواب ...
کیا پھوٹ جاتی ہین آنکھین حباب ...
قاصد مگر کمال ہے حسرت جواب ...
انگیا کو چاہیے ہو کٹوری حباب ...
ہو آرزو اگر مجھے فرقت مین خواب ...
خواہش ہے ابروِ مہِ نو کو خضاب کی
سبحہ بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

قتل تو کرتا ہے مجکو چھوڑتا ہون رنج سے
یاد ہے سفاک خونریزی تجھے فصاد کی

عشق کب محروم رکھتا ہے کسی جانباز کو
گوش شیرین مین صدا تھی تیشۂ فرہاد کی

ہے لطف ساقد تصور مین یہان آٹھون پہر
دل ہمارا ہے کہ پیشانی کسی آزاد کی

رنج غربت دشت وحشت کین دشمن ہجر دوست
کسطرح ہو شادمانی خاطر ناشاد کی

تبکدے مین میرے نالون سے جو آیا ہے تبنگ
اوس صنم کے سامنے ناقوس نے فریاد کی

اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا ہو گلے
جان شیرین مفت مین جاتی رہی فرہاد کی

نطق عیسی سے زیادہ ہے اثر سب اوسکی بات
کھو دیتا ہے زبان وہ گنگ مادرزاد کی

یار کو دیتا ہے رقیب آتی ہی مرجائے شتاب
یا الٰہی موت اوسکو بھی ملے شداد کی

کنج غربت مین ہے جز غم خاک تا سنج ہان مگر
خط کوئی آیا کبھی پڑھکر طبیعت شاد کی

آئی برسات اب ہے آمد ساقی گلفام کی
طالب مینا ہے دل مشتاق آنکھین جام کی

یون تو سب اے جان جان کرتے ہین باتین کام کی
پر خبر رکھتی نہین تم عاشق ناکام کی

اوس بت چشم کو تسخیر کرنا ہے مجھے
چلے مین پھر تمنا حاجت ہے اک بادام کی

ہے معطل اب زبان خامہ اور اپنی زبان
رسم کی موقوف اوسنے نامہ و پیغام کی

آسمان پر کیون نہو تجھ سے مشابہ آفتاب
کاتب قدرت نے کھینچی تصویر اوسکے نام کی

تیری چشم مست سے ہو کیون نہ میرا دل کو غش
ساقیا ہر ایک شیشے کو ہے حاجت جام کی

طائر دلکو فقط ہے کاکل جانان سے عشق
ہوتی ہے کب اور طائر کو محبت دام کی

رات دن ہے یاد اک محبوب سیم اندام کی

ولہ

جو تیری دشت مین مجنون کبھی مین رونگا	تری گا خیمۂ لیلے حباب کے بد…
مین اکیدم ابھی پیتا ہون محتسب خم	جو شرط چاہے تو شیشے شراب کے…
تری ہی وصف مین اے رشک ماہ ہی یہ غزل	ستاری ہون لفظ انتخاب کے…
جو دون تری لب میگون کو برگ گل سی مثال	کھنچے شراب گلون سے گلاب کے…
شعاع عارض دلدار کا یہ عالم ہے	کہ آفتاب ہے گویا نقاب کے…
فراق یار مین بجلی نہین چمکتی ہے	غبار لشکر غم سے سحاب کے…
حصول علم سے کیا ہو جو ہی سو قسمت ہے	مین سرنوشت پڑھون اب کتاب…
کیا نکلتے ہی طفلی سے عشق نے یہ ضعیف	کہ مجکو سیب دکھایا شباب کے…
شب وصال یہ کوتاہ تھی کہ بس سرشام	طلوع مہر ہوا ماہتاب کے بد…
فراق یار مین مانند شبنم نرگس	شرشک ہین مری آنکھو نہین خواب کے…
کب او سکے دیکھنے کی شکل آفتاب ہوتا	شعاع حسن ہے منھ پر نقاب کے…
جو آرزو ہو دلا ہاتھ آئے صید مراد	تو چاہیے ہے سکون اضطراب کے…
ضرور پرورش جان ہو گیا تن آسانی	بط شراب ہو مرغ کباب کے بد…

شراب ساقی کوثر سے مست ہون ناسخ
ثواب مجکو ملے گا عذاب کے بدلے

گم ہوا مین جب سے تیرا رو نظر آیا مجھے	آئینہ جب مین نے دیکھا تو آیا نظ…
ہوگیا ہے تیری فرقت مین جہان ایسا سیاہ	ماہ تو بھی صورت ابرو نظر آیا…

کب یہ آواز خوش آیند فرا ہیر مین ہے
لاکھ نغمون سے زیادہ اپنے قلم کی ہو صریر

شکل گوہر کی یہ ہر جوہر شمشیر مین ہے
عرق آلودہ نہین ابروِ خمدار ترے

کب بھلا حسن قبول اسقدر اکسیر مین ہے
حُسن کی لاف زنی کرتے ہین وہ چاٹ کی خاک

زاہدا قید جو تو سلسلۂ پیر مین ہے
کیون نہین حلقۂ گیسو جو انہین ہو اسیر

چشم مینا ہے جو حلقہ مری زنجیر مین ہے
محو نظارۂ جانان نہین کچھ داغ جنون

ایسی کا ہیکو حلاوت شکر و شیر مین ہے
کیا ہی ہے شیرین بیان عالِم پیریین کلام

شکلِ پیکان تمھارے نظر تیر مین ہے
قتل عالم کو کیا روکے مرے لاشے پر

شعلۂ شمع ہے جرّاح کی گلگیر مین ہے
نہین مقراض مین ہرگز مری داغون کو گھنڈ

برق اسیواسطے یان نالۂ شبگیر مین ہے
غم نہین ہجر کی شب کا ہو اگر رنگ سیاہ

ورنہ آخر یہ غلام آپکی تاخیر مین ہے
یارسولِ عربی جلد کرو میری مدد

دخل کل آپ کو تو دفترِ تقدیر مین ہے
گر بُری ہے مری قسمت تو بھلی ہوجاوے

رات دن لشکرِ اعدا مری تدبیر مین ہے
تنِ واحد ہون مین آ میرے خدا کے واحد

چھٹتے ہی تیرِ دعا تو وہ تاثیر مین ہے
عفو ہون میری گناہ عفو ہوئی میری گناہ

اور جینے کا مزا نسخۂ اکسیر مین ہے
لطف مرنیکا یہی ہے کہ ملے باغ بہشت

نہ وہ تقریر مین ہے اور نہ وہ تحریر مین ہے
تو ہی دے دونونکو ہر کون بھلا تیرے سوا

مطمئن رکھ دلِ ناسخ کو خداوندا اب
محو اسوقت یہ دل سے تری تکبیر مین ہے

کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور
یاد رکھ یہ بات ناسخ حافظِ شیراز کی

پانون تیرا پھر گیا ہے پر میری خاک پر
کشتۂ حسرت ہوئی اکسیر میری خا

ہون وہ دیوانہ کہ بوئین گر مزارع تخم کو
ہونگے پیدا دانۂ زنجیر میری خاک

ایک مشتِ خاک کا بھی تجھسے شرمندہ ہون میں
ہو مرا گھر اے فلک تعمیر میری خا

نقش پاے یار آغوشِ تصور مین لیا
بعد مرنیکے ہوئی تقصیر میری خا

جلتے ہین حاسد ہزارون شانِ تربت دیکھکر
ہو رہی ہے آگ کی تاثیر میری خ

کھینچنی ہو اوس پری رو کی اگر تجکو شبیہ
ہو تصور گر وہ تصویر میری خاک

اے مصور اور رنگو نکی نہین کچھ احتیاج
خاک ہون بس کھینچیو تصویر میری خا

وہ نہ آئیگا عبث مثلِ گیاہِ خار دار
نکلے ہین سو دست دامنگیر میری خا

خوب تجکو دیکھتا تھا میرے مرجانیکے بعد
چشم دشمن کی ملی تعزیر میری خا

حورین جنت کی کھنچی آتی ہین دنیا کی حسین
کب ہی بہتر ہے سرمۂ تسخیر میری خ

ہے یہ حسرت قبر پر آیا نہ وہ شیرین ادا
کی روان شکون نے جوئے شیر میری خا

تجکو پابوسی کی حسرت خاک پر رکھتا ہو پانون
کم تے نزدیک ہو تو تیر میری خاک

آئی آندھی بھی مگر پہونچی نہ کوئے یار تک
ہو گئی برگشتہ کیا تقدیر میری خاک

زور سے اغیار روئے اسقدر گل ہو گئی
خاک اب اوڑنے کی ہو تدبیر میری خاک

کیون اے ناسخ مین رہا ناامدن پامال خلق
کچھ ازل سے کم نہین تقدیر میری خاک

باغِ بہشت اور بھی سر سبز ہو گیا	سموم جب یہان سے امام حسن گئے
چپ کیون لگی رہی نہ بھلا مجد را تدن	کیا کیا جہان سے نہ مری ہم سخن گئے

ولہ

آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہے	خضر ہمراہ ہے رہزن کیا ہے
بُرش تیغ قضا کے آگے	سرکشون کی رگِ گردن کیا ہے
آپ کر دیتے ہین ہر سخت کو نرم	دستِ داؤد مین آہن کیا ہے
آپ کا دام بلا آفت ہے	طائرِ عرش نشیمن کیا ہے
آپ کی برقِ غضب کے آگے	مہ تو کیا ماہ کا خرمن کیا ہے
آپ سے ہو جو قوی مورِ ضعیف	پیل تن کیا ہے تہمتن کیا ہے

بس یہی وردِ زبان ہے ناسخ
اب ہمین دوست تو دشمن کیا ہے

یونہین صورت ہوئی تھی ہجر مین تغییر مجنون کی	بجائے نامہ لیجا قاصد تصویر مجنون کی
وہ مجنون ہون کہ میرے سامنے ہے نجم مجنون	مری زنجیر نے کی بے صدا زنجیر مجنون کی
اگر معشوق کا ماتم نکرتا نامناسب تھا	گران جانیسے مرنیمین تھی تاخیر مجنون کی
انا لیلیٰ کہا مجنون نے کھولی فصد لیلیٰ کی	وہ ہے تاثیر لیلیٰ کی یہ ہے تاثیر مجنون کی

ولہ

ہون وہ سوزان شعلہ بھاگے دور میر خاک سے	اپنے دامن کو سمیٹے طور میری خاک سے

اور نختون کی ہماری قبر کو حاجت نہین
ہے شب مہتاب تک مین تقاضا جنون

انتہا لاغری سے جب نظر آیا نہ مین
کر چکی ہے تیری رفتار ایک عالم کو خراب

سنہ بتائی کیون ہے قاتل پاس ہے تیغ نگاہ
کوئی سیدھی بات صاحب کی نظر آتی نہین

تنگ اس وحشت کدہ مین ہو گئین ایسی جنون
آنسوؤن سے ہجر مین برسات رکھی سال بھر

آج اوس محبوب کے دل کو مسخر کیجیے
مر گیا ہون حسرت نظارۂ ابرو مین

محتسب کو ہوگیا آسیب جو توڑا ہے خم
جلد رنگ اے دیدۂ خوناب اب تار نگاہ

خانۂ محبوب کا کوئی کواڑا چا...
چادر مہتاب کو بھی آج پھاڑا چا...

ہنسکے وہ کہنے لگے بستر کو جھاڑ...
شہر خاموشان کو چلکر اب او جاڑ...

باغ مین ہنستے ہین گل تو منہ گاڑ...
آپکی پوشاک کو کیڑا بھی آڑا چا...

عرش کی سقف محدب کو لتاڑا چا...
ہمکو گرمی چاہیے ہرگز نہ جاڑا چا...

عرش اعظم پر نشان نالے کا گاڑا...
مین کھبے مین مر لاشہ کو گاڑا چا...

جوتیون سے ملکیشو جن آج جھاڑا...
ہے محرم اوس پری پیکر کو ناڑا چا...

لڑتے ہین پریون سے کشتی پہلوان عشق مین
ہمکو ناسخ راجہ اندر کا اکھاڑا چاہیے

نظر آئی ضریح تربت شبیر لوہے کی
جدا ہوگی نہ میرے پاؤن سے زنجیر لوہے کی
قریب آئی ہین کیا دن کہ یہ زنجیرین پہنی...

زیادہ سیم و زر سے ہوگئی توقیر لوہے...
جنون کب ہو یہ مقناطیس مین تسخیر لو...
جنون صداد کرتے پھرتے ہین تیر لو...

ہوا ہے حسرت زر میں ہوس کیا منا ہو
زرِ گل کی تصور میں ہوئی ہے اسقدر نالان
حریصیونکو ہوئی یہ بھی تعلق زر سے رہتا ہے
اجل کی آتی ہی سونا پڑا ہے خاک میں غافل
نہیں تلوار کی حاجت جو دشمن ہو اوسے زر دے

اگر لگوائیں آئینیں قبر میں دو چار سونے کے
کہ بلبل کی تفس میں ہو گئی منقار سونے کی
ہیں ونکے روضونکو بھی کنڈیاں درکار سونے کی
بس اکدم میں مسہری ہو گئی بیکار سونے کی
زیادہ ہوتی ہے بو ہے سے ایذا لے رہنے والے سونے کی

یہ نرماہٹ یہ رنگت ہے کہاں سونے میں اے املح
تن محبوب حالت ہے دشت افشار سونے کی

جو پہنی تو نے زنجیر اے بتِ پُر پیر چاندیکی
سپید آگئے تری چاند اور سورج زرد ہی ظالم
بڑھاپے سے الٰہی ہو سپید اوسکی سیہ کاکل
بہت اوس سیم تن کے مدح کے مضمون سوجھے ہیں
رکابیں انکی پہونچی ہیں تمہاری پا نازک تک
مناسبت کوئی رتبہ دیکھا اے بتِ سیمیں
تصور ہو بتِ سیمیں بدن کا بھی نماز میں
برابر ہیں زیورِ سیم و زر کے قتل کرتے ہیں
فلک سا تو بھی ہے خونریز شل مہر و ماہ تو
فلک ہر شب یہ کالی چارپائی کیا دکھاتا ہے

ہوئی وحشت سے گھسکر میری بھی زنجیر چاندیکی
یہ ہے اکسیر سونیکی وہ ہے اکسیر چاندیکی
جو ہے زنجیر لوہے کی وہ ہے زنجیر چاندیکی
مجھے درکار ہیں لوحیں پے تحریر چاندیکی
ذرا اے شہسوار و دیکھنا تدبیر چاندیکی
تو ناچار ایسی بنوائی تری تصویر چاندیکی
ہوا واجب کوئی مسجد کروں تعمیر چاندیکی
جو ہے تاثیر لوہے کی وہ ہے تاثیر چاندیکی
سپر سونے کی تجکو چاہیے شمشیر چاندیکی
پلنگڑی تیری اعلیٰ ہے کہیں بے پیر چاندیکی

کھینچتے ہین جذبِ دل سے ہم بھی اوس محبوب کو | تجھ خورشید مولانا نے جو کی اعجاز

کیا رقیب روسیہ ہے چیز ناسخ کے حضور
دب گئی آواز خر کی شیر کی آواز سے

آج کیا اندازِ بسمل اضطرابِ دل مین ہے
کیا اثر ہے اے پری تیرے گلِ رخسار کو
تجھے کیا نسبت بھلا شیرین کو اے شیرین ادا
کیا فقط طالع بشر کے عشق کر دیتا ہے پست
فصلِ گل کا دیتی ہے مژدہ صبا وانفیز
کم نہین یاے نظر و نین ہمارا سیل اشک
کی ہے یاران عدم کو حال قاتل کی اطلاع
خیر جاری ختم ہے اے سیکشو خمار پر
اے پری تونے تو لیلی کو بھی مجنون کر دیا
کچھ ہے تجھمین اے پری او کچھ ہے مجھ دیوانے مین
ہو چکا آخر سفر جب آ پسے باہر ہوے
کوئی جز معشوق عاشق کے تصور مین نہین
خالِ جانان کی تصور مین ہے غضب تاثیر
ل کے بدلے میری آنکھون مین ہے خسار و خال

قبضۂ شمشیر شانہ غنچۂ قاتل مین
سب تالو نہین تیل ہو یہ عطر اہسکو تل
تو دلو نہین ہے منقش نقش شیرین سلیقہ
برج ہے مسکن فرشتو نکا چہ بابل مین
کیا برنگِ غنچۂ لالہ ہمارے دل مین
پنجۂ داغ مین بھی ہے جو دامنِ ساحل مین
نامہ اپنا شاہ بالِ طایرِ بسمل مین
موجِ زن دریا مے ہرِ کشتے ساحل مین
نغمہ سازِ جرس اب پردۂ محمل مین
یان بھی ہے صنع ازل ہی جو مہ کامل مین
وصل اوس جانِ جہان کا پہلی ہی منزل مین
ہوا اگر مجنون تو پھر لیلی ہی ہر محمل مین
جائے روغن کیا سمندِ چشمِ ترکِ تل مین
اپکی چشمِ سیہ جائے سویدا دل مین

دیوان ... ۱۸۶

جاتا ہون چودھوین رات آجکی ہو چاند رات
شام سے بندِ نقاب اے ماہ پیکر کھولدے

باندھی ہین فاقے سے پتھر مینے اپنے پیٹ پر
خود غرض کا ہو تقاضا لیس گوہر کھولدے

سب مین تیری ستایش خود ستائی ہے عبث
بند کر منہ کو وہان کیسۂ زر کھولدے

کیا تماشا ہے کہ رستہ بند ہوتا ہے ابھی
ایک دم بازار مین روئے منور کھولدے

جاؤن دنیا سے تری جانیسے پہلے او صنم
ہے یہی میرا کفن ڈولی کی چادر کھولدے

وصل کا دن ہو چکا اونکا نہین جاتا حجاب
اے کبوتر باز جوڑے کے کبوتر کھولدے

سنتِ رضوان کرے کیا ناسخ اے بابِ علوم
بابِ جنت کو برنگِ بابِ خیبر کھولدے

سب وہ نئین ہین نئی نبتین ہین اے یار نئی
روز یان رنجتی کی اوڑھنی ہے دیوار نئی

پھر نئے سر سے ہوا جوش جنون آئی بہار
پھر مری پانونکو زنجیرین ہین درکار نئی

ماہ تو کیا ہے بھلا ابروئے قاتل کے حضور
کیون فلک ہمکو دکھاتا ہے یہ تلوار نئی

سر برہنہ جو ہین یہ رند نہ بھرنا اُنسے
کہنہ ہو جائیگی زاہد تری دستار نئی

اونکا ڈر ہے مجھے تیرون کے سوفار و نئے
دمبدم بہر فغان ملتی ہے منقار نئی

موت آئی ہے جنون غم نہین عریانی کا
ہوگی پوشاک مری واسطے تیار نئی

کہکشان ہو نہ ثوابت ہین نہ سیارہ نہ صبح
نظر آتی ہے جدائی مین شبِ تار نئی

کبھی لیلی کبھی شیرین کبھی عذرا اسلئے
تیری خدمت مین ہے روز ایک پرستار نئی

خوش رہو تمکو اگر قدر پرانو نکی نہین
ڈھونڈ لین گے اجی ہم بھی کوئی سرکار نئی

وله

شاہ

شاہِ مردان سے نہین مخفی کوئی رازِ جہان	ہین ملک ہر کار ادنگی ہر طرف
بادشاہان جہان سب نذر دیتے ہین اونسے	وہ وزیر بادشاہِ کشور بول

عالمِ ارواح سے ناسخ قدم کے ساتھ ہے
رُوح پاے پادشاہِ اولیا کی خاک ہے

تو چاند ہے سایہ چاندنی ہے
ہے یا دصف قرہ جو دل مین
مارا ابرو سے سیکڑون کو
کا نسر خط استوا بدن کا
عاشق ہین جو سوزنِ قرہ کے
دیکھا جسے ہوگیا وہ عاشق
کیونکر پی جاؤن ویکھا ہی ضبط
سلے اہ مرے کفن کے لایق
وہ ماہ ہے تو کہ چاندنی سے
جلتے ہین داغِ یاس دل مین
اوس پردہ نشین سے کیا ہے نسبت
پھبتی یہ نہین ہے ماہِ نو پر
سُورج تو بنا سُنہری اوگی

کو سون تک بلکہ روشنی
گویا کہ پلٹن کی چھاؤنی
قاتل تلوار کا دھنی
تیری سولنے کی کر دھنی
اپنی چپکن بھی سوزنی
تیری آنکھون مین ہو ہنی
جو اشک ہے ہیرے کی کنی
تیری محفل کی چاندنی
تیرے گھوڑے کی گردنی
ہر شب اس گھر مین روشنی
زہرہ تو ایک کنچنی
گویا ترے جوتے کی انی
سورج کی کرن کرن بنی

بن بارش رو تے ... گور ہو جائین کی
بحر مین عورت ... کیون آکر برسات کی
...
ایک دل ہے اور حسرت ہاے برسات کی
...

کیا سنا سب ہو گئی ہین قبر مین بارِ عذاب
اہل دولت بھی خزانونکی طرح گاڑے گئے

خاک پھل پایا نہ ہمنے گو درختونکی طرح
زندگی بھر کوئی جا نا نہین قدم گاڑے گئے

دھجیان کچھ اوڑ گئین ڈ چوبۂ گردون تبا
اپنے کپڑے کسقدر وحشت مین پھاڑے گئے

ولہ

ہین حسین اور بھی پر تجھمین ہی ہر بات نئی
دھج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی

خطِ نورستہ نہ قرآن کو کر دیا منسوخ
لوحِ محفوظ سے اوتری ہے یہ آیات نئی

ولہ

نہ تری گات بُری ہے نہ تری بات بُری
نظر آئی نہ مجھے تیری کوئی بات بُری

گرچہ ای جان نہین تیری کوئی بات بری
پر مری بات نہ مانی ہر یہی بات بُری

چاہیے یہ کہ نہو میری بُری بات بُری
آپ تو جانتے ہین میری بھلی بات بری

چوم لون کیون نہ بھلا تجھسے لپٹ کر ہر دم
واہ کیا منہہ ہی کہ نکلی نہ کبھی بات بری

بات کی غیر سے تونے مری کیا بات رہی
ہو گئی تجھ سے یہ اے شوخ بُری بات بری

ولہ

ہجر مین بارہ مہینے اپنی اک اوقات ہی
گو کبھی جاڑا کبھی گرمی کبھی برسات ہے

ولہ

سرکاؤ زمزمے کو نی پیمانہ چاہیے
کعبے کو کیا کرون مجھے بتخانہ چاہیے

ای عندلیبِ شوخ تو رہ آشنائے گل
مجھکو چمن سے سبزۂ بیگانہ چاہیے

ولہ

کمال اے غیرت گل ہو تری نازک کمر پتلی	رگ گل بھی نہین باغ جہان مین سقد...
کہین دیکھی ہو شائد ابداری تیری ڈانونگی	کہ مارے شرم کے پانی ہے آب گ...

ولہ

باغ مین آج جو اوس گل کی سواری آئی	شور بلبل نے کیا باد بہاری آ...

ولہ

ہے شب وصل جو اے ماہ جبین تھوڑی سی	ہے مرے جسم مین بھی جان حزین تھ...
سمجھے ہم ابر سیہ سے نکل آیا تارا	کھل گئی بالونسے جو تیری جبین تھو...
وسعت آباد جہان تنگ ہوا زیر فلک	چاہیے مجکو جگہ زیر زمین تھوڑی...
کیا لبالب ہے ترے تنگ دہن مین شکر	دیجیو ہمکو بھی اے طفل حسین تھوڑی...
تیرے ہی نام کی ایجان ہے بس گنجایش	وسعت دل بھی ہے مانند نگین تھوڑی...
کیا پہونچ ہے تری ہلنیر تک اے ماہ جبین	چاند کی روز جو گھسنی تھی جبین تھوڑی...
سنگ اسود کیطرح سب رخ زاہد ہو سیاہ	کیا جو سجدہ کی ہوئی تیرہ جبین تھوڑی...
مین تو کرتا ہون بہت سی تری خاطرداری	مری خاطر بھی تو ہوا و بت چین تھوڑی...
غرہ ماہ مبارک ہے یہ دیندارون کا	پی شراب آج تو اے دشمن دین تھوڑی...

ولہ

تیغ ابرو سے ہوا مار نظر دو ٹکڑے	صدقہ چشم کی ہے بلکہ سپر دو ٹکڑ...

ولہ

رباعیات

رباعی

رباعی

191

رباعی

بھیجا ہے جو مین نی یہ محبت نامہ
لکھنا نہ جواب مین عنایت نامہ
یہ حال ہے دم نہین امید حیات
گویا کہ یہ نامہ ہے وصیت نامہ

رباعی

رہنے کو عجب مکان ملا ہے ای یار
ہر سمت سے خاک آتی ہی لیل و نہار
کرتا ہون کسی خط مین مین نامہ تحریر
ہو جاتا ہے بعد لکھنے کے خط غبار

رباعی

ہوتا ہے خط روانہ سوے جانان
ہوتی مری جان بھی ہی ساتھ اوسکی روان
آتا ہے جواب خط تو اوٹھتا ہون
ہے طائر نامہ بر مگر طائر جان

رباعی

تصویر صنم مین کم اسے کلک ازل
پنہان ہی نگہ سے یا نگہ کا ہی خلل
جز عالم غیب کون جانے یہ راز
لکھے ہوسے پڑھے خدا سیح ہی مثل

رباعی

خوناب سے دل نہین ہی دم بھر خالی
ہین منبسط سے لیک دیدۂ تر خالی
اے ساقی بیوفا تری فرقت مین
لبریز ہے شیشہ اور ساغر خالی

رباعی

اول عدم آخر عدم اے عرش جناب
کیا دو عدد و مین زندگی کا ہی حساب

رباعی

رباعی

رباعی

رباعی

بیتک کرون انتظار خط جانان
لیکن نہ کبھی بھی مرے سے لایا خط
اک ایک سے تجھے قاصد لایا خط
وطن سے تھے اونکا بھی نکل آیا خط

رباعی

اے دوست نوروز مقرر ہے آج
خورشید اریکہ حمل پر ہے آج
ثابت ہے یہ دلیل ہے کہ بیتابی مین
میرے روز و شب برابر ہے آج

رباعی

احباب اگر وطن مین ہین آسودہ غفلت ہی اگر جواب لکھنے مین اونھین		بیتاب مین غربت مین ہین کیون خامہ ہے مرا بھی پلے خواب آ
	رباعی	
ہے روز ازل سے دانہ ہر دیدہ دوران خورشید کو دیکھو آسمان کو دیکھو		کیا خاک ہو سیر کوئی اسکا مہما اتنے بڑے خوان مین ہے اک گرد
	رباعی	
دن حشر کا غربت نے مجھے دکھلایا لایا خط یار پیک تو مین سمجھا		نالون نے خروش صور کا سنو یہ نامۂ اعمال فرشتہ
	رباعی	
نکلا ہون وطن سے صورت بوی چمن مانند بدن وطن ہے بیار مین روح		کس رنگ سے اب آتے نظر روی چم ممکن نہین عود روح کا سوی بد
	رباعی	
اشک آتش جل گردہ ہی بجلی نالہ ایسی ہے مرے داغ دل سے بھڑکی ہے آگ		ہر لخت جگر ہے آگ کا پرکا ہے دائرہ مثل شعلۂ جوا
	رباعی	
آتا ہے کبھی جو مجکو خط جانان پڑھتا ہون جو خط بہتے ہین اشک آنکھون سے		ہوتا ہے زیادہ دلکو رنج ہجرا تاثیر مین دو دوہ مرکب ہے دوا

رباعی

ہر چند ہون پاک پیرہن اور سراپا عمل
نہین میری پیٹ بے سود اور لیکن
اس نفس کے عنصر ہین اصول عمل
ہے فرشتہ کی ازنت ہی مرا عمل
شیطان کی

رباعی

اے معصوم غربت مین رمضان
ہون نام کا بیمار سے روزہ دار
اے مشتاق زلف جانان
قرآن

رباعی

نہین ہے کبھی دل مین ہی وہ مصحف
ہے آ کہ ہے نظر دن سے
افطار ہے نہ قرآن

رباعی

غربت نے کیا ہے مجکو ایسا حیران

۱۹۳

رباعی

ہے خال رُخ یار تجھے نقطۂ سہو — اور ابروئے خمدار لطاق نسیان

رباعی

کیا ڑرے ہین اشک نامے کے انشا مین — یہ جوش نہ گنگا مین نہ ہی جمنا مین
یون قلزم اشک مین ہی میرا نامہ — دیتے ہین غرلقینہ جسطرح دریا مین

رباعی

لے کر جو گیا نامہ ہمارا قاصد — کیا ذکر جواب خود نہ آیا قاصد
مدت ہوئی انتظار کرتے کرتے — تھا عمر گذشتہ شائد اپنا قاصد

رباعی

اے نالۂ شبگیر نہین ہوتی صبح — اے اشک کی تاثیر نہین ہوتی صبح
گذری اک عمر بھر شب تار فراق — مثل شب تصویر نہین ہوتی صبح

رباعی

اے نامہ بر و تجھے پیمبر کی قسم — لیجا ؤ شتاب خط مرا پیش صنم
دو پانون ہین اور اسقدر ہے سستی — اک پانون سے چل رہا ہے میرا قلم

رباعی

کیا نامہ لکھون گران ہے بار خامہ — کچھ صرف دوات ہی نہ کار خانہ
کیا دور اگر سپید ہو چشم دوات — مدت سے ہے اوسکو انتظار نامہ

رباعی

رباعی

رباعی

رباعی

رباعی

رباعی

رباعی

یا ایک پری کا سے وصال تھا ہر دم
یادو سنج میں رنج تھا جو شام و سحر
یا کاکل و لدار سے تھا ربط مدام
یا دو سنج میں سانپ مری چھاتی پر

رباعی

اس رشک پری کے ہجر میں آیا دو
نچاسے میں آسیب شیاطین کا یادو
یا زلف کی بو سے تھا معطر دم شام

رباعی

[illegible]

رباعی

آفت سی میں زندگی کے دم سے ہیں
کیون یہ ہوتا سودا
[illegible]

رباعی

اس چرخ کو لازم ہے بڑی رات نہیں
[illegible] رات بڑی تمام راتون کی

رباعی

باتون کا نہین قصور ای دم ساز | | آنکھون سے فقط فاش ہو میرا
قائم ہے دعوی صادق یہ دلیل | | دریا کے سبب پہونچتی ہے د

رباعی

کرتا ہون مین حسرت مین گریبان کو چاک | | اور غم نے کیا سینۂ سوزان کو چ
ہوگا کوئی دن وہ بھی الٰہی کہ کرون | | سرنامۂ مکتوب عزیزان کو چ

رباعی

کس ضعف مین خط لکھا ہے ای باد مراد | | للہ نگرنا مری محنت برباد
نامے کو جو لے ہاتھ مین وہ رشک پری | | ہنہ مہر مری مہر سلیمان سے زیا

رباعی

ہے جسم مرا اور نہ جان ہی باقی | | تربت مین نہ کوئی استخوان ہی باقی
کرتا ہے خدا تو امتحان تا دم زیست | | تربت کا ہنوز امتحان ہے باقی

رباعی

یوسف کی طرح جدا ہے میرا محبوب | | رو رو کے ہوا ہون گو رشک یعقوب
مکتوب جو آیا تو ہوا مین بیتاب | | پیراہن پیچیدہ ہے گویا مکتوب

رباعی

مشہور بڑا دن ہے یہ کیون دنیا مین | | کوئی نظر آئی نہین توجیہ ہمین

رباعی

یا یار ستیز کرتے ہیں اکثر بد [illegible]
[illegible] تو کیا تماشا ہے
کیا اوج دوروزہ ہی [illegible]
پھر سوسے حضیض آسمان لاتا ہے
[illegible] اور یہ غرور آتا ہے

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

پاتاہے جو گوشمال کوئی انسان
آگے سے بھی آواز ہوتی اوسکی زباں
ہو جاتی ہی بند شرم سی اوسکی زبان
طنبور کی طرح کیا اوسیٹھے گی کان

رباعی

سہ بیچ مین گھر چار طرف ہی صحرا
دروازہ وہین زنجیر بہ مار سیاہ
دالان اوجاڑ ہی سڑا ہے چھپر
کھپریل مین کھپرا جو ہے سو لبش کھپرا

رباعی

شرمندۂ شاہ کربلا ہے پانی
گرتے ہین جو اشکِ چشم ثابت یہ ہوا
کیا فیض سے محروم رہا ہی پانی
گویا نظر دل سے گر گیا ہی پانی

رباعی

اے ابنِ علی امامِ عالم تو ہے
ماتم ہو ترا تمام عالم مین نہ کیون
اے شیر جری امام عالم ہی تو
اے سبطِ نبی امام عالم تو ہے

رباعی

تھم جائین غمِ شاہ مین کیونکر آنسو
پیتا ہون جو یادِ عطش شاہ مین آب
جاری ہی رہین گے زندگی بھر آنسو
بہتا ہے وہ چشم تر سے بنکر آنسو

رباعی

تعریف کرون کیا مین شہہ والا کی
شمشیر کا جو لہو بنا ہے یہ شفق
موسی کی ہی کچھ قدر نہ یان عیسی کی
ادنی سے ہے یہ دلیل رتبہ اعلی کی

۱۹۶

گفت تاریخ تهنیت تاریخ		صحت نور چشم باد سعید…
	قطعهٔ تاریخ	
جناب محسن الدوله بهادر		بهار بوستان باه و د…
ز خالق یافت فرزندی همایون		چراغ دودمان عز و شوکت…
صد و سی سال با اقبال و اجلال		خدای انس و جان دار و س…
بود بهر جناب مستطابش		نشاط خرمی و عیش و ع…
سنین سال میلادش خرد گفت		که باد آفتاب اوج و حشمت…
	قطعهٔ تاریخ	
یا علی آورده ام شیر تو فریاد از فلک		شیر دو هر لحظه برمن چو رسیدار…
بار چون بر سینه ام افتاد سال بخش آن		گفت دل را سینه بر من بنهادانه…
	قطعهٔ تاریخ	
وقار محسن الدوله بهادر		فرزند مسیح و مسیحا باد الهی…
بجانش مهربان هر دم زیاده		جناب بادشاه باد الهی…
دو شیر اورا عطا شاه جهان کرد		مبارک این عطا باد الهی…
رقم زد مصرع تاریخ تاریخ		محمد شیر خدا باد الهی…
	قطعهٔ تاریخ	
شکر ای خالق عالم از گل		یافت دل بند شفائی کا…

قطعهٔ تاریخ

معظم باد اندر مملکت عالم برای سال مسعود خطابش	غضنفر جنگ آن عالی جناب است خرد گفته که اعلی این خطاب است

قطعهٔ تاریخ آصف جاه والی دکن

دلا نواب آصف جاه مغفور ندا آمد پے تاریخ از غیب	ازین دار فنا شد های افسوس دکن تاریک شد ای وای افسوس

قطعهٔ تاریخ

۱۲۴۴ھ

شدم محبوس چون در خانهٔ خویش چنین تاریخ خواندم در حضورش	خلاصم داد یک مرد بزرگی رہانیدی مرا از دست گرگے

قطعهٔ تاریخ

۱۲۴۳ھ

جان بلب آمد مرا از غفلت طباخ آه چون دگر بار خطا بود سال عیسوی	می برد خاگینه با مار گریه بهر من گفت دل بار سیه بخت این سفینه بهر من

۱۸۲۹ع

قطعهٔ تاریخ

دزد در خانهٔ تاریخ چو زد نقب شب بهر تاریخ مسیحے چو بریدم سر زد	نه زر و سیم و نه بد مس خجل آمد بیرون دزد از خانهٔ مفلس خجل آمد بیرون

قطعهٔ تاریخ

زہے نواب فیاض آ	که شد شایسته عالم پناہے

قطعهٔ تاریخ

گفت ناسخ سال میلادش بجواب
صبح طالع شد برآمد آفتاب
۱۲۴۵ھ

قطعهٔ تاریخ

۱۹۰

قطعهٔ تاریخ	
ز هچکپ دختر مرزاے ذیقدر	در لیغا چار ساله رفت صد حیف
نوشتم مصرع تاریخ فوتش	ز دنیا چار ساله رفت صد حیف
	۱۲۲۴ھ
قطعهٔ تاریخ	
نود عضب خط ط مرا هزار افسوس	مبادا روز هزان خطاشعار این
نوشت کاتب عمال او پے تاریخ	سیاه هجو قلم باد روے آن خائن
	۱۲۲۵ھ
قطعهٔ تاریخ	
فرسود بلف هزار خامهای وای	هم ریخت پر و بال همامه ای وای
گشتند چو خط تلف بگفتم تاریخ	صد حیف تلف جهاز نامهای وای
	۱۲۴۵ھ
قطعهٔ تاریخ	
داد حق پورے حسام الدوله را	گرد دلها بعشرت هانترین
گفت ناسخ سال تاریخ سعید	هست دلبند سعادتمند این
قطعهٔ تاریخ	
رفت وا ویلا ازین دار فنا	سید عالی حسب دالا نسب
نام او بوده محمد علی	بعد ازین بے داشت افیونی لقب

قطعهٔ تاریخ

قطعهٔ تاریخ

قطعهٔ تاریخ

زدنیا به ذیقعده رحلت نمود — ولایت علیخان جنت مکان
خرد بهر سال وفاتش بگفت — ششم جمعه شد آه سوی جنان

۱۲۴۰ھ

قطعهٔ تاریخ

رفت مرزا محمدی ناگاه — به ریاض عدم ز باغ وجود
گفت سال وفات او تاریخ — حیف ذیحجه پنجشنبه بود

۱۲۴۸ھ

قطعهٔ تاریخ

الدین وار لنصف صفر پنجشنبه — شده های مرزا علی خان بها در

قطعهٔ تاریخ

زین جهان رفت به ایام زساعت افسوس — قرة العین امیر الامرای عادل
یافت مصرع تاریخ وفاتش تاریخ — شنبه و بست دوم بود ربیع الاول

۱۲۴۴ھ

قطعهٔ تاریخ

از وفات جناب شاهِ زمن — گوئیا عالم هلاک شده
دهر گر دید بهر ما دوزخ — به بهشت آن جناب پاک شده
دیدها شد به ماتمش نمناک — سینه ها آه دردناک شده
رفت دامان صبر از دستم — جیب صبر و شکیب چاک شده
گشت تاریخ مصرع استاد — ای بسا آرزو که خاک شده

قطعهٔ تاریخ

قطعهٔ تاریخ

قطعهٔ تاریخ

قطعهٔ تاریخ

۱۹۹

قطعهٔ تاریخ

میرزا کاظم علی خان مغفرا ...

طائر روحش ...

بود و هم پرواز با روح الامین

گل بپوشید لباس سوسن
جای بو خاک بسر هست نسیم
نام او میرزا کاظم علی ست
اندرین باغ برنگ نکهت
جامع مذہب اثنا عشری
چشم ہا را رہِ تحقیق نمود
طبع میداشت معراج و ماج
ورا ازل علم و عمل یافت بہم
مشت خاک ہمہ ارباب خلاف
علم معقول ہمہ از بر داشت

گریہ چون جوے کند …
زلفِ سنبل بکف صرصر …
آنکہ پا در چمنِ خلد …
بود از قید تعلق آ…
نافی کفر و ضلال و ا…
در توفیق بولہا …
خانۂ علم از و بود …
صاحب رشد و ارشاد و ا…
داد از صرصر برہان …
علم منقول ہمہ بود …

گفت تاریخ وفاتش ناسخ
گو تیا قائمۂ عرش افتاد
١٢٦٩ھ

قطعۂ تاریخ

آن سالکِ منزلِ حقیقت
آن عرش سریر چون مسیحا
از داغ سجود بے ریا بود
در ماتم آن گل سحر خیز

فرمود ازین جہان سفر حیف
پنہان گردید از نظر حیف
پیشانیٔ غیرت قمر حیف
گوید ہر بلبل سحر حیف

قطعۂ تاریخ

الیضاً

۲۰۱

محب قائم آل عبا بود	از و دین محمد بود قائم
بتسبیح وتحمید و به تهلیل	چو دل بوده زبان مشغول دائم
براه حیدر کرار میرفت	ضعیفان را همیشه بود خادم
نوشتم سال تاریخ وفاتش	باقلیم شریعت بود حاکم

قطعهٔ تاریخ

هادی راه یقین حیف امروز	کوچ ازین دار فنا فرموده
زهد بنیند که دست پاکش	نه بنعمای جهان آلوده
آرمیدی نه شبی آن عابد	بعد رحلت به جنان آسوده
طاعت واجب وسنت که بود	همتش هیچ بر آن افزوده
عقدهٔ مطلب ما لاینحل	به بیان قلمش بکشوده
آن محقق به براهین وحجج	فرق در باطل وحق فرموده

گفت تاریخ وفاتش ناسخ
حیف بی مثل محدث بوده
۱۲۳۲ھ

قطعهٔ تاریخ

ناظم اقلیم دین وشرع بود	میرزا کاظم علیخان های حیف
هست تاریخ وفات آنجناب	عارف اکمل برفت ای وای حیف

قطعهٔ تاریخ

گفت سال فوتش ...
بیین مذهب حق وای افسوس

ایضاً

هم از کاظم علیخان مقتدای مومنان
از همه برتر ... قرآن و حدیث آگاه بود
خان قدر احمد مختار و آل پاک او
مجتنب از ماسوا الله عاشق الله بود
در عزای بادشاه تشنگان کربلا
اشک خون در چشم بود و بر لب او آه بود
نیست چمن تارک دنیا و فیض آگاه او
همچو خانه خشک در چشم خرد و جاه بود
باد و رای اهل ضلال دبیر و مهدی دین
... دشت کفر خضر راه بود
... شریعت شاه بود
... گوهر دین ... بود
...

هست بحر کرم تهور جنگ	باد یارب مدام ثروت او
جاه و اقبال او فزون باشد	هم شکوه و جلال و شوکت او
دوست دارد ورا حبیب خدا	شاه مردان کند حمایت او
حسن خلقش گل همیشه بهار	شاخ پرمیوه دست همت او
زنده چون خضر باد آب بقا	نی برو بهر غسل صحت او
بهر اعدای دین ست بیل فنا	موجهٔ قلزم شجاعت او
مرضی بارگاه معبود ست	ورع و طاعت و عبادت او
جو محب نبی و آل نبی ست	فرض شد بر همه محبت او
یا الهی فزون بود هر دم	عمر و اقبال و زور طاقت او

گفت تاریخ حشمتش ناسخ
صد و سی ساله باد عشرت او

قطعهٔ تاریخ

جناب میرزا کاظم علیخان	جهان را قبله برحق وای افسوس
مجرد از تعلق های صد حیف	ز تقییدات مطلق وای افسوس
گو چاک بجا شد در عزالش	زمین را سینه شد وای افسوس
شده روزگار اندر غم او	شده مشکی زابلق وای افسوس

قطعهٔ تاریخ
... سال تاریخ وفات ... رسول الله بود

قطعهٔ تاریخ
... تاریخ ...

[illegible]

قطعهٔ تاریخ

۲۰۳

آن شبے کاندران امامِ زمان	متولد شده به لطیفِ حمید
لیلة الاربعا و پانزدهم	صیغهٔ خواندند عالمان رسید
به شبِ پنجشنبهٔ محمود	نوعروسش بخانه اش برسید
صد و سی سال هر دو عیش کنند	هر دم اقبال و جاه و باد مزید
دهر او لا د نیکبخت خدا	بهر آلِ رسول پاک مجید
باد فرخنده والدینش را	این عروسی دو این خوشی این عید

گفت تاریخ این فرح تاریخ
جشن عیش و نشاط باد سعید

قطعهٔ تاریخ

بفردوس اعلی ز رنج و بلائی	شده هاے مرزا علیخان بهادر
خرد گفت سال سنین و فاتش	که اے وای مرزا علیخان بهادر

قطعهٔ تاریخ

شود سعد عقدِ نکاحِ سعید	درخشان بود روے چون ماهِ او
بروے زمین حکم رانی کند	کند آسمان دردلِ خواهِ او
به هر بزم و هر رزم و هر روز و شب	بود حامی و ناصر الله او

سال مسعود گفت پیر خرد | صحبت نور چشم سعد...

قطعهٔ تاریخ

علامهٔ عصر زین جهان رفت
مرزا قاسم علی ست اسمش
او عاشق نیک مصطفی بود
جان از تن او لطوس رفته
علم فقه و حدیث و قرآن
تاریخ وفات آن محقق
آواز آمد ز چرخ اطلس

زین دشت به گلشن جنان ...
چون روح لطیف بود جسمش ...
او عاشق صادق رضا ...
یعنی پی پای بوس ر...
شد ختم بر آن معلق ایما...
جستم از طبیعت ...
و ... رفت به مشهد مقد...

قطعهٔ تاریخ

ساقیا باده کشم وجد کنان
رخت از خانه بمیخانه کشم
زبدهٔ صدق و صفا یافت شفا
یا الهی به نبی عربی
شادمان باد حسام الدوله

عید من آمده پیش رمضا...
خُم لبریز چو پیمانه کش...
قدوهٔ اهل وفا یافت شف...
به محبان حبیبان ...
حکم ران باد حسام الدو...

۲۰۴

امام بارهٔ ... تاریخ ... شاهی

تاریخ امام باڑہ شاہ جمجاہ

جناب محمد علی بادشاہ	پسندیدۂ بارگاہِ اِلٰہ
بصدق و صفا تعزیہ خانہ ساخت	بلند از سما تعزیہ خانہ ساخت
جنابِ ابو الفتح نوشیروان	بود در رکابِ امامِ زمان
حبیبِ خدایا در و یار اوست	علی شاہ مردان مددگار اوست
باقبال باشند با جای او	باو باد رفتند اعدای او
دعا ہای او جملہ مقبول باد	پے عمر او چون خضر طول باد
خرد سال جای عزای حسین	بگفتا مزارِ شہِ مشرقین ۱۲۵۴ھ

ایضاً

خدیوِ عصر محمد علی شہِ والا	کہ ذات واز ازل قابل جہانبانی ست
بزیرِ سایۂ لطفِ نبی بے سایہ	ہمیشہ حضرتِ سلطان ظلِ سبحانی
بود جناب ابو الفتح فتح بابِ مدام	کہ در حمایت و عون علی عمرانی ست
معینِ دین حبیبِ خدا معین الدین	بہ امر و نہی خدا حکمران لاثانی ست
بعدل و حکم جو نوشیروان و اسکندر	عیان ز جبہۂ او صولتِ سلیمانی
اگرچہ ہست بظاہر شہنشہِ دوران	مگر بباطنِ او بوذری و سلمانی ست

ایضاً

ایضاً

یہی تاریخ مسعودِ بنا ہے	جلیل پاک ہے تسبیح خا...

تاریخ سبیل واقع حسین آباد

نوشیروانِ عدل ابوالفتح شاہِ ہند	مقبول بارگاہِ شہِ مشرقین ...
رکھوائی ہے سبیل تو تاریخ یہ ہوئی	آبِ سبیل نذرِ جنابِ حسین ...

ایضاً

این سبیلِ شاہ شاہانست و آبِ حیات	نشئہ دیدار این پیوستہ جوی سبیل
شمۂ اوصافِ این اہلِ جہان گر بشنوند	کس نخ بندید جانبِ تسنیم و سوی سلسبیل
ہر طرف ظرفِ وضو مانند کوزِ لاب جناب	جملہ آب ظرف ہا آبِ نکوی سلسبیل
من کنم وصفِ سبیلِ خسروِ ذی شان کنم	وصف این تسنیم گوید زرو برو سلسبیل
ہست این تاریخ جاری کرب بہارِ خلد	این سبیل آبروی ابروی سلسبیل ۱۲۵۴

تاریخ چاہ

اب این چاہ ز شیر بہتر خود	تربت قند و نبات پاک ست
راست تر مصرعِ تاریخ رسید	چشمۂ آبِ حیات پاک ست

ایضاً

سلطانِ جہان خدیو باذل	کسرای زمانہ شاہِ عادل

ایضاً

محمد علی بادشاہ زمانہ

در بحر فیض ست دریا دل او

۲۰۶

تاریخ نہر

اس مصرعِ تاریخ مین اغراق نہین	ہے نہر جنان یہ حوضِ پاک طینت

تاریخ سٹرک

خسرو ہند ابو الفتح معین الدین ست	رشک تنا هانِ جهان دشہ ہندستان
تعزیہ دار جگر بند جناب زہرا	حامی شرعِ نبی عاشقِ شاہِ مردان
سالکِ راہِ یقین خضرِ رہِ دینِ متین	پیرو چاردہ معصوم قبولِ یزدان
ہست خورشید جہان تاب زرافشانی	دستِ دربارِ جنابش جو سحابِ نیسان
چون سٹر ساخت بنا مصرعِ تاریخ بگفت	ہست این نوع سٹرک جادۂ راہِ ایمان

ایضاً

جناب محمد علی بادشاه	که باشد همه عالم او را مطیع
بخشش چه تحفه سٹرک شد درست	که از کهکشان ست قدرش رفیع
کند سلطنت تا صد و بست سال	بعونِ خداے بصیر و سمیع
رسولِ خدا در دو عالم بود	براے جنابش معین و شفیع
خرد مصرع سال تاریخ گفت	برآمد رہِ مستقیم وسیع

تاریخ مخلع شدن حسین علی خان بہادر

حسین علی خان بهادر

۲۰۷

تاریخ تولد فرزند مرزا

تاریخ تولد

سرو دست خان ز تیسان چو سید زخم از تیغ
چه گلی که زر بخشد به که ومه زمانه
چه گلی بعدل و دادی که بباغ آفرینش
گل بوستانِ احمد که به نگهتِ در بحیش
ثمر خود بجنبانم چو لفکرِ سالِ صحت

بعیادتِ وی آمد گل بوستان ا...
در لبے بہا چو شبنم بہر دم ده و...
سمتے بعندلیبی ز رسد ز دستِ ...
شده برگِ گل ز مانم چکنم زیاده از...
دل من بگفت تاریخ اثر قدم شف...

تاریخ جشن بادشاه عالیجاه محمد علی شاه

حضرتِ بادشاه شاهنشاه
آسمانِ جهانِ سلطانی
دستِ پر نورِ او زر افشان ست
نخلِ قدسے ثمر بار ست
کنیتِ شاه چون ابوالفتح ست
لقبش می سزد معین الدین
ازان نوشیروانِ عادل هست
حامے او محمد ست و علے
صد و سی سال حکم ران بادا
تندرستی بود سرایش

حامے دین و هست ظل ا...
نیر طائر جهان با...
لب جان بخش گوهر افشان...
تیغ او بر عدو ثمر بار...
بر جنود عدو ... ست
هست بیشک معین دین هتیر...
بادشاه کریم و بادل هست...
که محمد علی ست اسم جلی...
حکم او در همه جهان باد...
چیست هچالاکی او اعضای ...

تاریخ تولد

۲۰۴

مددگار او سید انبیاست	نگہدار او سرور اوصیاست
کفِ جود او گوہر افشان سحاب	رخِ روشنش غیرتِ آفتاب
جہان کرد آباد از عدل و داد	بنائے جفا و ستم شد باد
گدا را غنی میکند بے سوال	کند خار را ازا بیارے نہال
بجود از سوابق سبق بردہ است	دلِ حاتم طائی افسردہ است
حکومت کند تا صد و بست و سال	زیادہ شود عز و جاہ و جلال
تن و جاہ او باد یارب صحیح	بود عمر او ہمچو خضر مسیح
گدا خلعت فاخرہ یافتہ	بدستار شمیتہ دریافتہ
زبس عزتِ خویش انگاشتہ	علم از تفاخر برافراشتہ
شدہ سال او خاتم خلعت جنان	سلامت چون نوشیروان زمان

قطعہ دعائیہ

ظلِ سبحان غیرتِ نوشیروان	بادشاہِ بادشاہان جہان
حسن میں یوسف ہے سلطانِ جمیل	خوانِ نعمت عام مانند خلیل
ہے سواری کا ہوادار اسطرح	بادِ پر تختِ سلیمان جسطرح
تیل رستم ہیں پیادے بے حساب	رکب افراس سب افراسیاب
ہے عمارت میں عیان اوجِ فلک	پاسبانی کے لیے فوجِ ملک

جشن شاہی صد و سی سال مبارک باشد
تاج کلاہی صد و سی سال مبارک باشد

تاج زرین بسر پاک ہمایون بادا	شد بداندیش تو مال مبارک

مبارک باد

عید اضحے بہ شہنشاہ مبارک باشد	بلکہ صد عید بہر ماہ مبارک
مدد احمد مختار ہمایون بادا	التفات اسد اللہ مبارک
صد و سی سال باقبال بدولت یارب	حشمت و مرتبہ و جاہ مبارک
قوت و روح لطیف بدن پاک لطیف	بجہانبانی دل خواہ مبارک
فیل اورنگ ہوادار و سواری سعید	اے شہ ہند بہر راہ مبارک
بر مراد تو بود سیر ہمہ سیارات	روز خورشید شود ماہ مبارک

تہنیت

بہ شہنشاہ زمان تاجور کشور ہند	رشک دارا و فریدون جم اسکندر
ہفت سیارہ بفرمان تو با ہفت فلک	ہفت اقلیم بحکمت بود اے داور
حالت ہند تبہ بود بجور ظلمت	للہ الحمد کہ شد معدلتت یاور
ہمرا عدائے تو پامال سپاہ تو بود	تا ابد تہ پائے مبارک سر
کہکشان ست نشان تو فلک نقارہ	کثرت ثابت و سیارہ ہمہ لشکر
سکہ بر سیم زر و مہر و مہ ای شاہ بزن	اے فدائے قدم تو ہمہ سیم و زر
ہست عالم بدم رشک مسیحت زندہ	روح خاک قدمت ہے پیکر

قطعہ دعائیہ

دُعا وہ اُسکے لیے مانگتا ہے کعبے مین
بسانِ دُنبہ قربان بحق ابراہیم

جو سوئے پنجتن پاک دل سے مائل ہے
اسی کی تیغ سے اِسکا حسود بسمل ہے

تاریخ ضریح

عرش بریں سے بھی کہین اعلیٰ مقام ہے
یارب یہ ضریح مقدس کہ قصر نور
اوج بارہ ہے مانند آسمان
غم مین امام بارہ سیہ پوش ہوگیا
رُونا تمام کعبہ پرستون کو چاہیے
زمزم غم حسین مین بہتا ہی چشم تر
بانی ہے اس ضریح مقدس کا وہ جناب
نوشیروانِ عدل ابو الفتح فتحیاب
دیدار امامِ عصر کا اُسکو نصیب ہو
تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوئی

یہ روضۂ حسین علیہ السلام ہے
ہے یہ امام بارہ کہ بیت الحرام ہے
اوس مین ضریح غیرتِ ماہِ تمام ہے
یہ جائے اشک باری خیر الانام ہے
روتا یہان خلیل ہے یہ وہ مقام ہے
پُر آب چشم چشمۂ کوثر مدام ہے
جو تاجدارِ ہند شہِ خاص و عام ہے
دریائے فیض و ابر و کرم لاکلام ہے
مومن جو ہی یہ ورد اُسے صبح و شام ہے
بولے ملک ضریح قبولِ امام ہے

ملح

در اے ابو الفتح سلطانِ غازی
فدائے ابو الفتح سلطان غازی

تاریخ تولد همایون فرزند ارجمند جناب اسد علی خان

الهی بود مولد پور مسعود

بحق علی شاه مردان همایون

ایضاً تاریخ حشمت

۲۱۲

نشد پادشاهی باین عدل و بخشش	سوای ابوالفتح سلطان ...
بسان خلیل ست بر خوان نعمت	صلای ابوالفتح سلطان ...
نصیب سر حاسدان باد یارب	بلای ابوالفتح سلطان ...

تاریخ جلوس میمنت مانوس ابوالمظفر معز الد...
غازی الدین حیدر شاه زمن بادشاه غازی ...

بحمدالله که با اقبال و دولت	بتخت زر جلوس شاه گر...
زمین و آسمان یک بزم عیش است	زماهی خرمی تا ماه گ...
مبارک باد ای آفاق عالم	طلوع آفتاب جاه گر...
ندا آمد بگوشم زود یارب	که شاه امروز شاهنشاه گ...

پی سال همایون جلوسش
بگو ناسخ که ظل الله گردید

تاریخ جلوس نمودن شاه زمن نصیر الدین حید...
بادشاه و وزیر اعظم شدن معتمد الدوله بهادر...

چون شاه زمن صاحب جود و انصاف	شد بر سر اورنگ مرصع جالس...
گزیده وزیر اعظمش ضیغم جنگ	کو هست بمضمار فراست فارس...

تاریخ وصل ہوی مصنف

نو شتم سال تاریخ شفایت	الٰہی باد دائم تندرستی

تاریخ کدخدائی مرزائی بیگ

کدخدا شد چو بروز مسعود سال تاریخ عروسی ناسخ	پاک دین و دل پاکیزہ است کدخدا شد مرزایم نبوست

ایضاً

چو گردید مرزای من کدخدا دلا سال تاریخ جشنش بگو	ببالید جسمم دلم گشت شاد کہ این کتخدائے ہمایون شود

تاریخ تولد فرزند ارجمند مرزائی بیگ

شد امروز مولود مرزا محمد پے سال مولود اوگفت ناسخ	بکن طول عمرش عطایا الٰہی بہ ثروت بود دائما یا الٰہی

تاریخ ختنہ

امیدم ہست کز فضل تو باشد رقم کردیم ناسخ سال تاریخ	خدایا ختنۂ مہدی ہمایون کہ باد ا ختنۂ مہدی ہمایون

نواب آصف الدولہ

تاریخ تولد فرزند

حافظ وارث علی

تاریخ مسجد

تاریخ

ہمایون خلعت از شاہ زمن یافت	جناب با شکوہ و حشمت و ج...
برائے سال تاریخ مبارک	نوشتم باد این تشریف ...

تاریخ خسوف شدن ماہ

از خسوف این شب چہار دہم	در نظر سیاہ شد شب تیر...
سال تاریخ خامۂ ناسخ	ز دو رقم واے شد شب تیر...

تاریخ

زہے چاہے لطیفے بحر فیضے	کہ آبش شربت قند و نبات ست
پے تاریخ خضر فکر ناسخ	بگفتا چشمۂ آب حیات ست

تاریخ کدخدائی خواجہ وزیر صاحب

للہ الحمد کہ خندہ اگر دید	مونس دلپذیر من امروز
گفت سال عروسیش ناسخ	شد نوشتہ وزیر من امروز

تاریخ خطاب مہر نواب محسن الدولہ بہادر

تاریخ وفات ... تخلص خواجہ حسن

تاریخ وفات مولوی ...

تاریخ وفات مرشد دوران مجتہد کربلائی

تاریخ وفات نواب آصف الدولہ بہادر

آہ آصف الدولہ بہادر	بحق نائب نواب مغفور
نوشتم سال تاریخ وفاتش	بود با حیدر کرار محشور ۱۲۱۲

تاریخ وفات نواب سعادت علی خان بہادر

افسوس کہ نواب یمین الدولہ	از ملک فنا رفت بحکم تقدیر
بر سینہ و سر دست زمان تیر فگند	پیش تابوت او چہ برنا چہ پیر
با نالہ و گریہ بر لب ہر کس بود	نواب وزیر ہائے نواب وزیر
از صدمہ نعش ہمہ بسر مے گرد	زاغ و تلخ و گزک بزد و شیر
تاریخ وفات او نوشتم ناسخ	افسوس وزیر بود آصف تدبیر

تاریخ وفات والد مصنف

والد من زین جہان رحلت نمود	یا الہ العالمین مغفور باد
گشت ناسخ سال تاریخ وفات	با رسول ہاشمی محشور باد

تاریخ وفات مرزا رفیع تخلص سودا

هست سید علیش اسم شریف	از سمک شهره تا سما…
دست ماتم شمس ست بر سر دل	سینه با تعزیه سرا گ…
ناخدای سفینهٔ ایمان	غرقه لجهٔ فنا گر د…
گفت سال وفات او تاریخ	جسم وے خاکِ کربلا گ…

تاریخ وفات علی مرزا فرزند مرزائی بیگ

روان ست اشک آه از دیدهٔ من	چو طفلِ شیر خواره رفتم از د…
براے سال فوتش فکر تاریخ	بگفتا بهر طفلی طفلِ اشک…

تاریخ وفات امیر الدوله بهادر نائب آصف الدول…

زین جهان نواب حیدر بیگ خان	عازمِ مُلکِ عدم گردید…
سالِ تاریخِ وفاتش پیرِ عقل	گفت رحلت کرد امیر الدو…

تاریخ فوت پسر مرزا جعفر فصیح

ز گلگشت بجنت رفت کاظم	قرار و صبر باهم برد آ…
چنین سال وفاتش کلک تاریخ	رقم نبود کاظم مُرد ای…

تاریخ وفات قلندر بخش جرأت تخلص

بهر سال وفات آن مرد زمن
گفت او خاتمه عرفان آن مرد زمن

تاریخ وفات مفتی علامه حضرت

مفتی علامه محقق حضرت خاتمه آن افسوس
سال تاریخ رحلت آن

انور علی از فیل نیفتاد و بمرد تاریخ وفات او نوشتم ناسخ			هر کس که شنید گفت بهم افسوس افسوس ای هفتم محرم افسوس

تاریخ موت صابر بخش

شد مسجد امام باره تبخانه خراب تاریخ وفات آن عزیز دلها			از فقد تو وای وای آه صابر بخش دل گفت که ہای ہای آه صابر بخش

تاریخ وفات مولوی انوار الحق

زین جهان رفت مولوی انوار سال تاریخ رحلتش ناسخ			بهر گلگشت روضهٔ رضوان گفت دل بود آخر شعبان

تاریخ وفات مولوی نور الحق

علامهٔ عصر مولوی نور الحق تاریخ وفات او نمودم مرقوم			جان را با جل سپرد هیهات ای وای نور الانوار مرد هیهات ای وای

تاریخ وفات مولوی مخدوم

زین جهان رفت مولوی مخدوم			عامل و عالم و حدیث نبی

از بدن و چشم و دل باز رفت
فاطمه خانم و اشک و فغان
آه بوس جنت ما
چون زین جهان حضرت سید رفت

تاریخ وفات مجتهد کربلائی

عمر از افسوس از جهان
سال تاریخ

تاریخ وفات برادر بزرگ جناب سید علی

صاحب عباس

تاریخ وفات

تاریخ وفات میرزا مغل بیگ

[illegible]

تاریخ فوت خواجه باقی

ازین مه ثلث از جمادی الاولی ماند
شد فنا خواجه باقی دل سوخته
گفت سال وفات او ناسخ
خواجه باقی بمرد آه افسوس ۱۲۳۲

ناسخ تاریخ وفاتش نوشته	رهبر دین آه ز دنیا برفت

تاریخ وفات فرزند قبلتی و کعبتی میرزا کاظم علی خان

رفت چون میرزا محمد باقر آه	بست دو ساله بفردوس برین
گفت ناسخ سال تاریخ وفات	حشر بادا با امام المتقین

تاریخ وفات میرزا محمد علی بیگ کامل خط نسخ و نستعلیق

چون میرزای ذیقدر صناع دوران	ز ناسوت شد سوی لاهوت صد حیف
پی سال تاریخ این رنج ناسخ	بگفتا خرد رشک یاقوت صد حیف

تاریخ وفات میرزا حسین ولد میرزا حسن که نوجوان کشته شد

بست ساله ز جهان رحلت کرد	سوخت داغ دل جانکاه حسین
سال تاریخ خرد گفت که هاه	هست این ماتم جانکاه حسین ۱۲۳۱

تاریخ وفات والده مقیم بیگ

رفت از دنیا سوی فردوس آن عفت مآب	باد زیر سایه آل عبا روز جزا
سال تاریخ وفاتش هاتف غیبی سحر	گفت آهی باد با خیر النسا روز جزا ۱۲۳۲

تاریخ وفات میرزا نجف بیگ

[illegible]

تاریخ وفات جناب [illegible]

[illegible]

بصد غم نسیم ندیم ست بی فاطمہ حسینم یتیم ست بے فاطمہ			درلیناکہ مرزا محمد امان شدہ سال این غم چہ گفت امین

تاریخ وفات مرزا حسین علی محنت

ز دنیا کرد رحلت وای افسوس کہ شد برباد محنت وای افسوس			ولا تلمیذ من محنت تخلص نوشتم سال تاریخ رحیلش

تاریخ وفات میر تراب علی

جان بخداش سپرد اے وائے میر تراب علی مُرد ای وائے			میر تراب علی در سقط تاریخ سال وفاتش گفتم

تاریخ

بر فلک چون نرد وافغانم گفت تاریخ غم دیکجانم			خبر مرگ شہ ہمدم برسید سال این ہر سہ مصیبت یکجا

تاریخ وفات میر گھسیٹا

ہر ایک نے اپنے منھ کو پیٹا			جب میر گھسیٹا مر گئے ہاے

تاریخ وفات شیخ استاد از رشک

مقتدای سخن و استاد سخن قبلهٔ من رشک تاریخ پے لوح فرازش گفتم	حیف گردید تهِ خاک نهان وا... در فدِ تاریخ اعجاز بیان داد...

تاریخ دیگر بسن عیسوی

در کانپور بودم این واقعه شنیدم سال وفات جستم تاریخ شد مسیحی	زین دهر منتقل شد از خلد جای نا... صد حیف ... تاریخ صد حیف ...

تاریخ در دائرهٔ مؤلفه که بجر هزج و رمل و رجز خوانده میشو...

رگ و پے داغ و خسته تا ابد کردی نوشتم سال مرگ تاریخ این مصرع	بیا پے ظلم بے پایان و حد کر... چه ہے ہے عشرهٔ میشود ... بدک...

دیگر دائرهٔ متفقه که در دو بحر متقارب و متدارک خوانده میشو...

اوٹھا مرگ ناسخ کا غل چار سو کہا رشک نے مصرع سال رحلت	گیا لطف تحقیق کا گفتگو سے... دلا شعر گوئی او بھی لکھنؤ...

دیوان غافل - کلام سخنور ہمپایہ آتش و ناسخ منور خان غافل -

دیوان ذوق - از نتیجہ فکر سخنگو عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق -

دیوان بہار عرب در محامد خاتم الرسالت مولفہ حاجی محمد نذیر مصطفےٰ آبادی -

دیوان لطف - پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراجنامہ محامد سرور کائنات مصنفہ حافظ لطف علیخان بریلوی -

ایضاً نعت سروری - غزلیات تمام ردیفون کی محامد خاتم المرسلین مین از نتائج طبع بلند مفتی غلام سرور لاہوری -

دیوان ہنجار سالک - عمدہ کلام از مرزا باقر علی بیگ -

دیوان نیاز - از روشنی صافی نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی نیاز -

دیوان شہیدی مصنفہ کرامت علیخان شہیدی تخلص

دیوان امیر مسمے بہ **مراۃ الغیب** از امیر احمد امیر تخلص

دیوان غالب - کئی مرتبہ یہ دیوان مختلف مقامات مین چھپا اور بڑی خواہش سے اور ہنوز خواہش خریداری خریداران اسطرح ہر کیون نہو برسے عالی پایہ مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی کا کلام ہر جنکا مثل و نظیر ہندوستان مین نہین ہر یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے نقل ہو کر طبع ہوا

دیوان نشاط الاحباب - مصنفہ گوبند سہائے -

دیوان جرار - مصنفہ مرزا حسین بیگ تخلص جرار -

دیوان امیر - خرد طبعزاد سید امیر الدین امیر

دیوان مسمی بہ **مظہر عشق** کلام استاد کامل -

آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق -

دیوان واسطی نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ -

دیوان عاشق - کلام لطیف از پنڈت کنہیا لال عاشق

دیوان خواجہ میر درد - شاعر صاحب باطن

دیوان بحر اسرار حقیقت در نعت سید مجتبےٰ قاضی علی احمد تخلص صلے علے -

دیوان ہشیار - مصنفہ کیول رام

دیوان صبا مسمے بہ **غنچۂ آرزو** از میر وزیر علی صبا -

دیوان ضامن - از سید ضامن علی شاہ -

دیوان نواب علاء الدولہ سید محی الدین خان بہادر تخلص نقیر عرف نواب بودھن صاحب -

دیوان مخزن شوق غزلیات بہطرح حضرت ذوق دہلوی مصنفہ منشی ہر چند رائے سرو دہنی تخلص ہر چند ایک کالم مین کلام ذوق دوسرے کالم مین کلام ہر چند -

ایضاً شایستہ ناسخ بمقابلہ غزلیات ناسخ از منشی ہر چند -

دیوان ولی - یہ دیوان قدیم زبان ریختہ موجد شعر گوئی زبان ریختہ شاہ ولی اللہ گجراتی کا کلام اور زبان ریختہ مین اسی شاعر عالی نے کہا ہے بڑی تلاش سے دستیاب ہوا

چمنستان جوش - دیوان نواب احمد حسن خان جوش از فرزندان نواب حافظ رحمت خان -

مجمع الاشعار - غزلہای اردو و فارسی اساتذہ -

چمن بے نظیر - اشعار اردو و فارسی اساتذہ فراہم کردہ مولوی محمد ابراہیم بن شہاب الدین -

گلدستۂ امانت جسمین چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ کی ہین -

فہرست کتب

گلدستہ نعت اشعار فارسی اردو مولفہ جمیل الدین احمد۔

گلدستہ خنداں کلام موزون منشی منور علیخان تخلص خنداں

شمس فیض قصائد ولی عہد بہادر والی سورٹھ و نسائے خیالی منظوم از منشی غلام محمد خان تخلص خبیر۔

گلشن فیض۔ قصائد مدحیہ از شیخ بہاؤالدین۔

خریطہ سرور تہنیت نامہ کتخدائی نواب بہادر علیخان ولیعہد ریاست سورٹھ

کتب کلیات و دواوین فارسی

کلیات حزین۔ یہ مجموعہ نوادر روزگار سے ہے جسمین چند رسائل ہین

۱۔ سوانح عمری۔ حضرت مصنف ۔۲۔ تواریخ سلاطین ۳۔ قصائد نعتیہ ائمہ اطہار علیہم السلام ۔ دیوان مصنف

۵۔ مثنویات صغیر دل و چمن۔ انجمن

۶۔ مثنویات خرابات ۷۔ فرہنگنامہ۔

۸۔ تذکرۃ العاشقین۔ مصنفہ شاعر عدیم النظیر وحید العصر شیخ محمد علی حزین۔

کلیات خاقانی۔ جسمین قصائد عربی و فارسی و غزلیات و رباعیات کا پورا ذخیرہ ہے ایسا کلیات اس جامعیت کے ساتھ کمیاب ہے جو اس مطبع مین محشی ہوکر مع حل معانی اشعار عربی کے دو جلد مین چھاپے

کلیات مرزا بیدل۔ اس کلیات مین چار کتابین ہین۔

۱۔ دیوان بیدل غزلین سب ردیفون کی

۲۔ عناصر بیدل

۳۔ رقعات بیدل

۴۔ نکات بیدل۔ نتیجہ طبع شاعر نازک

عبدالقادر بیدل تخلص۔

دیوان بیدل فقط نقل از نسخہ قلمی محررہ ولاید

کلیات سعدی شیرازی جسمین رسائل ذ

۱۔ دیباچہ کلیات ۲۔ کریما محشی

گلستان ۔۴ بوستان ۔ ۵ ۔

۶ بیہ و فارسیہ و مراثی و ترجیعات ۔۶ ط

وبدایع و خواتم و غزلیات قدیم و مقطعات و

و مثنویات و قطعات و رباعیات و مفردات و

از نتائج طبع حضرت مصلح الدین سعدی شیراز

کلیات نظم غالب ۔ میرزا اسد اللہ خا

دہلوی۔

انتخاب کلیات عناصر خسرو ۔

چار دیوان ہین۔

۱۔ دیوان تحفۃ الصغر ۔ صغر سن کا ک

۲۔ دیوان وسط الحیات عنوان شباب ک

۳۔ دیوان غرۃ الکمال ۔ جو کمال عمر جا

برس مین تالیف فرمایا۔

۴۔ دیوان بقیہ نقیہ ۔ کلام ہنگام پیری

انتخاب چار دیوان روشن طبع سخنور صاحب ک

ملقب بہ طوطی ہند حضرت امیر خسرو دہلوی ہے

کلیات جامی تصنیف ملا عبدالرحمن جامی

کلیات نظیری نیشاپوری ۔ از خوش

ملا نظیری نیشاپوری

دیوان ظہیر فاریابی تصنیف ابونصر فاریا